عمران سیریز
کیمپ فائٹ
مظہر کلیم ایم اے
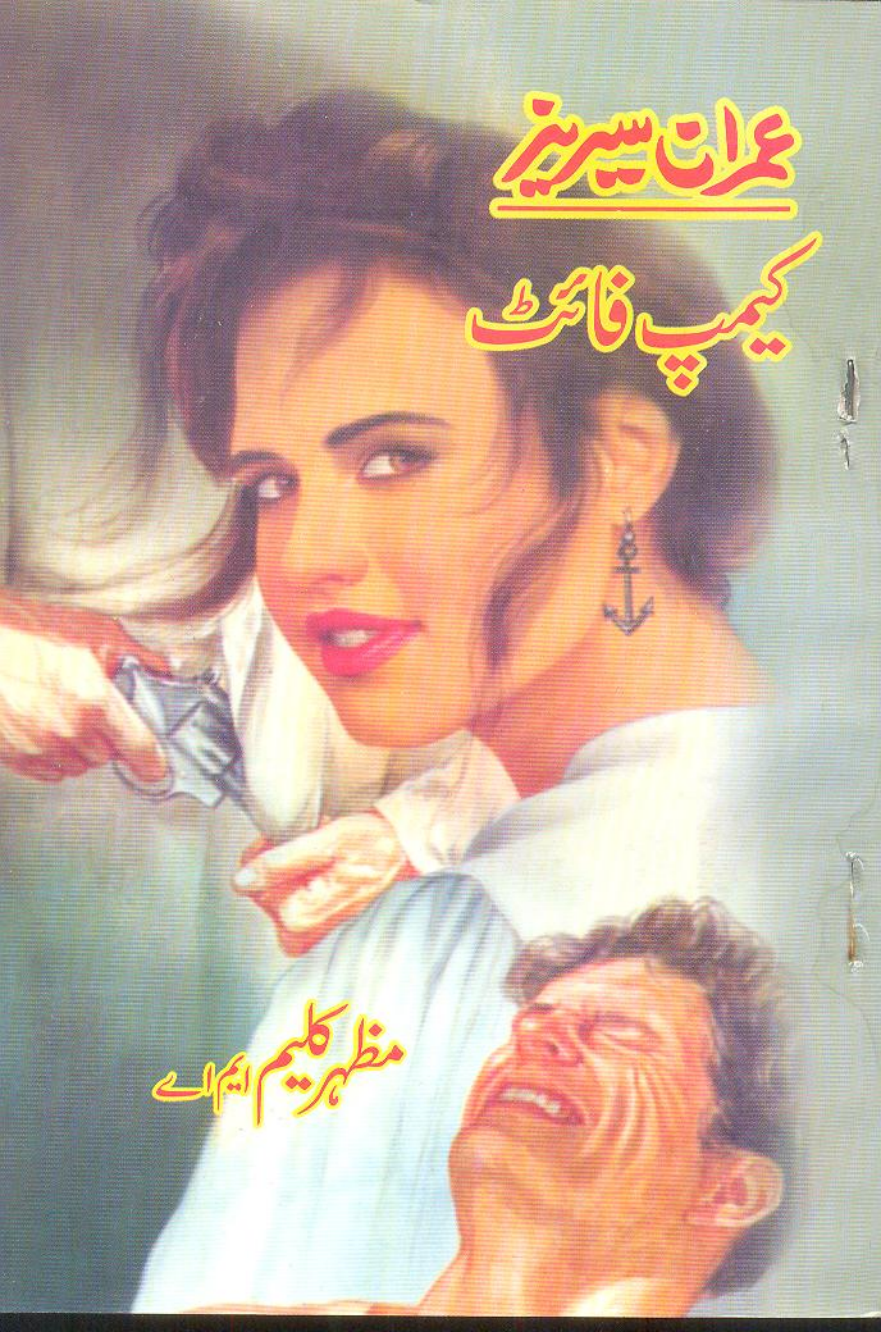
کیمپ فائٹ

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور
پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا
کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز،
مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ شہکار پرنٹنگ پریس ملتان

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول کیمپ فائٹ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
یہ ناول عمران اور کرنل فریدی کے کرداروں پر مشتمل ہے۔ اس ناول کی کہانی اس سلسلے
کے باقی دوسرے ناولوں سے اس لحاظ سے قطعی منفرد ہے کہ اب تک ایسا ہوتا آیا
ہے کہ عمران اور فریدی جب مقابلے پر آتے ہیں تو آخر میں وہ امر جس کے حصول
کے لئے یہ مقابلہ ہوتا ہے درمیان سے کسی بھی وجہ سے غائب ہو جاتا ہے اس
طرح دونوں عظیم کرداروں کا مقابلہ آخری نتیجے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے لیکن
کیمپ فائٹ میں ایسا نہیں ہے اس میں عمران اور کرنل فریدی ایک مسئلے پر ایک
دوسرے کے ـــ مقابلے پر آتے ہیں جو کسی صورت میں بھی سوائے ایک کردار کی
مکمل اور حتمی شکست کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ عمران اور کرنل فریدی دونوں ہی
اپنی اپنی جگہ عظیم کردار ہیں اور کوئی بھی دوسرے سے کسی بھی لحاظ سے کم تر نہیں
ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ عمران کی طبیعت میں بذلہ سنجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی
ہے جب کہ کرنل فریدی بے حد سنجیدہ رہتا ہے وہ مذاق ضرور کرتا ہے لیکن سنجیدگی
کے دائرے کے اندر رہ کر۔ باقی جہاں تک ذہانت کا تعلق ہے اس لحاظ سے
بھی یہ دونوں کردار ہم پلہ ضرور ہیں لیکن عمران کی ذہانت کا انداز کرنل فریدی سے
مختلف ہے عمران کی ذہانت شاطرانہ انداز کی ہے۔ وہ اپنے مقصد کے حصول
کے لئے شاطرانہ انداز بھی اختیار کر لیتا ہے جب کہ کرنل فریدی کی ذہانت ٹھوس
واضح اور راستی پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر کرنل فریدی کے پرستاروں کو عمران

سے شکایت رہتی ہے کہ بعض اوقات اپنی مخصوص ذہانت کی وجہ سے عمران کا پلہ کرنل فریدی پر بھاری نظر آنے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت ایسی بات نہیں ہوتی۔ ایسا صرف دونوں کرداروں کے انداز میں فرق کی وجہ سے محسوس ہوتا ہے ورنہ کرنل فریدی ذہانت کے لحاظ سے کسی طرح بھی عمران سے کم نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے واضح، راست اور سنجیدہ کردار کی وجہ سے بعض ایسی باتوں کا کھل کر اعتراف کر لیتا ہے جس کی وجہ سے کرنل فریدی کے پرستاروں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہاں کرنل فریدی عمران کے مقابلے میں کم تر رہا ہے۔ حالانکہ اس طرح کھل کر اعتراف کر لینا بھی کرنل فریدی کی اعلیٰ ظرفی اور اعلیٰ کردار کو ہی ظاہر کرتا ہے۔ بہرحال موجودہ ناول میں عمران اور کرنل فریدی کے درمیان ایسا خوفناک اور خونریز مقابلہ ہوا ہے جس کا انجام لازماً ان دونوں میں کسی ایک کی شکست پر ہی ہو سکتا تھا۔ اور ایسا ہوا بھی۔ لیکن اس واضح اور مکمل شکست سے دوچار کسے ہونا پڑا۔ عمران یا کرنل فریدی کو۔ اس کا جواب تو آپ ناول پڑھ کر ہی معلوم کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ اب کچھ اپنے خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

پشاور سے نیاز احمد صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کی تحریریں ہمیں بے حد پسند ہیں لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ انتہائی خوفناک سچویشن میں پھنسنے کے باوجود عمران صاف نکل جاتا ہے جبکہ مجرم پھنس جاتے ہیں۔ مثلاً جب بھی عمران پر کسی عمارت کا ملبہ گرتا ہے تب وہ تو بچ جاتا ہے حالانکہ جب کسی عمارت کا ملبہ مجرموں پر گرتا ہے تو وہ مر جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عمران یا اس کے ساتھی گولیاں چلاتے ہیں تو مجرم مر جاتے ہیں لیکن جب عمران یا اس کے ساتھیوں پر مجرم گولیاں چلاتے ہیں تو ان کی ہلاکت تو ایک طرف ان کی ہڈی بھی نہیں ٹوٹتی اور گولی صرف گوشت پھاڑتی ہوئی نکل جاتی ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ اگر عمران کو توپ کے آگے بھی باندھ دیا جائے تو بھی توپ کا گولہ نشانے پر نہ پڑے گا۔"

نیاز احمد صاحب! آپ کے خط لکھنے اور تحریریں پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ جہاں تک عمران کے کسی خوفناک سچویشن سے نکل جانے اور مجرموں کے پھنس جانے کی بات ہے اور اس سلسلے میں آپ نے جو مثالیں لکھی ہیں تو اس کے جواب میں صرف یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ شاید آپ نے مجرموں اور عمران کے درمیان فرق پر غور نہیں فرمایا۔ اگر آپ اس پر غور فرماتے تو یقیناً آپ کو اس قدر حیرت بھی نہ ہوتی۔ اب رہ گئی یہ بات کہ اگر عمران کو توپ کے آگے بھی باندھ دیا جائے تو بھی توپ کا گولہ نشانے پر نہ پڑے گا۔ یقیناً ایسا ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر جب مجرم توپ چلائیں تو پتہ چلے کہ توپ میں سرے سے گولہ ہی موجود نہیں ہے۔ عمران اپنی ذہانت سے وہ گولہ پہلے ہی غائب کر چکا ہو۔ میں نے یہ صرف ایک مثال دی ہے ورنہ گولہ نشانے پر نہ پڑنے اور عمران کے بچ جانے کے اور بھی بے شمار راستے ہو سکتے ہیں۔ بات بہرحال اسی ذہانت اور انداز عمل پر آ کر ختم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر بار عمران مجرموں کے ہاتھوں سے صاف بچ نکلتا ہے اور یہی وہ فرق ہے عمران اور مجرموں کے درمیان۔ جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اُمید ہے اب آپ کی حیرت دُور ہو گئی ہوگی۔

سیالکوٹ سے اعظم ملک صاحب لکھتے ہیں۔ ٹائٹل پلان میں سابقہ ریکارڈ کی طرح سیکرٹ سروس کی کارکردگی بے حد شاندار رہی ہے۔ مجھے یہ ناول بے حد پسند آیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ میجر پرمود کے کردار پر بھی ناول ضرور لکھا کریں کیونکہ میجر پرمود کا کردار بھی مجھے عمران کی طرح ہی پسند ہے۔

اعظم ملک صاحب! ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ میجر پرمود کا کردار بھی اکثر

کتابوں میں شامل رہا ہے اور انشاءاللہ آئندہ بھی یہ اکثر شامل رہے گا۔ بے فکر رہیں۔

کراچی سے محمد شفیق کوہستانی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کی کتابیں مجھے پسند آتی ہیں۔ لیکن مجھے ایکشن سے زیادہ جاسوسیت زیادہ پسند ہے۔ اس لئے آپ اپنی کتابوں میں جاسوسیت کو نوے فیصد اور ایکشن کو دس فیصد کی حد تک رکھا کریں۔"

محمد شفیق کوہستانی صاحب! کتابیں پسند کرنے کا شکریہ! ایکشن، سسپنس اور جاسوسیت یہ تینوں ہی جاسوسی ادب کے لازمی جزو ہیں۔ لیکن ان میں کمی بیشی کا انحصار ناول کے پلاٹ پر ہوتا ہے۔ آپ نے یقیناً میرے لکھے ہوتے ایسے ناول بھی پڑھے ہوں گے جن میں آپ کا بیان کردہ تناسب موجود ہو گا اور آئندہ بھی انشاءاللہ آپ پڑھتے رہیں گے۔

قادر پور راں ملتان سے افتخار شہزاد آرٹسٹ صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ ٹائیگر کو سیکرٹ سروس میں شامل کیوں نہیں کرا دیتے۔ کیا اس کی صلاحیتیں صفدر، شکیل اور تنویر سے کم ہیں؟"

افتخار شہزاد آرٹسٹ صاحب! عمران نے ٹائیگر کے ذمے جو کام لگایا ہوا ہے کہ وہ غنڈہ بن کر مجرموں میں گھومتا پھرتا رہتا ہے اور اس طرح وہ انتہائی اہم معلومات حاصل کرتا ہے۔ یہ واقعی اہم کام ہے۔ اگر ٹائیگر سیکرٹ سروس میں شامل ہو گیا تو ظاہر ہے ایکسٹو جیسا سخت اور بااصول آدمی ٹائیگر کو غنڈہ بن کر غنڈوں میں اس طرح گھومنا پھرنا اور لڑنا بھڑنا بلکہ چھوٹے موٹے جرائم کرنا کبھی برداشت نہ کر سکے گا۔ میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ عمران نے بھی آج تک ٹائیگر کو سیکرٹ سروس میں شامل کرنے کی سفارش ایکسٹو سے نہیں کی۔

اب اجازت دیجیے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔اے

ایئرپورٹ پر خاصا رش تھا۔ بین الاقوامی پرواز کی آمد پر رش ہمیشہ بڑھ جاتا تھا۔ اور اس وقت بھی ایئرپورٹ پر اس قدر رش تھا جیسے کوئی میلہ لگا ہوا ہو۔ پارکنگ میں ہر طرف رنگ برنگی گاڑیوں کا سیلاب سا آیا ہوا تھا۔ یہ پاکیشیا کا بین الاقوامی ایئرپورٹ تھا۔

ایئرپورٹ کے اس دروازے سے جہاں سے پرواز کے مسافر سامان سمیت باہر آتے تھے۔ ان کے استقبال کے لئے آنے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ آنے والوں کے عزیز و اقارب ان سے وہیں گلے مل رہے تھے۔ سامان بردار گاڑیاں تیزی سے اِدھر اُدھر دوڑتی جا رہی تھیں۔

"ارے —— یہاں تو کوئی میلہ لگا ہوا ہے۔" کیپٹن حمید نے دھوپ کی وجہ سے آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہے۔ اس لئے یہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

اور پھر وہ دونوں تیزی سے قدم بڑھاتے پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ دونوں اپنے اصل چہروں میں تھے۔ کرنل فریدی کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔

ابھی انہوں نے چند قدم ہی بڑھائے ہوں کہ ایک سائیڈ سے تھری پیس سوٹ میں ملبوس ایک نوجوان آگے بڑھا۔

"آیئے سر ـــ ادھر کار موجود ہے۔" نوجوان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ حامد تم پہنچ گئے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ مجھے دو گھنٹے پہلے آپ کی آمد کی اطلاع ملی ہے۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق شنگریلا میں آپ کے لئے کمرے بک کرا دیئے ہیں۔" حامد نے کرنل فریدی کے ہاتھ سے بریف کیس لیتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ ـــــ" کرنل فریدی نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا اور پھر وہ حامد کی راہنمائی میں پارکنگ کے ایک کونے کی طرف چل دیئے۔ جہاں سفید رنگ کی نئی کار موجود تھی۔

"سر ـــ سیدھے ہوٹل چلنا ہے یا....." حامد نے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو پچھلی سیٹوں پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ پہلے سنٹرل انٹیلیجنس ہیڈکوارٹر چلو۔" کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔ اور حامد نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"وہاں کیا کرنا ہے۔" کیپٹن حمید نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں سر رحمان سے ملانا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ عمران کا باپ کیسا ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ مگر یہ بات تو ہمارے خلاف جائے گی۔ وہ تو سنا ہے انتہائی اصول پسند آدمی ہیں۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم نے درست سنا ہے۔ وہ ایسے ہی آدمی ہیں۔ اسی لئے تو میں اصولاً ان سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔ تو کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر نہ صرف خاموش ہو گیا بلکہ وہ کھڑکی سے باہر سڑک پر دوڑنے والی کاروں کو دیکھنے لگا۔

"میں جب بھی اس ملک کی سڑکوں پر دوڑنے والی کاروں اور یہاں موجود شاندار اور عظیم الشان بلڈنگوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان بین الاقوامی سروے رپورٹوں پر ہنسی آنے لگتی ہے جو پاکیشیا کو ایک پس ماندہ اور غیر ترقی یافتہ ملک کہتے ہیں۔ یہ تو ہمارے نیدرلینڈ سے بھی زیادہ امیر ملک ہے۔"

چند لمحوں بعد کیپٹن حمید نے گردن موڑ کر کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ یہاں کے لوگوں کا مخصوص انداز زندگی ہے۔ یہ لوگ واقعی غریب ہونے کے باوجود غربت کو اپنا اوڑھنا بچھونا نہیں بناتے۔

یہ جو کچھ کماتے ہیں اس کا بھرپور اظہار کرتے ہیں،" کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یعنی وہ بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست والی مثال پر عمل کرتے ہیں،" کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں —— بالکل ورنہ یہاں غربت بھی بے پناہ ہے" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"سر —— انٹیلیجنس ہیڈکوارٹر آنے والا ہے۔ کیا ہم نے اندر جانا ہے،" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے حامد نے پوچھا۔

"ہاں —— ڈائریکٹر انٹیلیجنس سر رحمان سے ملنا ہے ہمیں،" کرنل فریدی نے جواب دیا۔ اور حامد نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد گاڑی ایک عظیم الشان دو منزلہ عمارت کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ حامد نے گاڑی کا رُخ پارکنگ کی طرف موڑ دیا جہاں پہلے ہی کافی گاڑیاں موجود تھیں۔

"تم ہماری واپسی تک یہیں رُکو گے،" کرنل فریدی نے کار سے باہر نکلتے ہوئے حامد سے کہا اور حامد نے جس نے سائیڈ کا دروازہ کھولا تھا، سر ہلا دیا۔

"بریف کیس ساتھ لینا ہے،" کیپٹن حمید نے دوسری طرف سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں —— یہیں رہنے دو۔" کرنل فریدی نے کہا۔ اور تیزی سے عمارت کے اندرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن حمید بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

"بڑی شاندار عمارت بنائی ہے،" کیپٹن حمید نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— یہ نئی عمارت بنی ہے۔ اس سے پہلے سنٹرل انٹیلیجنس کا دفتر ایک پرانی اور بوسیدہ عمارت میں تھا،" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

اس دوران وہ دونوں اندرونی گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے استقبالیہ روم میں پہنچ گئے۔

"یس سر ——" وہاں موجود آفیسر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔ وہ شاید کرنل فریدی کی شاندار شخصیت سے متاثر ہو گیا تھا۔

"سر رحمان کو بتایئے کہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید ان سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔" کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کرنل فریدی اور کیپٹن حمید —— اوہ —— اوہ آپ۔ اوہ جناب تشریف رکھیئے۔ میرا نام احمد ہے۔ میں انٹیلیجنس انسپکٹر ہوں۔ آپ کے متعلق تو میں نے بہت کچھ سُنا ہوا ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔" آفیسر کرنل فریدی کا نام سُن کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"شکریہ انسپکٹر احمد" —— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس نے کیپٹن حمید کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

انسپکٹر احمد نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے کیشر لائنوں کے انٹرکام کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔

"یس ـــــ پی اے ٹو ڈائریکٹر جنرل" دوسری طرف سے سر رحمان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"میں انسپکٹر احمد بول رہا ہوں استقبالیہ سے۔ نیدر لینڈ کے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اس وقت میرے دفتر میں بنفس نفیس موجود ہیں۔ وہ ڈائریکٹر جنرل صاحب سے ملنا چاہتے ہیں" انسپکٹر احمد نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"آپ کو انٹیلیجنس میں انسپکٹر بھرتی ہونے کے لئے کس نے کہا تھا؟" انسپکٹر احمد کے ریسیور رکھتے ہی کیپٹن حمید بول پڑا۔

"جی کیوں ـــــ کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے" انسپکٹر احمد نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"غلطی کی بات نہیں ـــــ آپ نے جس انداز میں بات کی ہے معلوم ہوتا ہے آپ شاعر و ادیب قسم کے آدمی ہیں" حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــ آپ کی بات درست ہے۔ میری طبیعت بھی آپ ہی کی طرح قدرے عاشقانہ ہے" انسپکٹر احمد نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ ـــــ خوب جواب ہے۔ اس کا مطلب ہے حمید صاحب کی عاشقی اب بین الاقوامی شہرت اختیار کرتی جا رہی ہے" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور انسپکٹر احمد نے مسکراتے ہوئے ریسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــــ انسپکٹر احمد" انسپکٹر احمد نے کہا۔

"سر رحمان کرنل فریدی صاحب کے استقبال کے لئے خود تمہارے دفتر میں پہنچ رہے ہیں" دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا" انسپکٹر احمد نے کہا۔

"سر رحمان آ رہے ہیں" اس کا لہجہ اس بار قدرے سہما ہوا تھا۔ اسی لمحے باہر ایڑیاں بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ارے ـــــ انہوں نے خود کیوں تکلیف کی" کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے سر رحمان دروازے میں داخل ہوئے۔

"ہیلو کرنل فریدی ـــــ آپ نے مجھے پہلے اطلاع کیوں نہیں دی۔ میں آپ کا استقبال ایئرپورٹ پر کرتا۔" سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"شکریہ سر رحمان ـــــ آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔ میرا مقصد آپ کو تکلیف دینا نہ تھا۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ یقیناً کیپٹن حمید ہوں گے۔" سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کیپٹن حمید کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جی ہاں یہ کیپٹن حمید ہے اور ان کا اصرار تھا کہ یہ علی عمران کے والد سے ملنا چاہتے ہیں" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اس ناخلف نے ضرور انہیں تنگ کرنے کی کوشش

کی ہوگی۔ اگر ایسا ہوا ہے کیپٹن حمید تو آئی ایم سوری"۔ سر رحمان نے مسکرا کر ——— مصافحے کے لئے ہاتھ کیپٹن حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ ویسے مجھے آپ سے مل کر واقعی بے حد مسرت ہوئی ہے۔" کیپٹن حمید نے بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا۔ اس کی ملاقات واقعی سر رحمان سے پہلی بار ہو رہی تھی۔ اور وہ ان کے خلوص اور شخصیت سے بڑا متاثر ہوا تھا۔

"تشریف لائیے" ——— سر رحمان نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اپنے شاندار دفتر میں پہنچ گئے۔

"پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ کھانے میں کیا پسند کرتے ہیں تاکہ میں کوٹھی اپنے خانساماں کو ٹیلیفون کر دوں" سر رحمان واقعی خوشگوار موڈ میں تھے۔

"اوہ ——— سر رحمان آپ کا بیحد شکریہ۔ کھانے کی دعوت پھر کبھی سہی۔ فی الحال ہم ایک انتہائی ضروری مسئلے پر آپ سے بات کرنے آئے ہیں" کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ——— ضروری مسئلوں پر بات چیت تو ہوتی ہی رہتی ہے۔" سر رحمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مسئلہ دراصل عام مسئلوں سے کچھ ہٹ کر ہے۔ آپ کا بے حد شکریہ" کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا آپ کیا پئیں گے۔ یہ تو بتا دیجئے۔ کافی یا کوک" ——— سر رحمان نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ تکلف کرنا ہی چاہتے ہیں تو پھر کوک منگوا لیجئے" کرنل فریدی نے جواب دیا اور سر رحمان نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر سیکرٹری کو کوک بھیجنے کا حکم دیا۔

چند لمحوں بعد چپڑاسی ٹرے میں تین کوک اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ہر بوتل پر ٹشو لپٹا ہوا تھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں پہلے ٹیبل کلاتھ کا منقش ٹکڑا تینوں کے سامنے رکھا اور پھر کوک رکھ کر وہ واپس چلا گیا۔

"سر رحمان ——— آپ با اصول انسان ہیں۔ اس لئے میں براہ راست آپ کے پاس پہنچا ہوں تاکہ کل کو آپ کو شکایت نہ ہو کہ کرنل فریدی نے بے اصولی کی ہے" کرنل فریدی نے بوتل ہاتھ میں لیتے ہوئے گفتگو کا آغاز کر دیا۔

"جی فرمائیے ———" سر رحمان کے لہجے میں قدرے حیرت تھی۔

"ہمارے ملک کو ایسی مصدقہ اطلاعات ملی ہیں کہ آپ کے ملک میں ایک ایسا کیمپ موجود ہے، جہاں ہمارے ملک میں شورش اور بغاوت کے لئے ایجنٹوں کو تربیت دی جاتی ہے اور پھر ان ایجنٹوں کو نیدر لینڈ بھیجا جاتا ہے۔ اور اس کیمپ کے خاتمے کے لئے میری ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ آپ سنٹرل انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ ظاہر ہے اس کیمپ کا قیام اور موجودگی سے آپ پوری طرح آگاہ ہوں گے" کرنل فریدی نے کوک سپ کرتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن ایسا تو کوئی کیمپ نہیں ہے۔ ہماری حکومت نے کئی

بار اس افواہ کی سرکاری طور پر تردید کی ہے"۔ سر رحمان نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ سرکاری تردید کو رہنے دیجئے۔ اپنی پرسنل بات کیجئے آپ ذمہ دار شخصیت ہیں —— اگر آپ وعدہ کر لیں کہ اس کیمپ کو بند کر دیا جائے گا تو میں یہیں سے اپنے ملک واپس چلا جاؤں گا ورنہ آپ جانتے ہیں جہاں ملکی معاملات ملوث ہوں وہاں کرنل فریدی مجبور ہو جاتا ہے"، کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" پہلی بات تو یہ ہے کرنل فریدی کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ایسا کوئی کیمپ یہاں موجود نہیں ہے اور اگر ہوتا بھی تو پھر یہ میرا پرسنل قائم کردہ کیمپ تو نہ ہوتا، ظاہر ہے سرکاری ہوتا اور میں بھی سرکاری آدمی ہی ہوں۔" سر رحمان کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا تھا۔ ان کے چہرے پر موجود پہلی مسکراہٹ اور شگفتگی غائب ہو گئی تھی۔

" تو اس سے میں یہی مطلب لوں کہ آپ مجھ سے تعاون کرنے سے انکاری ہیں۔ آپ با اصول آدمی ہیں اور اب اصول یہی ہے کہ اگر میں اس کیمپ کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کر دوں تو آپ کو مجھ سے کوئی گلہ نہیں ہوگا"، کرنل فریدی نے بوتل واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" دیکھئے —— آپ میرے مہمان ہیں۔ اس لحاظ سے آپ میرے پاس رہیں۔ میں آپ کی مکمل حفاظت کرنے کا پابند ہوں۔ جہاں تک کیمپ کا تعلق ہے۔ میرے علم میں ایسے کسی کیمپ کا

وجود نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ نے یہاں کوئی ایسی کارروائی کی جو قانون کی خلاف ورزی کے زمرے میں آ رہی ہو —— تو پھر انٹیلیجنس آپ کے خلاف لازماً حرکت میں آجائے گی اور اس صورت میں ہر قسم کی دوستی اور رشتہ ختم ہو جاتا ہے"۔ سر رحمان نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" شکریہ سر رحمان ——" کرنل فریدی اپنی حفاظت خود کرنا جانتا ہے اور مجھے قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ آپ کی انٹیلیجنس میرے خلاف کیا کرتی ہے اور کیا نہیں۔ ہو سکتا ہے اس کیمپ کو انٹیلیجنس سے بھی خفیہ رکھا گیا ہو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے آپ جھوٹ نہیں بولتے۔ لیکن ہماری اطلاعات کے مطابق ایسا کیمپ موجود ہے اور میں نے بہرحال اس کا خاتمہ کرنا ہے۔ میں فی الحال شنگریلا ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ ابھی میں علی عمران سے بات کروں گا اور پھر سیکرٹ سروس کے چیف، ایکسٹو سے بھی۔ اس کے بعد میں واقعی حرکت میں آجاؤں گا۔ اب اجازت دیجئے۔ ملاقات کے لئے اتنا وقت دینے کا مشکور ہوں۔"

کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" کوئی بات نہیں کرنل فریدی۔ بہرحال میرا مشورہ آپ کو یہی ہے کہ آپ اس بات پر یقین کر کے واپس چلے جائیں کہ یہاں ایسا کوئی کیمپ نہیں ہے۔ یہی آپ کے حق میں بہتر رہے گا۔"

سر رحمان نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مشورے کا شکریہ ــــ خدا حافظ" کرنل فریدی نے رسمی انداز میں مصافحہ کیا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"سلیمان ــــ!" عمران نے سلیمان کو اونچی آواز سے پکارتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں موجود چائے کی پیالی واپس میز پر رکھ دی۔

"سلیمان ناشتے میں مصروف ہے اور ناشتے کے دوران وہ بہرہ ہو جاتا ہے" دور سے سلیمان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اچھا جناب بہرے سلیمان صاحب ــــ جب آپ ناشتے سے فارغ ہو جائیں تو ازراہ کرم یہاں تشریف لے آئیں اور مجھے بھی ناشتہ کرنے کی عیاشی کا موقع بہم پہنچا دیں۔ میری پچھلی تو نہیں بہرحال آئندہ سات نسلیں آپ کی مشکور ہوں گی۔"

عمران نے اسی طرح اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جتنی تنخواہ آپ دیتے ہیں اس میں تو ــــ اسی قسم کا ناشتہ مل سکتا ہے۔ اس لئے جب تک آپ کی مالی حالت ٹھیک

نہیں ہوتی، خواہ مخواہ گلا پھاڑنے سے کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔"

سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا آج سے آپ کی تنخواہ میں دوگنا اضافہ کیا جاتا ہے، اب تو تشریف لے آیئے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ اضافہ کب سے لاگو ہو گا۔ اگر آج سے ہے تو پھر اگلے مہینے بات کیجئے۔" سلیمان بھی کچی گولیاں کھیلنا نہ جانتا تھا۔

"یہ اضافہ گذشتہ ایک سو چالیس سال سے کر دیا گیا ہے" عمران نے جواب دیا۔

"ملے گا کب ــــ؟" سلیمان نے پوچھا۔

"ابھی اور اسی وقت ملے گا جناب سلیمان صاحب، آپ تشریف تو لائیں" عمران نے کہا اور پلیٹ میں رکھا ہوا سلائیس اٹھا کر کھانا شروع کر دیا۔

"یہ میں کیلکولیٹر ساتھ لایا ہوں۔ نکالئے رقم" سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو۔ ذرا اونچا بولو۔ ناشتے کے وقت میں بہرہ ہو جاتا ہوں اور جب ناشتہ کسی اناڑی باورچی کا بنا ہوا ہو تو پھر سمجھو مکمل طور پر ثقل سماعت کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔"

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہوں ــــ تو اب میں اناڑی باورچی ہوں" سلیمان کے نتھنے غصے سے پھولنے پچکنے لگے۔

"جب چائے کی بجائے نیم کے پتوں کا جوشاندہ ہو، ابلا ہوا

اندھ کرنل فریدی کے ہارڈ سٹون سے بھی زیادہ سخت ہو۔ سلائیس باسی ڈبل روٹی کے ہوں۔ شہد کی بجائے گوند کیکر ان پر لگایا گیا ہو تو کیا ایسے باورچی کو کُکنگ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری دے دی جائے۔"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا

"جناب آپ کو معلوم ہے کہ اب کیا وقت ہوا ہے"۔ سلیمان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں —— صرف دس بجے ہیں اور ابھی سورج کو عروج پر آنے میں دو گھنٹے باقی ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اور انٹرنیشنل اصولوں کے مطابق ناشتے کا وقت چھ بجے ہوتا ہے اور میں چونکہ انٹرنیشنل باورچی ہوں اس لئے چھ بجے ناشتہ تیار ہو جاتا ہے۔ اب آپ کی مرضی کہ آپ دس بجے ناشتہ کریں تو پھر شہد نے خود ہی گوند کیکر بن جانا ہے"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"لیکن جناب بھی تو اب ناشتہ فرما رہے ہیں۔ کیا وہ بھی ایسا ہی ناشتہ تھا"۔ عمران نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں —— میں پہلا ناشتہ چھ بجے کر چکا ہوں۔ دوسرا ناشتہ آٹھ بجے اور اب تیسرا ناشتہ کر رہا ہوں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا —— کیا مطلب۔ ہر دو گھنٹے بعد ناشتہ"۔ عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"یہ تو آپ کی کم علمی کی وجہ سے مجھے دوسرا اور تیسرا ناشتہ کے الفاظ کہنے پڑتے ہیں۔ دوسرے ناشتے کو دراصل کاک ٹیل جوس

کہتے ہیں اور تیسرے ناشتے کو ناشتہ نہیں بلکہ حریرتا کہا جاتا ہے۔ سلیمان نے عمران کی معلومات میں اضافہ کرنے والے لہجے میں کہا۔

"کاک ٹیل جوس اور حریرتا —— واہ کیا رومانٹک نام ہیں۔ یہ حریرتا شاید تمہاری ہونے والی بیگم کا نام ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— ایک تو کسی جاہل کا باورچی بننا بھی عذاب سے کم نہیں۔ اور جاہل بھی وہ جو اپنے آپ کو ڈی ایس سی کہلواتا ہو یعنی برملا اپنی جہالت کا ڈھنڈورہ پیٹتا ہو"۔ سلیمان نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یعنی ڈی ایس سی جہالت کا ڈھنڈورہ ہے۔ یہ علم کی توہین ہے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"علم تو شاید کسی علم دین کے پاس ہو گا۔ آپ کے پاس ہوتا تو کم از کم اپنے آپ کو اس طرح برملا ڈی ایس سی نہ کہتے پھرتے۔ ڈی ایس سی کا مطلب ہے ڈفر آف سائنس اور آجکل سائنس کا دور ہے۔ اس لئے جو سائنس میں ڈفر ہوا وہ جاہل نہ ہوا تو اور کیا ہوا"۔ سلیمان نے بڑے فاضلانہ انداز میں ڈی ایس سی کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— واقعی جناب سلیمان صاحب۔ آج پہلی بار مجھے ڈی کا اصل معنی معلوم ہوا ہے۔ ویسے تم نے شاید جان بوجھ کر ڈی ایس سی پر رحم کھایا ہے۔ کیونکہ ابھی وہ تمہارا تیسرا ناشتہ میرا

مطلب ہے حریرتا پورا نہیں ہوا۔ اس لئے تمہیں بھوک لگی
ہوئی ہے ورنہ تمہارے انداز میں تو ڈی ایس سی کا مطلب
ڈریکولا سلیمان کا ٹھیاواڑی بھی تو ہو سکتا تھا۔ بہرحال عالم فاضل
صاحب آپ یہ ناشتہ اٹھا کر لے جایئے اور مجھے ذرا چھ بجے والا
ناشتہ لا دیجئے" عمران نے کہا۔

"سوری —— چھ بجے والا ناشتہ چھ بجے ہی مل سکتا ہے انٹرنیشنل
اصول کے مطابق" سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا انٹرنیشنل اصول کے مطابق حریرتا لا دیجئے۔ ویسے اگر
آپ مجھ پر رحم فرماتے ہوئے کاک ٹیل جوس اور حریرتا کے معنی
بھی بتا دیں تو شاید اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔

"کاک ٹیل جوس بھی آپ نہیں جانتے۔ ویسے آپ جان
کیسے سکتے ہیں کیونکہ یہ انٹرنیشنل اصولوں کے مطابق صرف باورچیوں
کے لئے ہوتا ہے۔ ناشتے سے دو گھنٹے بعد باورچی مختلف پھلوں
کے جوس نکال کر اور انہیں ملا کر کم از کم دو گلاس پیتے ہیں اور
حریرتا کا مطلب ہے کہ کاک ٹیل جوس سے دو گھنٹے بعد حریرتا
مقوی دماغ، حریرہ مقوی بدن، حریرہ مقوی اعصاب کھایا جائے"
سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو تم ناشتے سے دو گھنٹے بعد پھلوں کے جوس
اور پھر دو گھنٹے بعد اتنے سارے حریرے کھاتے ہو اور مجھے
کیا ملتا ہے۔ یہ ناشتہ۔ ایک پیالی ٹھنڈی اور کڑوی چائے، پتھر
سے زیادہ سخت دو سلائیں اور ایک ابلا ہوا انڈہ اور شہد کی

بجائے گوند کیکر اور تنخواہ بھی مجھ سے ہی لیتے ہو اور مہنگائی کا رونا
رو رو کر میری ساری کمائی بھی غائب کر دیتے ہو" عمران نے
نتھنے پھلاتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کیا کرتے ہیں جناب۔ بس صوفے پر پڑے اینڈتے
رہے۔ زیادہ سے زیادہ ٹیلیفون اٹنڈ کر لیا۔ کار پر سیر کر لی اور اگر
زیادہ کام بھی ہوا تو ذرا اٹھک بیٹھک کر لی۔ اور مجھے دیکھئے سارا
دن گرم چولہے کے سامنے کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے باورچی
اگر کاک ٹیل جوس اور حریرے نہ کھائیں تو کیا کریں۔ اچھا اب وہ
تنخواہ والے اضافے کی بات کریں اور رقم نکالیں" سلیمان نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیلکولیٹر لے ہی آئے ہو تم پچھلے ایک سو چالیس برس میں
تم نے جتنی تنخواہ لی ہے۔ اس کو چار سے ضرب دے کر رقم بناؤ
اور مجھے ادا کر کے تم کسی پڑھے لکھے گھر کا باورچی خانہ سنبھالو۔ ابھی
میں تمہاری پرانی خدمات کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ اس سے زیادہ رقم
کے تم جوس اور حریرے کھا چکے ہو گے" عمران نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

"میں آپ کو چیک لکھ دیتا ہوں۔ آپ ایسا کیجئے اسے فریم
کروا کر یہاں ڈرائنگ روم میں دیوار پر لگا دیجئے تاکہ ہر آنے
والے کو معلوم ہو سکے کہ اب آپ باورچی سے چیک لینے پر مجبور
ہو گئے ہیں۔ شاید کسی مخیر کو آپ پر ترس آ جائے" سلیمان نے
بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر برتن اٹھا کر واپس چل دیا۔

"یا اللہ تو کارساز ہے ۔ اب یہ وقت بھی دیکھنا رہ گیا تھا۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کی غربت کا یہی حال رہا تو اس سے بھی بڑا وقت آسکتا ہے۔" دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان ـــــ سلیمان دیکھو کس کی انگلی میں کھجلی اٹھی ہے" عمران نے زور سے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ ہی فون اٹھا لیجئے۔ شاید کسی حاتم طائی کا فون ہو اور آپ کی غربت دور ہو جائے۔" دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"حاتم طائی کا فون ـــــ واہ۔ اس میں سے تو اشرفیوں کی تھیلیاں گریں گی۔" عمران نے چونک کر کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جناب حاتم طائی صاحب کتنی تھیلیاں بھجوا رہے ہیں اشرفیوں کی لیکن یہ اشرفیاں اصلی ہونی چاہئیں۔" عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"عمران ـــــ میں کرنل فریدی بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کرنل فریدی کی سپاٹ آواز سنائی دی۔

"یعنی کہ نام بھی بدل لیا اب حاتم صاحب نے۔ چلو کوئی بات نہیں مجھے کیا لینا ہے نام سے۔ ویسے بھی شیکسپیئر نے کہا ہے کہ نام کی تبدیلی سے کیا ہوتا ہے۔ اگر گلاب کا نام گلاب نہ ہوتا تو کیا

اس کی خوشبو بدل جاتی۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے اگر حاتم طائی کا نام کرنل فریدی ہو گیا ہے تو اس سے تھیلیوں میں اشرفیاں ہی رہیں گی۔ لوہے کے ٹکڑے تو نہیں بن جائیں گی۔" عمران کی زبان چل پڑی۔

"عمران میں ہوٹل شنگریلا سے بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کرنل فریدی کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

"چلو پھر تو اور بھی اچھا ہے۔ اشرفیوں کی تھیلیوں کے ساتھ اچھا کھانا بھی مل جایا کرے گا۔ فی الحال آپ مجھے ناشتہ او وہ سوری انٹرنیشنل اصول کے مطابق حریرہ بھجوا دیں۔ سلیمان کا ناشتہ تو اب جن ہی کھا سکتے ہیں۔" عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی

"میں پاکیشیا ـــــ دارالحکومت کے ہوٹل شنگریلا سے بول رہا ہوں۔ اور میں ابھی تمہارے والد سر رحمان سے بھی مل کر آیا ہوں۔" کرنل فریدی نے اس بار زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"ارے واہ ـــــ اچھا پیشہ ہے۔ اس کا مطلب ہے اب آپ کرنیلی سے ریٹائر ہو چکے ہیں اور آپ نے بین الاقوامی میرج بیورو کھول لیا ہے۔ ویسے بائی دی وے رشتہ کیسا ہے ذرا خیال رکھنا کہیں والد صاحب قبلہ نہ" عمران بھلا کب باز آنے والا تھا۔

"ٹھیک ہے میں رسیور رکھ رہا ہوں۔" دوسری طرف سے کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ارے۔ ارے۔ اگر اتنی کمزوری ہو گئی ہے کہ رسیور بھی نہیں

اٹھایا جا سکتا تو میں کوئی مزدور بھیج دیتا ہوں لیکن ....“ عمران بات کرتے کرتے رُک گیا کیونکہ دوسری طرف سے واقعی ریسیور رکھا جا چکا تھا۔

”کمال ہے —— بڑھاپا آدمی کو کتنا بے بس کر دیتا ہے کہ جو شخص ویٹ لفٹنگ میں چیمپئن تھا وہ اب ریسیور بھی نہیں اُٹھا سکتا۔“ عمران نے ریسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”جو اپنے باورچی کو معقول تنخواہ نہ دے گا، اس کا یہی حشر ہوگا بڑھاپا تو آئے گا ہی ——“ اسی لمحے سلیمان ناشتے کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

”تت —— تت تمہارا مطلب ہے باورچی کو معقول تنخواہ دینے کے بعد آدمی ہمیشہ جوان رہتا ہے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آزمائش شرط ہے“ سلیمان نے ناشتے کا سامان میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس چلا گیا۔

”واہ —— خوب آزمائش ہے۔ آزمائش آزمائش میں تنخواہ ڈبل بلکہ ٹرپل اور جب بڑھاپا آئے گا تو باورچی صاحب منہ بنا کر کہہ دیں گے تنخواہ معقول نہ تھی بلکہ نامعقول تھی“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن اس کا ذہن کرنل فریدی کی کال کی طرف لگا ہوا تھا۔

کرنل فریدی کی یہاں اس طرح اچانک موجودگی اور پھر سر رحمٰن سے بات چیت —— کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ ابھی اس

نے ناشتہ مکمل کر کے چائے کی پیالی اٹھائی ہی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”کمال ہے —— اتنی جلدی دوسرا رشتہ بھی مل گیا۔ اس کا مطلب ہے آجکل رشتوں کی بارش ہو رہی ہے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ریسیور اٹھا لیا۔

”کوئی تصویر وغیرہ نہیں دکھائی جا سکتی۔ کم از کم شکل صورت کا تو اندازہ ہو جائے گا۔ ویسے مجھے تو ساری لڑکیاں ایک جیسی لگتی ہیں وہی دو آنکھیں ایک ناک دو کان —— سر پہ بالوں کا ڈھیر لیکن....“

عمران کی زبان ریسیور اٹھاتے ہی چل پڑی تھی۔

”عمران صاحب —— کس لڑکی کی بات کر رہے ہیں آپ“ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اچھا تو اب تم نے فارغ بیٹھے بیٹھے یہی کاروبار شروع کر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ اچھا منافع بخش کاروبار ہے۔ اور کچھ نہیں تو منافع میں کم از کم اپنے لئے تو اچھا رشتہ مل ہی جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیسا کاروبار —— کیسا رشتہ —— کوئی بات سمجھ میں بھی تو آئے۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”باتیں سمجھ میں آنے لگ جائیں تو پھر کاروبار ہو گیا۔ اس میرج بیورو والے کاروبار کا اصل راز تو یہی ہے کہ دونوں فریقوں کو ایک دوسرے کی سمجھ ہی نہ آئے۔ اور منہ دکھائی کی فیس دونوں طرف سے مسلسل وصول ہوتی رہے۔ اس طرح گاہک مستقل رہتا

ہے ورنہ جس نے شادی کر لی وہ تو میرج بیورو کا نام سن کر ہی ہلاک ہو جائے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اچھا تو آجکل آپ پر میرج بیورو کا بخار چڑھا ہوا ہے۔ ویسے آپ نے سوچا اچھا ہے۔ لیکن اتنا کھڑاگ پھیلانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آپ کا رشتہ تو بہرحال طے شدہ ہے۔ البتہ باقی ممبرز کے لئے واقعی میرج بیورو کی ضرورت پڑ جائے گی۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کیوں —— میرا رشتہ کیوں تہہ شدہ ہو گیا۔ تہہ شدہ چیزیں تو نوادرات میں شامل ہوتی ہیں۔ تمہارا مطلب ہے۔ میرے کھانے میں کوئی سو سال کی بڑھیا آئے گی۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر مجبوراً مجھے اس کے باورچی کو مسلسل معقول تنخواہ دینی پڑے گی۔" عمران کی زبان چل پڑی۔

"تہہ شدہ نہیں طے شدہ —— یعنی جولیا کے ساتھ۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو تمہارا مطلب ہے میرج بیورو بین الاقوامی ہونا چاہیئے۔ سمجھ گیا۔ فی الحال کرنل فریدی کو تجربہ کر لینے دو۔ ہم اس کے تجربے سے فائدہ اٹھائیں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بات کو خوبصورت موڑ دینا تو کوئی آپ سے سیکھے۔ کس خوبصورتی سے آپ نے جولیا والی بات کو بین الاقوامی بات کر کے موڑ دیا ہے بہرحال میں کرنل فریدی کے سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا

تھا لیکن آپ کی بات سے پتہ چلتا ہے کہ کرنل فریدی آپ سے بات کر چکے ہیں۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں بھی کرنل فریدی نے کوئی رشتہ تلاش کر دیا ہے۔ مبارک ہو۔ ایسا کریں کرنل فریدی سے تھوک کے بھاؤ معلوم کر لیں۔ کچھ تو کاروباری فائدہ بھی سوچنا چاہیئے۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"کرنل فریدی رشتے کی نہیں کیمپ کی تلاش میں آیا ہے۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رشتوں کا کیمپ —— اوہ —— بڑی اونچی پرواز ہے۔ ویسے مزہ اسی طرح آتا ہے کہ آدمی جب کاروبار کرے تو کم از کم پلاننگ تو اونچی ہونی چاہیئے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے خیال میں مجھے رسیور رکھ دینا چاہیئے تاکہ جب آپ کے ذہن سے رشتوں کا بخار اتر جائے، پھر بات کی جائے۔" بلیک زیرو نے واقعی زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے بھی اپنے باورچی کو معقول تنخواہ نہیں دی اس لئے بڑھاپا بھی آ گیا اور کمزوری بھی کہ اب رسیور تک نہیں اٹھایا جا سکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلیز عمران صاحب —— آپ سر سلطان سے بات کر لیجئے اب آپ کی باتیں میری سمجھ سے تو بالاتر ہو چکی ہیں۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا —— واہ —— کوئی گھر نہیں چھوڑا کرنل فریدی نے

یعنی والد صاحب کے بعد سر سلطان کے لئے بھی رشتہ ڈھونڈ نکالا۔" عمران نے کہا۔

لیکن اس بار بلیک زیرو نے کوئی جواب دیئے بغیر رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب معاملات اس کی برداشت سے باہر ہو گئے تھے

"تم بھی بھاگ گئے۔ ابھی تو میں نے کاک ٹیل جوس اور حریرہ تیا شروع نہیں کیا اور ابھی سے لوگوں کی یہ حالت ہے۔ بعد میں کیا ہوگا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اب کرنل فریدی سے خود ملنا چاہتا تھا۔

"لیکن یہ سر سلطان نے مجھے فون کرنے کی بجائے بلیک زیرو کو کیوں کر دیا۔ یعنی رشتہ ہوتے ہی عزت سادات اوہ عزت چنگیزی بھی گئی۔" عمران نے باتھ روم کی طرف بڑھتے ہوئے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

ابھی وہ باتھ روم میں ہی تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز اسے سنائی دی۔ اور پھر دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی کرنل فریدی کی مخصوص آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے جلدی جلدی لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا۔

"السلام علیکم جناب ریٹائرڈ کرنیل صاحب ——— سنایئے کاروبار کیسا جا رہا ہے۔" عمران نے باتھ روم سے نکلتے ہی ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو ——— میرے پاس وقت نہیں ہے تمہاری فضول باتیں

سننے کے لئے۔ اور میں یہاں صرف اس لئے آیا ہوں تاکہ تم کل کوئی گلہ نہ کرو۔ میں نے تمہارے والد سے بھی یہی کہا ہے کہ ہمیں مصدقہ اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا میں ایسا کیمپ موجود ہے جہاں ایسے افراد کو ٹریننگ دی جاتی ہے جو بنیدر لینڈ میں جا کر شورش برپا کرتے ہیں۔ گو سرکاری طور پر تمہاری حکومت نے ہمیشہ اس کیمپ کی موجودگی کی تردید کی ہے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ ایسا کیمپ بہرحال موجود ہے اور میرا یہاں آنے کا مقصد اس کیمپ کو تباہ کرنا ہے۔"

کرنل فریدی نے عمران کو دیکھتے ہی ایک ہی سانس میں پوری بات کہہ ڈالی۔

"اطلاع کے لئے بے حد شکریہ کرنل صاحب ——— پھر میں کیا خدمت کر سکتا ہوں ——— کیا اس کیمپ کا نقشہ مہیا کر دوں۔"

عمران کا لہجہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

کرنل فریدی کی بات سن کر پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ وہ جس کو مذاق سمجھ رہا ہے وہ خاصا سنجیدہ مسئلہ ہے۔

"نہیں ——— مجھے کسی نقشے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے خود ہی تلاش کر لوں گا۔ سر رحمان نے تو ایسے کسی کیمپ کی موجودگی سے انکار کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کیمپ کو انٹیلیجنس سے بھی خفیہ رکھا گیا ہو لیکن کم از کم وہ سیکرٹ سروس کے چیف سے خفیہ نہیں ہو سکتا۔" کرنل فریدی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کا مطلب ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے چیف سے

پوچھ کر آپ کو بتاؤں۔ لیکن میرا آجکل اس سے جھگڑا چل رہا ہے
اس نے میری پچھلے دو ماہ کی تنخواہ دبا رکھی ہے ۔ اس لئے اگر
آپ دو ماہ کی تنخواہ دینے کا وعدہ کریں تو میں پوچھ لیتا ہوں"۔
عمران سنجیدگی سے بات کرتے کرتے پھر مذاق پر اتر آیا۔

"اوکے ـــــ خدا حافظ ـــــ تم سے جو کچھ ہو سکے کر لینا میں
بہر حال یہ کیمپ تباہ کر کے ہی واپس جاؤں گا"۔ کرنل فریدی نے
ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

"ارے ـــــ ارے پلیز فریدی صاحب اس طرح روٹھ کر نہ
جایئے ـــــ تشریف رکھیئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا ہی دماغ خراب ہو گیا ہے کہ میں خواہ مخواہ سر رحمان اور
تم سے باتیں کرتا پھر رہا ہوں۔ بھلا مجھے کیا ضرورت تھی"۔ کرنل فریدی
نے مڑ کر ہونٹ کاٹتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ارے آپ تو واقعی ناراض ہو گئے۔ بیشک ایک کی بجائے
دس کیمپ تباہ کر دیجئے دوبارہ بن جائیں گے لیکن کم از کم ناراض
ہو کر تو نہ جائیں۔ اماں بی کہتی ہیں جو مہمان کو ناراض کرے گا اس کے
رزق میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہاں تو رزق کی بجائے
برکت ہی رہ گئی ہے۔ اب وہ بھی آپ ختم کرنا چاہتے ہیں۔"
عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی بے اختیار
ہنس پڑا۔

"سوری عمران ـــــ میں واقعی خواہ مخواہ سنجیدہ ہو گیا تھا چھوڑو

اس کیمپ کے مسئلے کو۔ یہ تو ہوتا ہی رہے گا۔ تم ذرا اپنے شاہی باورچی کے
ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پلوا دو"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ
صوفے پر بیٹھ گیا۔

"شکر ہے خدا کا مہمان راضی ہو گیا۔ سلیمان ـــــ جناب شاہی باورچی
صاحب۔ اگر حریرتا کا وقت ختم ہو گیا ہے تو کرنل فریدی صاحب کے لئے
چائے تو لے آیئے"۔ عمران نے زور سے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ حریرتا کیا ہوتا ہے"۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے پوچھا تو عمران
نے ناشتے کے اوقات اور تفصیل بتا دی اور کرنل فریدی تفصیل سن کر
بے اختیار قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔

اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس پر چائے کے
ساتھ سینڈوچز اور اس قسم کی دوسری چیزوں کی خاص ورائٹی موجود تھی۔

"ارے ـــــ اتنا سامان ـــــ تو کیا حریرتا کے بعد نفنوتا کا
وقت ہوتا ہے"۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب معزز آدمی ہیں۔ اس لئے ان کی عزت افزائی کے
لئے یہ سامان ضروری تھا۔ اب میں کہاں تک آپ کو آدابِ اخلاق کا
سبق پڑھاتا رہوں"۔ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر
تیزی سے واپس چلا گیا۔ اور کرنل فریدی کے حلق سے ایک بار پھر
قہقہہ ابل پڑا۔

"بھئی تم دونوں کی یہ نوک جھونک واقعی بڑی پر لطف ہوتی ہے"
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے حصے میں تو جھونک ہی آتی ہے ـــــ وہ کیا کہتے ہیں بھاڑ

یں جھونک۔ بس ایسا ہی معاملہ سمجھ لیجئے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"ویسے یہ سلیمان اب بالغ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ اتنا سارا سامان اس لئے لے آیا ہے کہ جب اتنا سامان آپ کے معدے میں جائے گا تو لازماً وہ مصدقہ اطلاعات جگہ نہ پاکر باہر آجائیں گی۔" عمران نے چائے بناتے ہوئے کہا۔

"عمران تم جانتے ہو کہ ہمارے اور تمہارے ملک کے تعلقات بے حد دوستانہ ہیں۔ اس کے باوجود اگر تمہاری حکومت ایسے کیمپ قائم کرنے شروع کر دے تو یہ زیادتی ہے اور اب تم اس کیمپ کا وجود تسلیم نہ کر کے مزید زیادتی کر رہے ہو۔" کرنل فریدی نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب مذاق برطرف۔ یقین کیجئے مجھے ذاتی طور پر ایسے کسی کیمپ کا علم نہیں ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ آپ کو ملنے والی اطلاعات سراسر غلط ہیں۔ کیونکہ دوست ملک کبھی اس قسم کے کیمپ دوستوں کے لئے قائم نہیں کرتے۔ اگر آپ کو یقین نہ آرہا ہو تو میں سر سلطان کو فون کر کے آپ کے سامنے بات کر لوں۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک شرط ہے۔ اگر واقعی ایسا کیمپ ہوا تو پھر تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ مجھے شرط منظور ہے۔" عمران نے فوراً حامی

بھرتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"تو کروں فون سر سلطان کو۔" عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو ــــ مجھے یقین آگیا ہے کہ تم جھوٹ نہیں کہہ رہے اگر ایسا ہوتا تو تم کبھی اپنے ملک کے خلاف کام کرنے کی حامی نہ بھرتے۔ لیکن پھر ــــ بہرحال ٹھیک ہے۔ یہ خط دیکھو۔" کرنل فریدی نے جواب دیا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک خط عمران کی طرف پھینک دیا۔

یہ ایک عام سا لفافہ تھا۔ عام ڈاک کا لفافہ جس پر کسی حوالدار کے گھر کا ذاتی پتہ لکھا ہوا تھا۔ بھیجنے والے کا کہیں نام درج نہ تھا۔ لیکن مہر بتا رہی تھی کہ خط پاکیشیا سے پوسٹ کیا گیا ہے۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے لفافہ کھولا اور اس کے اندر سے کاغذ نکال لیا۔ یہ خط بھی بالکل عام سے کاغذ پر لکھا گیا تھا۔ اس انداز میں جیسے کوئی کم پڑھا لکھا فوجی سپاہی ٹیڑھے میڑھے لفظوں میں اپنے کسی دوست کو خط لکھے۔

لیکن اب عمران اتنا بھی احمق نہ تھا کہ اتنی بات بھی نہ سمجھ سکتا کہ یہ خط جان بوجھ کر اس انداز میں لکھا گیا ہے اور ظاہر ہے کسی خاص کوڈ میں ہی ہوگا۔ خط میں وہی عام سے القابات وغیرہ لکھنے کے بعد خط لکھنے والے نے اپنے دوست کو اطلاع دی تھی کہ وہ آجکل ایک کیمپ میں ہے جہاں سے اسے چھٹی

نہیں مل سکتی۔ اس لئے کیمپ کے بعد وہ چھٹی لے کر اس سے ملنے ضرور آئے گا۔ اور نیچے لکھا ہوا تھا۔ تمہارا دوست نائیک حوالدار عاصم حسین۔

" یہ خط خصوصی کوڈ میں ہے اور لکھنے والا نیدرلینڈ کا صف اول کا ایجنٹ ہے اور خط میں اس کیمپ کے بارے میں اطلاع دی گئی ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اس ایجنٹ کو خصوصی طور پر اس کیمپ کی تلاش کے لئے بھیجا گیا تھا لیکن یہ ایجنٹ پکڑا گیا اور پھر اسے خفیہ طور پر موت کی سزا دے دی گئی لیکن مرنے سے پہلے وہ یہ خط پوسٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور تم کہتے ہو کہ پاکیشیا میں ایسا کوئی کیمپ نہیں ہے" کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" میں یہ کوڈ سمجھتا ہوں فریدی صاحب۔ اسے روخشانی کوڈ کہتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم میں تھرڈ گروپ نے اسے ایجاد کیا تھا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی" کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" آپ کا یہ ایجنٹ اس کیمپ کی تلاش میں پاکیشیا آیا تھا" عمران نے خط لفافے میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں —— پہلی اطلاعات مبہم تھیں۔ اس لئے تمام سرحدی ملکوں میں تلاش کیا جانا تھا۔ لیکن یہ خط بتا رہا ہے کہ یہ کیمپ پاکیشیا میں ہے" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" یہ نتیجہ شاید آپ نے اس خط پر مہر کی وجہ سے نکالا ہے" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مہر کے علاوہ بھی اس خط میں اشارہ موجود ہے" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" کرنل صاحب بہتر یہی ہے کہ آپ اب ریٹائر ہو جائیں اور وہ میرج بیورو والا دھندہ اختیار کر لیں۔ بے شمار کنوارے آپ کو شادی کے موقع پر دعائیں اور باقی ساری عمر بددعائیں دیتے رہیں گے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" مشورے کا شکریہ —— میں خود ہی تلاش کر لوں گا" کرنل فریدی نے خط عمران کے ہاتھ سے لے کر واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" آپ کے اس خصوصی ایجنٹ کا نام ٹریش ہے اور یہ ملٹری انٹیلیجنس میں کلاس ون ایجنٹ ہے۔ لیکن شاید یہ کلاس ون عقلمند بھی ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم جو کہنا چاہتے ہو، صاف صاف کہو۔ فضول باتیں مت کرو۔ جب تم کوڈ جانتے ہو تو ظاہر ہے۔ تم اس خط سے اس کا نام اور عہدہ بھی جان سکتے ہو" کرنل فریدی نے ناخوشگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ جیسے آدمی کو حیرت کا جھٹکا دینا واقعی بے حد مشکل کام ہے۔ دراصل مجھے کچھ عادت سی پڑ گئی ہے حیرت بھرا چہرہ دیکھنے کی۔ بہرحال ٹریش صاحب نے عقلمندی یہ کی ہے کہ اس نے خط

میں لفظ چھٹی دو بار استعمال کیا ہے۔ اور اس کوڈ میں یہ خاصیت ہے کہ جتنی بار کوئی لفظ استعمال کیا جائے اس کا مطلب ترتیب کے مطابق بدل جائے گا۔ اس لئے پہلی چھٹی سے آپ نے مطلب نکالا اس کی موت اور دوسری چھٹی سے مطلب نکالا چھ کے ہندسے کا یعنی چھٹا اور اس کوڈ کے مطابق اگر نیدرلینڈ کے ہمسایہ ملکوں کے آزاد ہونے کی ترتیب دیکھی جائے تو پاکیشیا کا نمبر چھٹا ہے۔ اس طرح چھٹی کے دوسرے لفظ سے آپ نے مطلب نکالا پاکیشیا اور پھر خط بھی پاکیشیا سے پوسٹ ہوا ہے۔ اس لئے بات کنفرم ہو گئی۔ ہے ناں یہی بات" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے درست سمجھا ہے" کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آیئے آپ کے اس سُریش صاحب کی عقلمندی پر بھی کچھ گفتگو ہو جائے۔ جس کی وجہ سے میرے باورچی خانے کا بجٹ اتنا اپ سیٹ ہوا ہے کہ اب آئندہ دو ماہ تک مجھے ناشتہ میں خالی چائے ہی ملا کرے گی" عمران سنجیدگی سے بات کرتے کرتے واقعی پٹڑی سے اترنے لگا۔

"تمہاری مجبوری ہے شاید کہ تم زیادہ دیر سنجیدہ نہیں رہ سکتے۔ بہرحال میں جا رہا ہوں۔ جب تم دوبارہ سنجیدہ ہو جاؤ تو مجھے فون کر لینا" کرنل فریدی نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور آپ کی مجبوری ہے کہ آپ کو عورتوں کی طرح ہر بات

پر رُوٹھنا پڑتا ہے۔ بہرحال تشریف رکھیے۔ میرے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا۔ آپ کا تو بھلا ہو جائے گا۔ سُریش نے چھٹی کا لفظ دوسری بار استعمال کرتے ہوئے اس کے ساتھ ے کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ کوڈ کے مطابق لفظ چھٹی کے ساتھ ے کا لاحقہ استعمال ہی نہیں ہو سکتا۔" عمران نے کہا۔

"تو پھر اس سے کیا ہو گیا۔ اس سے لفظ کا مطلب تو نہیں بدل جاتا۔" کرنل فریدی نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"بدل جاتا ہے فریدی صاحب۔ اس کا مطلب ہے کہ سُریش نے جان بوجھ کر لفظ سے استعمال نہیں کیا اور اس کی بجائے دوسرا لفظ لے آیا ہے۔ اس کا مطلب نکلتا ہے کہ وہ پہلے لفظ کو ڈبل مفہوم میں استعمال کر رہا ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ وہ پہلے لفظ چھٹی کو موت کے ڈبل معنوں میں استعمال کر رہا ہے" کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ اور میری بات اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ سُریش نے اس خط کو لکھتے ہوئے کوڈ میں کہیں بھی معمولی سی غلطی نہیں کی۔ حالانکہ یہ اس قدر مشکل کوڈ ہے کہ اسے صحیح لکھنے کے لئے خاصی ذہنی ورزش کرنی پڑتی ہے۔ اور اس لئے یہ کوڈ زیادہ مقبول بھی نہ ہو سکا۔ اس کا مطلب ہے کہ سُریش کو اس کوڈ پر پوری کمانڈ حاصل ہے۔" عمران نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میں نے پہلے بھی بات چیک کی تھی کہ کہیں سر ٹیشس نے کوڈ کے استعمال میں غلطی تو نہیں کی۔ لیکن مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ اس کوڈ میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اسی لئے تو مجھ جیسا عقلمند بھی اسے عقلمند تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہو گیا ہے ورنہ آپ جانتے ہیں کہ ایک احمق تو دوسرے کو احمق تسلیم کر لیتا ہے لیکن ایک عقلمند کسی دوسرے کو عقلمند تسلیم نہیں کرتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو دانشوروں، شاعروں اور ادیبوں میں کبھی علمی و ادبی جنگیں نہ ہوتیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بھی مسکرا دیا۔

"لیکن اگر تمہاری بات تسلیم کر لی جائے تو کوڈ کے مطابق ایک لفظ کو ڈبل مفہوم میں استعمال کرتے ہوئے اس لفظ کا معنی اُلٹ ہو جاتا ہے۔ پہلا معنی تو نکلا موت اور دوسرا معنی نکلا زندگی" کرنل فریدی نے کہا۔

"اور زندگی کو انگریزی میں کہتے ہیں لائف اور کوڈ کے مطابق آپ دوسرے معنی کو اُلٹ دیں تو اصل لفظ سامنے آجاتا ہے۔ اس لئے لائف کا الٹ بنتا ہے فلائی اور نیدر لینڈ کے شمال مشرق میں ایک چھوٹا سا ملک ہے فلائیپرس۔ اور فلائیپرس میں آپ کے ملک کے باغیوں نے اپنی جلاوطن حکومت بنا رکھی ہے۔ اب سمجھ میں بات آئی ہے یا سلیمان کو کہہ کر حریرہ مقوی دماغ تیار کراؤں آپ کے لئے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو عمران ——— اب تم نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے لیکن یہ خط پھر پاکیشیا سے کیسے پوسٹ ہوا"، کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ خط جس آدمی کے ذریعے پوسٹ ہوا ہے اس آدمی کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اب اتنا تو آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ فلائیپرس اور پاکیشیا میں خاصے دوستانہ تعلقات موجود ہیں اور یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے ملک سے دوستانہ معاہدے سے قبل پاکیشیا والے اس کیمپ میں ٹریننگ بھی دیتے رہے ہوں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ پاکیشیا میں اور کوئی صفت ہو یا نہ ہو کم از کم منافقت ہرگز نہیں ہے۔ وہ دوست ہے تو کھلا دوست ہے دشمن ہے تو کھلا دشمن ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی نے سر ہلا دیا۔

"او۔کے ——— بے حد شکریہ۔ میرا تم سے ملنا تمہارے ملک کے لئے خاصا فائدے مند رہا۔ ورنہ خواہ مخواہ تمہارا ملک میرے ہاتھوں تباہی کا شکار ہو جاتا۔ کرنل فریدی نے صوفے سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ملک تو تباہ ہوتا یا نہ ہوتا، بہرحال میرے باورچی خانے کا حساب ضرور تباہ ہو گیا ہے۔" عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"او۔کے۔ تھینک یو ——— گڈ بائی" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے صوفے کی پشت سے سر ٹکا دیا لیکن اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں نمایاں تھیں۔

سر سلطان اپنی رہائش گاہ میں موجود لائبریری میں بیٹھے ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے کہ ملازم نے آ کر انہیں عمران کی آمد کی اطلاع دی۔

"عمران اور اس وقت —— اوہ —— یہیں لے آؤ اسے۔"

سر سلطان نے چونک کر کہا۔ اور ساتھ ہی کتاب بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔ ان کی پیشانی پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے تھے کیونکہ اس وقت رات کے گیارہ بجے تھے۔ اور عمران کی اس وقت آمد انہیں کسی خطرے کا پیش خیمہ محسوس ہو رہی تھی۔

"واقعی میٹرک پاس کرنے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ دن رات پڑھنا پڑتا ہے۔" عمران نے لائبریری میں داخل ہوتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تمہیں بغیر میٹرک پاس کئے اس بات کا کیسے پتہ چل گیا۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ان کے خوبصورت جواب پر بے تکلفانہ

انداز میں ہنس پڑا۔

"یعنی سکھوں کے لئے وقت تو دن کے بارہ بجے مقرر ہے اور آپ کے لئے رات کے گیارہ بجے۔ چلو میں صحیح وقت پر آیا ہوں۔" عمران بھلا کب خاموش رہنے والا تھا۔

"لیکن تم نے اس وقت آ کر مجھے پریشان کر دیا ہے۔ صبح تمہارے کرنل فریدی نے پریشان کیا۔ تمہارے ڈیڈی کو وہ آ کر ملا اور اس نے کیمپ کی بات کی۔ تمہارے ڈیڈی نے مجھ سے بات کی۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ ایسا کوئی کیمپ نہیں ہے۔ تمہارے فلیٹ فون کیا تو وہ انگیج تھا چنانچہ میں نے طاہر کو پیغام دے دیا کہ وہ تمہیں بتا دے کہ ایسا کوئی کیمپ ہمارے ملک میں موجود نہیں ہے۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حالانکہ ایسا کیمپ موجود ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے سر رحمٰن کا فون ملنے پر سرکاری طور پر تصدیق کر کے ہی فون کیا تھا ایسا کوئی کیمپ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے۔" سر سلطان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے طاہر کا پیغام ملے بغیر ہی کرنل فریدی کو مطمئن کر کے واپس بھیج دیا ہے اور پھر میں نے طاہر سے بات کی تو اس نے پیغام کے متعلق بتایا —— لیکن میرے ذہن میں خلش موجود تھی۔ اس لئے میں نے اپنے طور پر تحقیق کی تو پتا چلا کہ واقعی ایسا کیمپ موجود ہے اور اسی سلسلہ میں اس وقت مجھے آپ کے پاس آنا پڑا ہے۔" عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسا کیمپ پاکیشیا میں موجود ہو اور حکومت

اس سے بے خبر ہو"۔ سر سلطان نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ نے اس کیمپ کے بارے میں کس سے بات کی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"سیکرٹری وزارت داخلہ سے اور کس سے بات کرتا۔ اگر ایسا کیمپ ہوتا تو لازماً وزارت کو اس کا علم ہوتا۔ سر سلطان نے جواب دیا

"آپ کے فقرے کا دوسرا حصہ درست ہے کہ اگر یہ کیمپ پاکیشیا میں ہوتا تو لازماً وزارت داخلہ کو اس کا علم ہوتا۔ لیکن یہ کیمپ پاکیشیا میں نہیں ہے بلکہ فلاپئرس میں ہے۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ کیمپ پاکیشیا نے لگایا ہوا ہے اور پاکیشیا کے کمانڈوز ماہرین وہاں ایجنٹوں کو تربیت دے رہے ہیں"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا نے فلاپئرس میں کیمپ لگایا ہوا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو تم پاکیشیا کے تعلقات اب نیدر لینڈ سے دوستانہ ہیں۔ اسے کیا ضرورت پڑی ہے فلاپئرس میں کیمپ لگانے کی۔ اور اگر ایسی بات ہوتی تو پھر اس کا علم وزارتِ خارجہ کو لازماً ہوتا۔ جبکہ ہمارے پاس ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے"۔ سر سلطان کا چہرہ واقعی حیرت سے خاصا بگڑ گیا تھا۔

"آپ کو اتنا تو بہرحال معلوم ہوگا کہ نیدر لینڈ سے دوستانہ تعلقات کس وجہ سے قائم ہوگئے تھے"۔ عمران کا لہجہ ایسے تھا جیسے وہ سر سلطان کا انٹرویو لے رہا ہو۔

"ہاں ـــ معلوم ہے۔ شوگران نے دونوں ملکوں پر دباؤ ڈالا تھا"۔ سر سلطان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا

"اور ایکریمیا نے اس معاہدے کی مخالفت کی تھی لیکن پھر وہ رضامند ہوگیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں، ہم نے اسے یقین دلایا تھا کہ اس کے مفادات اس معاہدے سے مجروح نہیں ہوں گے لیکن..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور آپ امورِ خارجہ کے ماہر ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایکریمیا کا مفاد اسی میں ہے کہ نیدر لینڈ میں شورش برپا رہے۔ نیدر لینڈ نے شوگران کے ذریعے دوستانہ معاہدے کی پیش کش اس لئے کی کہ اس شورش زدہ گروپ کو پاکیشیا میں پناہ نہ مل سکے اور یہ معاہدہ پاکیشیا کے مفاد میں بھی تھا لیکن پاکیشیا ایکریمیا کو بھی ناراض نہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ ایسا کیمپ فلاپئرس میں قائم ہو۔ فلاپئرس ایکریمیا کا طفیلی ملک ہے اور اس چھوٹے سے ملک کی تمام تر معیشت ایکریمیا کی مرہونِ منت ہے لیکن اس کا محلِ وقوع ایسا ہے کہ وہ نیدر لینڈ سے بھی علیحدہ اپنا تشخص برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ ایک خفیہ کیمپ فلاپئرس میں لگایا جائے جس میں ایسے ایجنٹ تیار ہوں جو نیدر لینڈ میں شورش کو مسلسل بھڑکاتے رہیں۔ لیکن ایکریمیا براہ راست سامنے نہ آسکتا تھا کیونکہ اس طرح روسیاہ اس بہانے سے فلاپئرس میں داخل ہوسکتا تھا چنانچہ یہ ذمہ داری پاکیشیا نے سنبھال لی۔ کیونکہ اس طرح سانپ بھی مرگیا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی"۔ عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"تم تو ایسے باتیں کر رہے ہو جیسے میری جگہ تم سیکرٹری خارجہ ہو۔ اگر تمہاری یہ بات درست ہوتی تو مجھے ہر صورت میں اس کا علم ہوتا"۔ سر سلطان نے خشک لہجے میں کہا۔

"آپ کی ذات سیکرٹریٹ سے علیحدہ نہیں ہے اور آپ کو معلوم ہونے کا مطلب تھا کہ یہ راز سیکرٹریٹ میں بھی کسی نہ کسی کو معلوم ہو سکتا تھا۔ اور پھر گوریلا کیمپ کا آپ کی وزارت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے صدر مملکت اور ایجریمیا کے صدر کے درمیان براہِ راست معاملات طے ہوئے اور پھر یہ کیمپ فلائپرس میں قائم ہو گیا۔ سارا خرچہ ایجریمیا نے اٹھایا۔ پاکیشا سے صرف ماہرین وہاں چلے گئے۔ ویسے بھی فلائپرس میں فوجی ٹریننگ کے لئے فلائپرس اور پاکیشا کے درمیان معاہدہ پہلے سے موجود ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ لیکن تمہیں اس کا کیسے علم ہوا۔" سر سلطان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں نے کرنل فریدی کو تو ٹیکنیکل انداز میں مطمئن کر دیا تھا لیکن اس ٹیکنیکل گفتگو میں یہ بات سامنے آ گئی کہ یہ کیمپ پاکیشا کی بجائے فلائپرس میں ہے لیکن ایک پوائنٹ ایسا تھا جس سے پاکیشا ملوث ہوتا تھا۔ گو کرنل فریدی کو تو میں نے اس پوائنٹ پر بھی مطمئن کر دیا لیکن میں خود مطمئن نہ تھا۔ چنانچہ پہلے میں نے سوچا کہ آپ سے معلوم کیا جائے لیکن جب طاہر نے آپ کا پیغام دیا تو پھر بطور ایکسٹو میں نے براہِ راست صدر مملکت سے بات کی اور صدر مملکت کو آخر کار بادلِ نخواستہ ساری پوزیشن کی وضاحت کرنا پڑی۔"
عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس قدر ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا اس معاملے کو۔ بہر حال کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے لیکن اب کرنل فریدی کو بہر حال اس کیمپ

کے بارے میں صحیح جگہ کا علم ہو گیا ہے تو وہ لازماً اسے تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ کیا تم نے صدر مملکت سے اس پہلو پر بات کی ہے؟" سر سلطان نے کہا۔

"جی ہاں ـــــ ان سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔ اور انہوں نے بتایا ہے کہ اگر یہ کیمپ تباہ ہو گیا تو پاکیشا کو بہت زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر ـــــ؟" سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"اس پھر کے لئے تو مجھے اس وقت آپ کے پاس آنا پڑا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں۔" سر سلطان نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ آپ نے اب تک نہ چائے پلوائی ہے۔ نہ کچھ کھانے کا سامان منگوایا ہے۔ اس صورت میں پھر کا مطلب کیسے سمجھ میں آ سکتا ہے؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ سوری بیٹے ـــــ تمہاری باتیں ہی ایسی تھیں کہ مجھے خیال نہ رہا۔" سر سلطان نے گھنٹی بجاتے ہوئے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام عمران ہے سوری نہیں۔ اس لئے آپ جو کچھ بھی منگوائیں گے میں سوری نہیں کہوں گا۔" عمران نے کہا اور سر سلطان ہنس پڑے۔

اسی لمحے ملازم دروازہ کھول کر اندر آیا تو سر سلطان نے اسے

پیٹیز اور چائے لانے کے لئے کہا۔

"پیٹیز اتنے ہی لانا کہ پیٹ بھر جائے۔ ورنہ وہ پیٹیز کی بجائے بھوکیز بن جائیں گی۔" عمران نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بوڑھا ملازم مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔

"کیا بات ہے آجکل سلیمان کھانا نہیں پکا رہا۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"پکاتا ہے اور اطمینان سے خود ہی کھا جاتا ہے۔ کیونکہ انٹرنیشنل اصول کے مطابق رات کے کھانے کا وقت مقرر ہے اور جو ایک منٹ بھی لیٹ ہو جائے اسے انٹرنیشنل اصول کے مطابق رات کو بھوکا سونا پڑتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اچھا ——— تم اس پھر کا مطلب بتا رہے تھے۔" سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ——— پھر کا مطلب یہ ہے کہ اب اس صورت حال میں ہماری لائن آف ایکشن کیا ہونی چاہیے۔ اب ہم کرنل فریدی کے مقابلے کے لئے مسلسل تو وہاں نہیں رہ سکتے۔ اور کرنل فریدی کا خاتمہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اس کا خاتمہ کر کے اس خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔" عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے دونوں صورتیں ناممکن ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تمہارے شیطانی دماغ نے ضرور کوئی تیسرا راستہ نکال لیا ہوگا۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تیسرا راستہ تو یہی ہے کہ پاکیشیا وہاں سے اپنے آدمی واپس بلوالے۔" عمران نے جواب دیا اور سر سلطان ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

"اس کا مطلب ہے پیٹیز کھائے بغیر تم بتانا نہیں چاہتے۔" سر سلطان نے کہا۔

"اوہ ——— آپ کو سر کا خطاب واقعی دانشمندی کی وجہ سے ہی ملا ہے۔ آج مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ سر زیادہ کھاتے ہوں گے۔ اس لئے آپ کو مستقل ایک سر عنایت کر دیا گیا کہ ساری عمر کھاتے رہیں اور ہماری جان بچی رہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ جس میں چائے کی دو پیالیوں کے ساتھ پیٹیز کی ٹرے بھی موجود تھی۔

"ارے ——— بس صرف چھ پیٹیز ——— اس سے میرا تو کیا کسی چڑیا کا پیٹ بھی نہیں بھر سکتا۔ دو چار ہزار پیٹیز تو کم از کم لے ہی آتے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صاحب ——— اس وقت تو کچن میں یہی موجود تھے۔" ملازم نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے یہاں بھی سلیمان کا کوئی شاگرد پہنچ گیا ہے اب مجبوری ہے۔" عمران نے کہا اور سر سلطان نے مسکراتے ہوئے ملازم کو واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔ اور خود انہوں نے چائے کی پیالی اٹھالی۔ جبکہ عمران بڑے اطمینان سے پیٹیز پر ہاتھ صاف کرنے میں مصروف تھا۔

" اگر تم نے واقعی کھانا نہیں کھایا تو میں کھانا تیار کرا دیتا ہوں" سر سلطان نے اسے ندیدوں کے سے انداز میں کھاتے دیکھ کر کہا۔

" انٹرنیشنل اصول کے مطابق اب کھانا نہیں کھایا جا سکتا مجبوری ہے" عمران نے جواب دیا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

" چلو کچھ آسرا تو ہو گیا۔ اب سلیمان کے باورچی خانے کی اطمینان سے تلاشی لی جا سکتی ہے" عمران نے پیٹیز کھانے کے بعد چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

سر سلطان گو اس مسئلے پر ذہنی طور پر خاصے بے چین تھے لیکن وہ مجبوراً خاموش بیٹھے رہے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اگر ایک بار عمران کی زبان پٹڑی سے اتر گئی تو پھر ساری رات اس کی بکواس سننے میں گزر جائے گی۔ کام کی بات پر وہ آئے گا ہی نہیں۔

" تو پھر کیا حل سوچا ہے تم نے" سر سلطان اس وقت بولے جب عمران نے چائے کی آخری چسکی لے کر پیالی میز پر رکھ دی۔

" کس مسئلے کا" عمران نے یوں چونک کر پوچھا جیسے اسے کسی مسئلے کی کوئی خبر ہی نہ ہو۔

" اس کیمپ کے بارے میں بات کر رہا ہوں" سر سلطان نے جھلا کر کہا۔

" تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ فلائیرس کی سیکرٹ سروس کرنل فریدی کا مقابلہ کرے گی۔ اور کچھ ہو نہ ہو اس بہانے ان کی ٹریننگ ہی ہو جائے گی۔" عمران نے اس طرح جواب

دیا جیسے یہی مسئلے کا آخری حل ہو۔

" یہ کیا حل ہوا اس مسئلے کا" سر سلطان نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

" سر سلطان آپ کو معلوم ہے کہ نیدر لینڈ میں یہ شورش کیوں ہو رہی ہے۔" عمران یکلخت سنجیدہ ہو کر بولا۔

" ہاں ـــــ یہ لوگ نیدر لینڈ کے ایک صوبے کو علیحدہ کر کے اسے ٹی لینڈ کے نام سے علیحدہ ملک بنانا چاہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے نیدر لینڈ کسی صورت یہ بات برداشت نہیں کر سکتا۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

" دیکھئے آپ امورِ خارجہ کے ماہر ہیں اور میں صرف سلیمان کے ہاتھ کی پکائی ہوئی مونگ کی دال کھانے کا ماہر ہوں۔ لیکن مونگ کی دال کی وجہ سے اتنی بات میں بھی جانتا ہوں کی نیدر لینڈ کے گھنے جنگلوں میں ایکریمیا کا ایک انتہائی خفیہ اڈہ زیر زمین ہے۔ جس کے ذریعے وہ روسیاہ اور شوگران کی دفاعی جاسوسی کرتا ہے۔ یہ اڈہ انتہائی جدید ترین اور انتہائی خفیہ زیر زمین اڈہ ہے۔ اس اڈے کے متعلق روسیاہ اور شوگران دونوں جانتے تو ہیں لیکن آج تک ان کے ایجنٹ اسے تباہ کرنا تو ایک طرف اس کا سراغ تک نہیں لگا سکے۔ کیونکہ ایکریمیا نے اس کی حفاظت کے لئے ٹی لینڈ کے لوگوں کو مکمل طور پر خرید رکھا ہے۔ اور وہ لوگ ایکریمیا کی شہ پر ہی شورش و بغاوت برپا کئے رکھتے ہیں۔ تاکہ نیدر لینڈ یا تو روسیاہ اور شوگران سے قطع تعلق کر کے مکمل طور پر ایکریمیا کی جھولی میں جا گرے اور اس طرح ان کا یہ اڈہ محفوظ ہو جائے یا پھر ٹی لینڈ علیحدہ ملک بن جائے۔ تاکہ ان کا یہ اڈہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے۔ سارے فساد کی جڑ یہ اڈہ

ہے اور ایکریمیا پاکیشیا پر دباؤ ڈالنے کے لیئے بھی اس اڈہ کو استعمال کرتا ہے۔ اس اڈے کی وجہ سے پاکیشیا ایکریمیا کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتا۔ شوگران اور روسیاہ تو بڑے ملک ہیں لیکن پاکیشیا کو اگر ایکریمیا چاہے تو اس اڈے پر موجود انتہائی جدید ترین سولر میزائلوں سے خاصا نقصان پہنچا سکتا ہے۔

نیدرلینڈ کے اعلیٰ حکام کو بھی اس اڈے کی موجودگی کا اچھی طرح علم ہے لیکن وہ بھی اس پر براہِ راست ریڈ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہاں شورش اور بغاوت یقیناً اس حد تک بڑھ جائے گی کہ پورا صوبہ ہی ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔

اس لیئے اگر اس سارے فساد کی جڑ کا ہی خاتمہ کر دیا جائے یعنی اس اڈے کو تباہ کر دیا جائے تو مسئلے کا مکمل اور قطعی حل نکل سکتا ہے۔“ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے جواب دیا۔ اور سر سلطان اس طرح حیرت سے منہ پھاڑے عمران کی باتیں سُن رہے تھے جیسے بچے الف لیلیٰ کی کوئی انتہائی حیرت انگیز کہانی سُنتے ہیں۔

”لیکن تمہیں اس اڈے کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے پاکیشیا کے انتہائی اعلیٰ ترین حکام کے علاوہ اور کوئی اس اڈے کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔“ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ایکسٹو پاکیشیا کے انتہائی اعلیٰ حکام میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب میں نے صدرِ مملکت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس کیمپ سے اپنے ماہرین کو واپس بلا لیں۔ آخر انہیں کیا مجبوری ہے کہ وہ اپنے ماہرین کو وہاں بھیج کر خواہ مخواہ نیدرلینڈ کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں تو صدرِ مملکت کو مجبوراً یہ بتانا پڑا کہ وہ اس اڈے کی وجہ سے ایکریمیا کا دباؤ قبول کرنے پر مجبور رہیں۔ اس پر میں نے انہیں کہا کہ وہ مجھے حکم کریں میں اس فساد کی جڑ کو ہی کاٹ دیتا ہوں تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس طرح ایکریمیا کے ساتھ کئی اہم دفاعی معاہدوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان کی بات درست ہے۔ واقعی ایکریمیا کے ساتھ ہمارے کئی ایسے دفاعی معاملات ہیں کہ ان کو نقصان پہنچنے کا مطلب پاکیشیا کے لئے انتہائی خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔“ سر سلطان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن پاکیشیا ایک آزاد ملک ہے۔ اس آزاد ملک کا کوئی شہری یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی دوسرا ملک اس کو کسی بھی وجہ سے بلیک میل کرتا رہے۔“ عمران کا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا۔

”لیکن بہرحال تم حکومت کے نمائندے ہو اور حکومت کے نمائندے کو حکومت کی پالیسی کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ اس لیئے تم یہ خیال چھوڑ دو اور کرنل فریدی کو اس کیمپ تک پہنچنے سے روکو۔“ سر سلطان نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”آپ کو جو سر خطاب کی صورت میں ملا ہے وہ اندر سے خالی تھا ورنہ آپ کو یہ جان لینا چاہیئے کہ میں حکومت کا نہیں بلکہ ملک کا نمائندہ ہوں۔ حکومتیں تو آتی جاتی رہتی ہیں۔ ملک قائم رہتے ہیں۔

اور میرے عہدے کا مقصد ہی پاکیشیا کی آزادی، سلامتی اور اس کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے اور میں ایسا ضرور کروں گا چاہے حکومت اسے اچھا سمجھے یا بُرا۔" عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا اور سر سلطان کے ہونٹ سختی سے بھینچ گئے۔

" دیکھو عمران۔ حکومت ملک کے عوام کی ہی منتخب شدہ ہوتی ہے اور وہ جو اقدام بھی کرتی ہے ملک کے مفادات کو سامنے رکھ کر ہی کرتی ہے اس لئے تمہاری بات غلط ہے کہ حکومت اور ملک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ اس اڈے کی تباہی اگر ہمارے ہاتھوں ہوئی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایکریمیا مکمل طور پر ہمارے خلاف ہو جائے گا۔ ہماری دفاعی اور اقتصادی امداد بھی بند ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ یہ ہو گا کہ ایکریمیا کا مفاد ڈی لینڈ سے ختم ہو جائے گا اور نتیجہ یہ کہ ڈی لینڈ کی طرف سے شورش اور بغاوت بھی ختم ہو جائے گی اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ نیدر لینڈ کہیں زیادہ مضبوط ہو جائے گا اور مضبوط نیدر لینڈ پاکیشیا کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ اس لئے نیدر لینڈ سے دوستانہ تعلقات کے باوجود بھی ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہاں شورشیں اور بغاوتیں چلتی رہیں تاکہ وہ اپنے مسائل میں اُلجھا رہے اور ہم سے زیادہ مضبوط نہ ہو سکے۔" سر سلطان کی چونکہ ساری عمر امور خارجہ کی گتھیاں سلجھاتے گزری تھی۔ اس لئے ان کے دلائل بڑے متاثر کن تھے۔

" اوہ ——— تو یوں کہیئے کہ پاکیشیا اسی لئے اس ٹریننگ کیمپ میں ملوث ہے۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ سر سلطان کے دلائل سے واقعی متاثر ہو گیا ہے۔ عمران

کی فطرت تھی کہ وہ جو بات کرتا تھا سوچ سمجھ کر کرتا تھا۔ اس لئے اکثر اس کی بات دوسروں کو ماننی پڑتی تھی۔ لیکن اگر کبھی کسی دوسرے کی بات اسے اصولی نظر آتی تو پھر وہ خواہ مخواہ کی ضد نہ کرتا تھا بلکہ کھلے دل سے اسے تسلیم کرتا تھا۔

" ہاں ——— یہی بات سمجھ لو۔ ہمیں صرف ایک طرف نہیں دیکھنا پڑتا۔ خارجہ امور شطرنج کا کھیل ہوتے ہیں۔ ہر چال چلنے سے پہلے اپنے اور مخالف کے سارے خانوں اور تمام ممکنہ چالوں کو ذہن میں رکھنا پڑتا ہے۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو اب آپ کی چال یہ کہتی ہے کہ وہ ٹریننگ کیمپ قائم رہے اور نیدر لینڈ میں شورشیں برپا ہوتی رہیں اور کرنل فریدی لاکھ سر پٹکے کیمپ تباہ نہ کر سکے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بالکل ایسا ہی ہونا چاہیئے اور یہ بھی سن لو کہ جب یہ کیمپ ہمارے مفاد میں نہیں رہے گا تو ہم خود اس کیمپ کو تباہ کر دیں گے اور جب یہ اڈہ پاکیشیا کے مفاد کے خلاف ہو جائے گا تو پھر ہم خود تم سے درخواست کریں گے کہ یہ اڈہ ختم کر دو۔" سر سلطان عمران کو رضامند دیکھ کر مسرت سے کھلے جا رہے تھے۔

" ٹھیک ہے۔ آپ کے خارجہ کے بکھیڑے آپ خود جانیں میں نے تو پیٹیز کھا لیں اور چائے پی لی ہے۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اس لئے اب خدا حافظ۔" عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ارے ——— ارے ——— وہ کیمپ ——— اس کے متعلق کیا

سوچا ہے تم نے؟" سر سلطان نے بوکھلا کر کہا۔

"فی الحال آپ میٹرک تو پاس کر لیجئے پھر آپ کی نوکری کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔ میرا وعدہ رہا۔ کہ یہ کیمپ نہ رہا ——— تو نیا کیمپ کھلوا دوں گا۔" عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اور سر سلطان ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔ اُن کے چہرے پر دوبارہ تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ کیونکہ عمران نے یہ بات کہہ کر کہ "اگر یہ کیمپ نہ رہا" انہیں واقعی تشویش میں مبتلا کر دیا تھا حالانکہ وہ اس کیمپ کی موجودگی سے پوری طرح باخبر تھے لیکن انہوں نے عمران کے سامنے اپنی لاعلمی اس لئے ظاہر کی تھی کہ بہرحال یہ ایک سرکاری راز تھا اور اصول کے مطابق جب تک صدر مملکت حکم نہ کرتے وہ اس کے متعلق کسی کے سامنے زبان نہ کھول سکتے تھے۔ لیکن اب انہیں کیا معلوم تھا کہ عمران صدر مملکت سے ہی سب کچھ اُگلوا لے گا۔

کرنل فریدی کی بلیک فورس کے مخصوص گروپ ہمسایہ ملک فلائیرس پہنچ چکے تھے اور ان کے صحیح سلامت حفاظتی ٹھکانوں تک پہنچ جانے کی بھی اسے رپورٹ مل چکی تھی۔ اس لئے اب وہ خود کیپٹن حمید کے ساتھ فلائیرس جانے کی تیاری میں مصروف تھا۔

"اس عمران نے آپ کو یقیناً چکر دیا ہے۔ اس نے آپ کو غلط راستے پر ڈال دیا ہے اور اب پاکیشیا میں بیٹھا بغلیں بجا رہا ہوگا۔" پاس بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ بغلیں بجائے یا تالیاں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں احمق ہوں تو پھر مجھے تمہارے سر پہ طبلہ بجانا پڑے گا۔" کرنل فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر آپ کو کیسے یقین آ گیا کہ یہ کیمپ پاکیشیا میں نہیں فلائیرس

میں ہے۔ جبکہ آپ پہلے خود کہتے تھے کہ مصدقہ اطلاع یہی ہے کہ
یہ کیمپ پاکیشیا میں ہے“۔ کیپٹن حمید نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
”یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ اس لئے تم بس عورتوں
کی تصویروں والے رسالے دیکھتے رہو اور مگن رہو۔“ کرنل فریدی
نے جواب دیا۔
”اچھا —— تو آپ مجھے چیلنج کر رہے ہیں کیپٹن حمید کو۔ ٹھیک
ہے۔ آپ اپنی بلیک فورس کو واپس بلوالیں۔ میں اکیلا ہی اس کیمپ
کو تلاش بھی کروں گا اور اسے تباہ کر کے بھی آؤں گا۔“ کیپٹن حمید نے
غصے سے نتھنے پھلاتے ہوئے کہا۔
”اچھا —— اب بینڈکی کو بھی زکام ہونے لگ گیا ہے۔ بہت
خوب“ کرنل فریدی واقعی اسے چھیڑنے کے موڈ میں تھا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید کوئی تلخ جواب دیتا۔ سامنے
چھوٹی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل فریدی
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”ہارڈ سٹون۔“ کرنل فریدی نے رسیور اٹھاتے ہی سخت لہجے میں
کہا۔
”ارے اب اتنا بھی ہارڈ سٹون نہیں ہے جتنا آپ لہجے سے
بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔“ دوسری طرف سے عمران نے چہکتی
ہوئی آواز سنائی دی۔
”اوہ عمران تم —— خیریت —— کیسے فون کیا۔“ کرنل فریدی نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے عمران کی اس طرح اچانک کال آنے

پر اسے حیرت ضرور ہوئی تھی۔
”میں بخیریت ہوں اور آپ کی خیریت معہ اہل خانہ..... اوہ سوری
مع کیپٹن حمید، ویری سوری کپتان حمیدہ خداوند کریم سے نیک مطلوب
ہوں اور عرض ہے کہ آپ اپنی خیریت سے فوراً مطلع کریں۔“ عمران نے
اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے کسی زمانے میں کسی کو خط لکھا جاتا تھا۔
”یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے۔ تم فکر نہ کرو جلد ہی واپس آکر
تمہیں زیورات بنوا دوں گا۔“ کرنل فریدی نے ترکی بہ ترکی جواب
دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی کے اس خوبصورت جواب پر ساتھ
بیٹھے کیپٹن حمید کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔
”اچھا تو آپ نے وہاں لونڈی بھی رکھ لی ہے۔ مبارک ہو۔ ویسے
آپ بے فکر رہیں میں نے آپ کی طرف سے اپنی بہو کو زیورات بنوا
دیئے ہیں۔“ عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔
اور اس بار کرنل فریدی بھی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ کیونکہ اس نے
جو فقرہ کہا تھا اس کے بعد اس کا خیال تھا کہ عمران لازماً لاجواب ہو
جائے گا لیکن عمران بھلا کب لاجواب ہونے والوں میں سے تھا۔ اس
نے ساری بات ہی اپنی ذہانت سے پلٹ دی تھی۔
”تم سے واقعی باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ بہرحال اصل بات
بتاؤ کس لئے فون کیا ہے۔ میں ذرا جلدی میں ہوں“۔ کرنل فریدی نے
لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔
”فلاپرس جانے کی جلدی ہوگی۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ
آپ اگر وہاں کا دورہ منسوخ کر دیں تو آپ کے لئے بہتر رہے گا“۔

عمران نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں —— اس مشورے کی وجہ"۔ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ مجھے آپ کی خیریت مطلوب ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"کھل کر بات کرو عمران —— یہ اہم مسئلہ ہے۔ میں اس مسئلے پر کسی مذاق کو برداشت نہیں کر سکتا"۔ کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"یہاں رہ کر تو آپ کو مذاق ہی برداشت کرنا ہو گا لیکن وہاں جا کر نجانے کیا کیا برداشت کرنا پڑ جائے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ یہیں بیٹھ کر مذاق ہی برداشت کرتے رہیں"۔ عمران کی آواز سنائی دی۔

"سنو عمران —— تمہیں معلوم ہے کہ میں ملکی مفادات کے مقابلے میں کوئی رشتہ نہیں دیکھا کرتا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم کھل کر بات کرو"۔ کرنل فریدی نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس یہی ملکی مفادات تو سارے فساد کی جڑ ہیں۔ آپ نے چونکہ اخلاقی طور پر میرے ملک میں آ کر مجھے اپنے مشن سے آگاہ کیا تھا، اس لئے میرا بھی فرض بن گیا تھا کہ آپ کو نیک مشورہ دوں۔ اگر آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ میں نے آپ کو وہاں سے غلط راستہ بتا کر لوٹا دیا تھا تو ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ جس کیمپ کی تلاش میں تھے۔ وہ واقعی فلاپیرس میں ہے۔ لیکن اب چکر یہ آن پڑا ہے کہ اس کیمپ کا باقی رہنا پاکیشیا کے مفاد میں ہے۔ اس لئے حکومت پاکیشیا نے پاکیشیا کے مفاد میں مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کیمپ کو کرنل فریدی

کے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچاؤں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ جیسی طبیعت میری بھی ہے۔ اس لئے آپ یہیں بیٹھ کر مذاق برداشت کر لیں تو آپ کے ساتھ بہتوں کے لئے بھی اس میں بھلا ہو جائے گا۔" عمران نے گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ —— میں سمجھ گیا کہ کیمپ تو فلاپیرس میں ہے لیکن وہاں ٹریننگ پاکیشیا کے ماہرین دے رہے ہیں۔ اس لئے تمہاری حکومت یہ چاہتی ہے کہ کیمپ تباہ نہ ہو۔ اطلاع کا شکریہ لیکن تباہی اس کیمپ کا مقدر بن چکی ہے اس لئے مجبوری ہے"۔ کرنل فریدی کا لہجہ بیحد سرد تھا۔

"دیکھئے کرنل فریدی صاحب —— کئی بار آپ کا اور میرا مفاد براہِ راست ٹکرا گیا لیکن اس کا انجام اس طرح اچھا ہو گیا کہ درمیان سے آخر میں وہ مفاد غائب ہو گیا مثال کے طور پر ڈرگ رینز والا کیس اور ڈائمنڈ آف ڈیتھ والا کیس پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن اب یہ مفاد ایسا ہے جو درمیان سے غائب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس پر ہمارے ٹکراؤ کا یہی مطلب ہو گا کہ یا کرنل فریدی ختم ہو جائے گا یا عمران فاتح ہو جائے گا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ دنیا ایک عظیم جاسوس سے خالی ہو جائے۔" عمران نے کہا۔

اس نے خاتمے کی بات کی بھی تو فریدی کی اور اپنے لئے فاتح کا ہی لفظ استعمال کیا۔

"اگر تمہاری طرف سے یہ چیلنج ہے تو مجھے یہ چیلنج منظور ہے اس بات کا فیصلہ وقت کرے گا کہ کون فاتح بنتا ہے اور کون ختم ہوتا

ہے۔ خدا حافظ "۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے ٹماٹر
سے بھی زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔

" اب مجھے اپنی تمام پلاننگ پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔ اب
فلاپرس کی ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ براہ راست ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے بھی پڑ گیا ہے "۔ کرنل فریدی نے چند لمحے خاموش رہنے
کے بعد کہا۔

" اب بات کھل گئی ہے تو میرے ذہن میں بھی نئی پلاننگ کے
سلسلے میں دو آئیڈیئے آئے ہیں۔ اگر آپ بہتر سمجھیں تو سن لیں "۔
کیپٹن حمید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ——— تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم کام کے موڈ میں آ گئے
ہو اور جب تم پر ایسا موڈ سوار ہو جائے تو پھر نہ صرف تمہارا ذہن
بلکہ تمہارا جسم بھی کرنل فریدی سے زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ بتاؤ کیا
آئیڈیئے ہیں "۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے آپ کا طنز یاد ہے اور اس مشن کے اختتام پر آپ کو نہ
صرف معافی مانگنی پڑے گی بلکہ آئندہ بھی اس طنز کو دوہرانے کی آپ
کے پاس گنجائش نہ ہو گی۔ میرے ذہن میں دو آئیڈیئے آئے ہیں،
ایک تو یہ ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کیمپ کے
گرد حصار قائم کر کے ہمیں کیمپ تک پہنچنے میں روکے گی۔ لیکن اس
کے ساتھ ہی عمران کے شیطانی ذہن سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ہمیں
روکنے کی تمام تر کوششیں اس کیمپ سے دور رہ کر کرے "۔ کیپٹن

حمید کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

" تمہارے دونوں آئیڈیئے درست ہیں۔ عمران نے لازماً
گہری منصوبہ بندی کرنی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اگر ہم نے کیمپ
کو ٹریس کر لیا تو پھر اس کیمپ کو ساری عمر یہاں رہ کر بچاتا نہیں
رہے گا۔ اس لئے اس کی اصل کوشش یہی ہو گی کہ ہم کیمپ کو ٹریس
نہ کر سکیں اور وہ ہم سے مقابلہ کیمپ سے کہیں دور اس انداز میں
کرے گا کہ نہ صرف ہمیں روک دے بلکہ ہمیشہ کے لئے ہمیں کیمپ
کی طرف سے بھٹکا دے "۔ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" فلاپرس اتنا بڑا ملک نہیں ہے کہ اس ٹاپ کا کیمپ وہاں
چھپ سکے "۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

" میں نے اس سلسلے میں کچھ اندازے بھی لگائے ہیں اور کچھ
بھاگ دوڑ کر کے معلومات بھی حاصل کی ہیں۔ ان سب کا حاصل یہ
نکلا ہے کہ یہ کیمپ نیدرلینڈ کی سرحد کے قریب واقع فلاپرس کے
انتہائی گھنے جنگل میں زیر زمین بنایا گیا ہے۔ اس کیمپ کو ایکریمین
ماہرین نے تیار کیا ہے اور جدید ترین سائنسی نظام سے اس کی حفاظت
کی جاتی ہے "۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" تو پھر تو اور بھی آسانی ہو گئی "۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

" اتنے خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہمیں اس کیمپ
کو بھی تباہ کرنا ہو گا اور ساتھ ہی عمران کو بھی اس طرح ڈاج دینا ہو گا
کہ وہ اس کیمپ کی تباہی تک الجھا رہے "۔ کرنل فریدی نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"آپ ایسا کریں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اُلجھانے کا کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں یہ کام باآسانی کر لوں گا اور آپ اس دوران کیمپ کی تباہی کے لئے کام کرتے رہیں"، کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں ——— میں نے اس کے لئے دوسری پلاننگ کی ہے"۔ میں عمران کو اُلجھاؤں گا جبکہ تم ہریش کے ساتھ مل کر اس کیمپ کو تباہ کرو گے۔ کیونکہ اگر تم اکیلے عمران سے ٹکرائے تو وہ فوراً اصل بات سمجھ جائے گا۔ جبکہ میرے ساتھ تمہیں نہ پا کر وہ کوئی اندازہ نہ لگا سکے گا"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"لیکن ایک اور پہلو بھی سامنے رکھ لیں جس طرح ہم گروپ کی صورت میں مشن مکمل کرنے کا سوچ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسی طرح عمران بھی سوچے اور وہ اپنے کچھ ساتھی جنگل میں پہنچا دے اور کچھ لے کر ہمارے مقابلے پر آجائے"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ویری گڈ حمید ——— اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تم کام کرنے کے موڈ میں آگئے ہو ——— یہ پہلو واقعی میرے ذہن میں نہیں آیا تھا۔ ٹھیک ہے اگر ایسا ہوگا تو پھر اس کا یہی نتیجہ نکلے گا کہ ہم سب اس جنگل میں اکٹھے ہو جائیں گے اور یہ بات ہمارے لئے فائدہ مند رہے گی"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم تیاری کرو۔ ہریش کو میں نے مکمل طور پر بریف کر دیا ہے پہلے میں صرف ہریش کو جنگل میں بھیج رہا تھا۔ لیکن اب اس گروپ کے تم انچارج ہو گے۔ ہریش کے ساتھ بلیک فورس کے

انتہائی منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔ ایک بار کیمپ ٹریس ہو گیا تو وہ آسانی سے اسے تباہ کر لیں گے۔ میں بلیک فورس کے دوسرے گروپ کے ساتھ براہِ راست فلائیپرس کے دارالحکومت پہنچوں گا"۔ کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

دانش منزل کے میٹنگ ہال میں سیکرٹ سروس کے سارے ممبران موجود تھے۔ عمران بھی ایک کرسی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اور اس کی گردن وقفے وقفے سے اس طرح جھٹکے کھا رہی تھی جیسے بس میں سفر کے دوران مسافر سونے کی کوشش کرے تو اس کی گردن کبھی آگے کو جھٹکا کھاتی ہے اور کبھی دائیں بائیں۔ بس یہی حالت عمران کی تھی۔

باقی سارے ممبران تو اس کی یہ حالت دیکھ کر مسکرا رہے تھے لیکن جولیا اور تنویر دونوں کے ہونٹ ناگوار سے انداز میں بھنچے ہوئے تھے۔ سارے ممبران باری باری عمران سے بات کرنے کی کوشش کر چکے تھے لیکن کوئی جواب نہ ملنے پر وہ اب خاموش ہو چکے تھے۔

"یوں لگ رہا ہے جیسے اُلّو کو دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔" تنویر سے نہ رہا گیا تو اس نے عمران پر فقرہ کسا۔

"دھوپ میں بیٹھا ہوا اُلّو بولتا نہیں ہے۔ اس لئے خاموش رہو۔" عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔ لیکن نہ ہی اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور نہ ہی اس کی حالت میں کوئی خاص فرق پیدا ہوا تھا۔

"اسی لئے تو تم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔" تنویر نے اسی کا فقرہ واپس لوٹاتے ہوئے کہا۔ اور باقی ممبران اس کے اس خوبصورت جواب پر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ اور اس بار عمران نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"اچھا ——— تو اب تم بھی بالغ ہوتے جا رہے ہو۔ جولیا مبارک ہو۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آج تنویر نے آپ کو لاجواب کر ہی دیا ہے۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کروں صفدر ——— رشتہ ہی ایسا ہے کہ خواہ مخواہ لاجواب ہونا پڑتا ہے۔ آخر ہونے والی جورو کا بھائی بھی تو وہی درجہ رکھتا ہے۔ جو شادی کے بعد اسے ملتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے۔ خواہ مخواہ بکواس کئے جا رہے ہو۔" اس بار جولیا نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا۔

"لو بھئی صفدر اب قیامت بالکل ہی قریب ہے۔ اب بہن بھائی کا رشتہ بھی بکواس میں شامل ہو گیا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری یہ حسرت کبھی پوری نہیں ہو گی عمران۔ تم یہی حسرت لئے قبر میں اتر جاؤ گے۔" تنویر نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"کس کی قبر میں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں ابھرنے لگیں۔ اور سب ممبران چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

جولیا جو ٹرانسمیٹر کے قریب ہی موجود تھی نے ہاتھ بڑھا کر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ممبران — آپ سب نے یہاں بلائے جانے پر کیا سوچا ہے۔ اوور" ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری لیکن اس بار لہجہ توقع کے خلاف نرم تھا۔

"سر — کوئی اہم ترین مشن در پیش ہے۔ آپ ایسے ہی موقعوں پر میٹنگ کال کرتے ہیں۔ اوور" جولیا نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں — اس بار واقعی ایک اہم ترین اور الجھا ہوا مشن در پیش ہے۔ میں آپ کو مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ نیدر لینڈ کے ہمسایہ ملک فلاپیرس میں ایک خفیہ کیمپ قائم ہے جس میں ایسے افراد کو مخصوص تربیت دی جاتی ہے جو نیدر لینڈ میں جا کر نی لینڈ کے سلسلہ میں شورش برپا کرتے ہیں۔ یہ ٹریننگ پاکیشیا کے ماہرین دیتے ہیں۔ آج تک نیدر لینڈ کو اس کیمپ کے بارے میں معلوم نہ تھا۔ لیکن اب نیدر لینڈ کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کیمپ فلاپیرس میں موجود ہے اور پاکیشیا کے کنٹرول میں ہے۔ چنانچہ نیدر لینڈ کا کرنل فریدی اس

کیمپ کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ ادھر ہم نہیں چاہتے کہ وہ ایسا کر سکے۔ چنانچہ اس بار آپ کا مقابلہ براہ راست کرنل فریدی اور اس کی بلیک فورس سے ہو گا۔ جہاں تک فلاپیرس کی حکومت کا تعلق ہے وہ اس معاملے میں غیر جانبدار رہے گی۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ اس میں ملوث ہو کر اس بات کا ثبوت مہیا کریں کہ وہ نیدر لینڈ کے خلاف اپنی سرزمین پر کیمپ بنائے ہوئے ہیں۔ اوور" ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر — ہم اس مشن کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ اوور" جولیا نے جواب دیا۔

"یہ مشن آسان نہیں ہے۔ اس لئے کہ کرنل فریدی ہر قیمت پر اس کیمپ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا اور آپ نے اسے روکنا ہے۔ اس لئے اس مشن کا انجام دونوں گروپوں میں سے کسی ایک کے مکمل خاتمے کی صورت میں ہی نکلے گا۔ اور آپ سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ کرنل فریدی کن صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اوور" ایکسٹو کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"جناب — آپ فکر نہ کریں۔ ہم اپنے ملک کی خاطر کام کرتے ہیں اور کام کرتے وقت بالکل نہیں دیکھتے کہ سامنے کون ہے۔ اوور" جولیا نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیا اور سارے ممبران کی آنکھوں میں جولیا کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"گڈ جولیا — میں ایسی ہی خود اعتمادی چاہتا ہوں۔ عمران سے بات کراؤ۔ اوور" ایکسٹو نے بھی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یس سر — عمران بول رہا ہوں۔ اوور" عمران نے چونک

کر آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ جولیا اور ایکسٹو کی گفتگو کے دوران اس کی آنکھیں بند رہی تھیں۔

"عمران! تم سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہو اور اس بار مقابلہ ایسا ہے کہ اس میں موت اور زندگی کے چانسز ففٹی ففٹی ہیں۔ اس لئے میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا۔ کیا تم اس مشن میں سیکرٹ سروس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو۔ اوور"

ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ اور سارے ممبران حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔ انہیں ایکسٹو کی اس بات پر شدید حیرت ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ عمران کسی مشن میں جانے سے انکار کر سکتا ہے۔ پھر آخر ایکسٹو نے ایسی بات کیوں کی۔

"میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا۔ اور اب بھی اگر جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔ اوور" عمران نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کھل کر بات کر سکتے ہو" ایکسٹو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شکریہ ——— میں اس مشن میں سیکرٹ سروس کا ساتھ نہیں دے سکتا" عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً سارے ممبران عمران کا جواب سن کر کرسیوں سے اچھل پڑے۔ حیرت کی زیادتی سے ان کے چہرے بگڑ گئے تھے

"وجہ ——— اوور" ایکسٹو کا لہجہ بے پناہ سرد ہو گیا تھا۔

"وجہ آپ جانتے ہیں کہ کرنل فریدی میرا دوست ہے۔ اوور" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ جان بوجھ کر سارے ممبران

سے آنکھیں چرا رہا تھا۔

"یہ کوئی وجہ نہیں ——— کیا اس سے پہلے تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر کرنل فریدی سے مقابلہ نہیں کیا۔ اوور"

ایکسٹو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ضرور کیا ہے ——— لیکن اس وقت میں پاکیشیا کو حق پر سمجھتا تھا لیکن اس کیس میں میں کرنل فریدی کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اوور"

عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس سلسلے میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ بتا دوں کہ اگر تم نے اس مشن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ساتھ نہ دیا تو آئندہ تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ اوور"

ایکسٹو کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

"یہ سوچنا آپ کی مرضی ہے جناب۔ میں سوپر فیاض کے ساتھ مل کر روٹی کما لیا کروں گا۔ اوور" عمران نے بھی روکھا سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں آخری بار سوچنے کے لئے صرف پانچ منٹ دیتا ہوں۔ کیونکہ بہرحال تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کئی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اگر پانچ منٹ بعد بھی تمہارا جواب نفی میں ہوا تو تمہارے انجام کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی۔ اوور اینڈ آل"۔

ایکسٹو کی کاٹ کھانے والی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"ہونہہ ——— مجھے دھمکی دے رہا ہے۔ میں چاہوں تو ایک منٹ میں اس کے چہرے سے نقاب کھینچ کر بھرے بازار میں اس

کے سر پر جوتیوں کی بارش کر دوں۔ بڑا آیا چیف آف سیکرٹ سروس ہونہہ،" ٹرانسمیٹر خاموش ہوتے ہی عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے پھڑکنے لگا تھا۔

اور جولیا جو شاید عمران پر چڑھ دوڑنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کا غصہ دیکھ کر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"عمران صاحب ـــــ کیا آپ واقعی ہمارا ساتھ نہ دیں گے"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کیوں نہیں دوں گا۔ جب تم دولہا بنو گے تو میں تمہارا شہ بالا بنوں گا۔" عمران نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات کی پرچھائیاں تک نہ تھیں۔ وہ واقعی گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کا ماہر تھا۔

"میں اس مشن کی بات کر رہا ہوں"۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار ـــــ اس مشن کی بات چھوڑو۔ پہلے تو شاید میں راضی بھی ہو جاتا لیکن اب تمہارے چیف نے جس طرح مجھے دھمکی دی ہے اب تو میں مر تو سکتا ہوں لیکن اس مشن پر کام نہیں کروں گا۔ آخر میرے اندر چنگیزی خون دوڑ رہا ہے"۔ عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گی۔" جولیا سے نہ رہا گیا تو وہ بڑی طرح پھٹ پڑی۔

"تم گولی کی بجائے توپ کا گولہ بھی مار سکتی ہو لیکن میں اپنی انا کو مجروح نہیں کر سکتا۔" عمران نے جواب دیا۔

"میں بتاتا ہوں۔ یہ صرف اپنی اکڑ دکھا رہا ہے۔ ابھی دیکھنا کس طرح دُم ہلاتا ہوا ہمارے پیچھے آئے گا۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری دُم ابھی اتنی لمبی نہیں ہوئی کہ میں اسے ہلا سکوں اور سُنو آئندہ اپنی چونچ بند رکھنا۔ اگر میں تمہارے اس باس کی پرواہ نہیں کرتا تو تمہاری بھی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں جب تک سیدھا ہوں تو سیدھا ہوں۔ جب اُلٹا ہو جاؤں تو پھر....." عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید غصے کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"عمران صاحب! آخر آپ کس بات پر اتنے ناراض ہو رہے ہیں۔ پاکیشیا حق پر ہے یا نہیں۔ یہ سوچنا ہمارا کام تو نہیں ہے۔ ہم نے تو ہر صورت میں پاکیشیا کے مفادات کے حق میں کام کرنا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم سیکرٹ سروس کے ملازم ہو کیپٹن شکیل۔ اس لئے یہ تمہاری سوچ تو ہو سکتی ہے"۔ میری نہیں"۔ عمران نے روکھا سا جواب دیا۔

"عمران۔ پلیز دیکھو میں تمہاری منت کرتی ہوں"۔ اچانک جولیا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری جولیا ـــــ میرا فیصلہ آخری ہے اور میں کسی کی منت خوشامد پر فیصلہ نہیں بدلا کرتا۔ میں نے ایکسٹو سے پہلے ہی کہہ دیا تھا لیکن اس نے پھر بھی مجھے یہاں بلا لیا۔ اس کا مقصد میں سمجھتا ہوں اس نے یہی سوچا ہو گا کہ باقی ممبران منت سماجت کر کے مجھے منا لیں

گے اور خود وہ اکڑا رہے گا۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط ہے۔ ہاں ایک صورت میں میں آپ لوگوں کا ساتھ دے سکتا ہوں کہ ایکسٹو سب کے سامنے مجھ سے معافی مانگے۔ اور تنویر میرے پیر پکڑے۔ پھر میں کام کروں گا۔" عمران نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت پڑی ہے تمہارے پیر پکڑنے کی۔" تنویر نے پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا۔ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ پڑا اور جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"کیا فیصلہ کیا ہے تم نے عمران۔ اوور۔" ایکسٹو کی سپاٹ آواز سنائی دی۔

"میرا وہی فیصلہ ہے۔ البتہ ممبران کی منت خوشامد پر میں نے اس میں اتنی ترمیم کر لی ہے کہ اگر آپ اپنی دھمکی کی مجھ سے معافی مانگیں اور تنویر میرے پیر پکڑے تو میں شاید اپنا فیصلہ بدل دوں۔" عمران نے اکڑتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا ـــــ آپ کیا کہتی ہیں۔ کیا مجھے اس شخص سے معافی مانگنی چاہیئے۔ اوور۔" ایکسٹو کی اسی طرح سپاٹ آواز سنائی دی۔

"نو سر ـــــ عمران چاہے کام کرے یا نہ کرے۔ ہمیں اب اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اوور۔" جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"گڈ جولیا ـــــ اور مجھے یقین ہے باقی ممبران کا بھی یہی جواب ہوگا۔ بہرحال ٹھیک ہے ـــــ عمران اپنی مرضی کا مالک ہے اور میں اپنی مرضی کا۔ عمران میں تمہیں میٹنگ ہال سے اٹھ کر دانش منزل کے

گیٹ سے باہر زندہ حالت میں جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ اس کے بعد کیا ہوگا اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔ گٹ آؤٹ۔ اوور" ایکسٹو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اپنے باس کو بتا دینا کہ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یس باس ـــــ عمران چلا گیا ہے۔ اوور۔" جولیا نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"عمران کا معاملہ تو ختم ہو گیا۔ آپ نے آج رات فلاپرس جانے والی فلائیٹ پر سوار ہونا ہے۔ تفصیلی ہدایات آپ تک پہنچ جائیں گی اوور۔" ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میری ایک گذارش ہے سر۔ اوور" جولیا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری بات سمجھتا ہوں جولیا۔ تم فکر نہ کرو میں پہلے اس پر یہ ثابت کر دوں گا کہ اس کے بغیر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کارنامے سرانجام دے سکتی ہے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں کوئی آخری فیصلہ کروں گا۔ اوور اینڈ آل۔" ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر مکمل طور پر خاموش ہو گیا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ آخر عمران نے یہ رویہ کیوں اختیار کیا ہے۔ آج تک تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔" ٹرانسمیٹر خاموش ہوتے ہی جب سارے ممبران اٹھنے لگے تو صفدر نے کہا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کیا ہے۔ اب خود ہی بھگتے گا۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

جولیا خاموش رہی۔ اس نے تنویر کی بات کا جواب نہیں دیا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ باقی ممبران بھی خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن یہ بات طے تھی کہ سب کے ذہنوں میں عمران کی بات ہی تھی۔

"اگر آپ نے یہ سارا کھیل کرنل فریدی کو ڈاج دینے کے لئے کھیلا ہے تو میرا خیال ہے کرنل فریدی تو آپ کی اصل حیثیت جانتا ہے۔" بلیک زیرو نے ساتھ بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرنل فریدی کو ڈاج دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے دراصل ایسا اس لئے کیا ہے کہ میں ٹیم کے ممبران کو اپنے طور پر خود مختار کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس مشن میں مجھے دو گروپ بنانے تھے۔ ایک گروپ کے ذمہ کیمپ کی حفاظت لگانی تھی اور دوسرے گروپ کے ذمہ کرنل فریدی کو کچھ وقت کے لئے فلاپئرس کے دارالحکومت میں الجھانا تھا۔ ہم اب ساری عمر تو کیمپ کی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہی کرنل فریدی کو ہمیشہ کے لئے روکا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس مشن کے لئے میں نے ایک نئی منصوبہ بندی کی ہے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"منصوبہ بندی تو وہی ہے جو آپ نے مجھے بتائی ہے کہ کرنل فریدی اور اس کی بلیک فورس کو فلاپرس کے دارالحکومت رانگی میں ہی روکا جائے گا جبکہ آپ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کے ہمراہ اس جنگل میں جہاں کیمپ موجود ہے دوسرے حصار کے طور پر رہیں گے" بلیک زیرو نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سوچ رہے ہو کہ تمہاری سیکرٹ سروس کرنل فریدی کا خاتمہ کر سکتی ہے تو پھر یہ تمہاری اپنی حماقت ہے۔ کرنل فریدی ناقابل تسخیر آدمی ہے۔ البتہ تم اپنی آدھی سے زیادہ سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرا بیٹھو گے۔ اور جہاں تک کیمپ کی حفاظت کا سوال ہے۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا ہے کہ ہم اب ساری عمر تو اس کیمپ کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اور جب تک کوئی خاص منصوبہ بندی نہ کی جائے اس مشن کا انجام ہی نہیں ہو سکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیسے مکمل ہو گا یہ مشن؟" بلیک زیرو نے حیرانی سے کہا۔

"میں نے کیمپ کا اندرونی نقشہ منگوایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کیمپ کو اس طرح دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ کہ ایک حصے کا تعلق دوسرے حصے سے ختم ہو جائے۔ ایک حصہ خالی کر دیا جائے اور سب لوگ دوسرے حصے میں شفٹ ہو جائیں۔ اور پھر کرنل فریدی کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ اس خالی حصے کو تباہ کر دے۔ یہ کام اس طرح ہو کہ کرنل فریدی کو شک تک نہ پڑ سکے اور وہ یہی سمجھے کہ پورا کیمپ تباہ ہو چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی شکست تسلیم کر لے۔ اس کے بعد لازماً کرنل فریدی مطمئن ہو کر واپس چلا جائے گا

جبکہ کیمپ اسی طرح بدستور کام کرتا رہے گا۔ اس کے بعد ظاہر ہے جب نیدرلینڈ کو ایجنٹوں کی آمد کی اطلاع ملے گی تو کرنل فریدی کم از کم یہ نہ سوچ سکے گا کہ کیمپ وہیں دوبارہ قائم کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ تباہ شدہ حصہ بدستور وہیں پڑا رہے گا۔ اور مشن مکمل ہو جائے گا۔ کرنل فریدی بھی مطمئن اور پاکیشیا بھی مطمئن۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ ـــ عمران صاحب آپ واقعی عظیم ذہن کے مالک ہیں۔ یہ تجویز آپ کے سوا اور کوئی نہیں سوچ سکتا۔ حیرت انگیز تجویز ہے۔" بلیک زیرو کے لہجے میں عقیدت کے جذبات تھے۔

"کرنل فریدی جیسے ذہن کے لئے ایسی ہی تجویز سوچنی پڑتی ہے۔ لیکن اصل مسئلہ ہے اس تجویز پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کا۔ کیونکہ مقابل میں کرنل فریدی ہے۔ اسے معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو ساری تجویز دھری کی دھری رہ جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ عملی طور پر کیمپ میں اس تجویز پر عملدرآمد کے لئے کچھ وقت چاہیے۔ سیکرٹ سروس کا کام صرف اتنا ہو گا کہ وہ کرنل فریدی کو اس وقت کے دوران الجھائے رکھے کہ وہ کیمپ تک نہ پہنچ سکے۔" عمران نے کہا۔

"اس میں کیا ہے۔ بس کیمپ کے دو حصے کر کے درمیان میں دیوار ڈال دی جائے اور ایک حصہ خالی کر دیا جائے۔" بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ نتائج تک چھلانگ لگانے

میں جلدی نہ کیا کرو۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ یہ دو بھائیوں کے درمیان ان کے آبائی مکان کی تقسیم نہیں ہو رہی کہ درمیان میں دیوار ڈال کر ایک حصہ خالی کر دیا جائے۔ اس کیمپ میں انتہائی جدید حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں۔ وہی انتظامات اس خالی حصے میں رکھے جائیں گے ایک بات۔ اور دوسری بات یہ کہ جب یہ حصہ تباہ ہو تو اس میں وہی سارا سامان موجود ہونا چاہیئے جو اس قسم کے کیمپوں میں ہوتا ہے اور سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ جب یہ حصہ تباہ ہو تو اس میں لاشیں بھی ملنی چاہییں تاکہ کرنل فریدی کو مکمل طور پر یقین آجائے کہ واقعی اس نے کیمپ تباہ کر دیا ہے۔ ان سارے انتظامات کے لئے خاصا وقت چاہیئے۔ اب آؤ اس پوائنٹ پر کہ میں نے اس طرح سیکرٹ سروس سے کیوں علیحدگی اختیار کی ہے تو میں کرنل فریدی کو بتا دوں گا کہ بطور حکومت کے نمائندے کے میں نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے سیکرٹ سروس کو بھیج دیا ہے لیکن ذاتی طور پر چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکیشیا حق پر نہیں ہے اس لئے میں ذاتی طور پر سیکرٹ سروس کے ساتھ اس مشن میں شامل نہیں ہوا۔

اس طرح دو فائدے ہوں گے ایک یہ کہ وہ لازماً سیکرٹ سروس کے ممبران کا لحاظ کر جائے گا۔ ان میں سے کسی کو ہلاک نہیں کرے گا دوسری بات یہ کہ وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو جائے گا کہ واقعی کیمپ تباہ ہو گیا ہے کیونکہ اسے بھی معلوم ہے کہ اگر عمران مقابلے پر ڈٹا رہا تو پھر کیمپ کی تباہی ناممکن ہے۔ کیونکہ فریدی کی طرح عمران بھی شکست کا لفظ برداشت نہیں کر سکتا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس شکست سے ممبران کا مورال ڈاؤن ہو جائے گا" بلیک زیرو نے کہا۔

"ممبران کو بعد میں بریف کر دیا جائے گا کہ اصل گیم کیا کھیلی گئی ہے اب ممبران کو تو معلوم نہیں ہے کہ کرنل فریدی اصل ایکسٹو کو جانتا ہے اس لئے وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ ساری چال ایکسٹو نے کھیلی ہے کہ عمران کو غصہ دلا کر علیحدہ کر دیا ہے تاکہ کرنل فریدی کو یقین آجائے کہ عمران ٹیم کے ساتھ نہیں ہے" عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"اب آؤ دوسرے پہلو کی طرف۔ کرنل فریدی بے حد ذہین آدمی ہے ہو سکتا ہے کہ ہماری طرح وہ بھی اپنی بلیک فورس کے دو گروپ بنائے ایک گروپ کو تو وہ سیکرٹ سروس کے ساتھ الجھائے رکھے اور دوسرے گروپ کو یا تو اصل کیمپ کی تلاش میں لگائے رکھے یا ہو سکتا ہے کہ اسے کیمپ کے اصل محل وقوع کا علم ہو جائے تو اس کے ذہن میں یہ بات آئے کہ دوسرے گروپ کی مدد سے وہ کیمپ تباہ کر دے۔ تو اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے ضروری ہے کہ میں کیمپ میں انتہائی خفیہ طریقے سے داخل ہوں۔ کرنل فریدی کو کسی طرح بھی میری وہاں موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔ اس لئے بھی میرا سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہونا ضروری تھا۔ اگر میں ویسے علیحدہ ہوتا تو وہ سمجھ جاتا کہ عمران نے دو گروپ بنا لئے ہیں" عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے اب میں سمجھ گیا لیکن آپ تباہ شدہ حصے کے لئے لاشوں کا بندوبست کیسے کریں گے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ مسئلہ سر داور حل کریں گے۔ آجکل وہ لیبارٹری میں ایسے مصنوعی

انسان بنانے میں مصروف ہیں جو بظاہر بالکل اصل لگتے ہیں۔ گو یہ تجربہ ابھی اس حالت میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ کہ یہ مصنوعی انسان چلتے پھرتے بولتے اور کام کرتے وقت بالکل اصل لگیں گے۔ لیکن لاشوں کی صورت میں ایسے انسان وہ بنا سکتے ہیں۔ ہم ان مصنوعی انسانوں کو اس خاص حصے میں جگہ جگہ رکھ دیں گے۔ چنانچہ جب یہ حصہ تباہ ہو گا تو ان لاشوں کے کٹے پھٹے حصے بالکل اصلی لگیں گے۔ بھیڑ بکریوں کا اصل خون مخصوص بوتلوں میں وہاں موجود ہو گا۔ جو تباہی کے بعد بوتلیں ٹوٹنے کے بعد ہر طرف بکھر جائے گا۔ اب کرنل فریدی اس خون کا تجزیہ لیبارٹری میں کرانے سے تو رہا۔

یہ بھی میں حفظِ ماتقدم کے طور پر کر رہا ہوں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کرنل فریدی تباہی سے پوری طرح مطمئن نہ ہو اور تباہ شدہ کیمپ کو چیک کرنے کی کوشش کرے۔ ورنہ تو جب یہ حصہ تباہ ہو جائے گا تو اسے مطمئن ہو جانا چاہیئے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"واقعی آپ کا ذہن باکمال ہے۔ کوئی آپ کے ذہن تک نہیں پہنچ سکتا۔" بلیک زیرو ایک بار پھر یہ فقرہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔

"بس دعا کرو کہ کرنل فریدی کا ذہن اس مشن میں بے کمال رہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں سلیمان بول رہا ہوں ——— عمران صاحب سے بات کرنی

ہے۔" دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ہاں ——— کیا بات ہے سلیمان۔" عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

"صاحب ——— وہ لفافہ پہنچ گیا ہے۔ جس کے متعلق آپ نے ہدایت دی تھی کہ آتے ہی آپ کو فون کیا جائے۔" سلیمان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تم خود اسے دانش منزل پہنچا دو۔ پچھلے گیٹ سے باہر آنا اور دانش منزل کے مخصوص خانے میں اسے ڈال کر واپس چلے جانا۔ خیال رکھنا کہ کوئی تمہاری نگرانی نہ کر رہا ہو۔ خاص طور پر سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف سے ہوشیار رہنا۔" عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔" دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔ اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ نقشہ آ رہا ہے۔ اسے دیکھ کر باقی پلاننگ بنائیں گے۔" عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"یہ سلیمان کبھی تو آپ سے بڑا مذاق کرتا ہے اور کبھی بے حد سنجیدہ ہو جاتا ہے۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا مزاج شناس ہے۔ اسی لئے تو اس کے ساتھ نبھ رہی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کب سنجیدہ ہونا چاہیئے اور کب نہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلا کر رہ گیا۔

"ایک بات ہے عمران صاحب۔ آپ کے اس طرح واضح انکار سے جولیا ذہنی طور پر بے حد پریشان ہے۔" چند لمحے خاموش رہنے کے

بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"سوائے تنویر کے باقی سارے ہی پریشان ہیں۔ اور میں انہیں یہ ذہنی جھٹکا اس لئے پہنچانا چاہتا تھا۔ تاکہ کرنل فریدی کے سامنے صحیح ڈرامہ پیش ہو سکے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے وہ آپ کو منانے کے لئے ایک بار پھر کوشش کریں" بلیک زیرو نے کہا۔

"دو شرطیں پہلے ہی پیش کر چکا ہوں۔ اسی وجہ سے تو جولیا خاموش ہو گئی تھی۔ کیونکہ بہرحال وہ یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کا چیف باس معافی مانگے۔ ورنہ تو وہ میرے گلے پڑ جاتی۔ اور تنویر والی شرط۔ تو وہ مجھ سے بھی زیادہ اکڑ خاں ہے۔ بس اس کے ماننے کی ایک ہی صورت ہے کہ جولیا اسے حکم دے دے۔ جولیا اسے کہہ دے تو شاید وہ گدھے کے بھی پیر پکڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"فلاپیرس میں تو ہمارا کوئی فارن ایجنٹ نہیں ہے اور شاید یہ سیکرٹ سروس کے ممبر بھی وہاں پہلی بار جا رہے ہیں۔ اس صورت میں انہیں واقعی خاصی تکالیف پیش آئیں گی" بلیک زیرو نے کہا۔

"تکلیف پیش آنی بھی چاہیئے تاکہ انہیں صحیح معنوں میں عمران کی قدر پڑے۔ وہ بھی ہر بار مجھ سے لڑتے رہتے ہیں کہ سارا کام تم خود کر لیتے ہو اور ہمیں بس کٹھ پتلیوں کی طرح ادھر ادھر نچاتے رہتے ہو۔ اب انہیں اپنی مرضی سے ناچنا پڑے گا۔ تب صحیح معنوں میں

آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو ـــــ" عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں ـــــ باس سے بات کرائیں۔" جوزف کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو ـــــ تمہاری کالی زبان اب کون سے کالے پھول بکھیرنا چاہتی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے اصل لہجے میں کہا۔

"باس ـــــ نیلی جھیل کے عین درمیان میں جب بھی کالے پھول کھلتے تھے تو ہمارے قبیلے پر تباہی نازل ہو جاتی تھی۔ اس لئے باس فار گاڈ سیک ایسی بدشگونی کی باتیں مت کیا کرو۔" جوزف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا چلو نیک شگون سہی۔ تم فکر نہ کرو میں کالے پھولوں پر نارنجی رنگ کا سپرے پینٹ کر دوں گا" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نارنجی ـــــ اوہ گاڈ ـــــ یہ میں کیا سن رہا ہوں۔ شیپالی کی روح پھر کیسے مابوتو کے جادو سے باہر آ گئی۔ آہ! اب کوئی زندہ نہ بچے گا ـــــ اوہ گاڈ اب کیا ہو گا۔ جوزف کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بیہوش ہونے ہی والا ہے

"ارے۔ ارے۔ شیپالی کی روح جیسے ہی مابوتو کے جادو سے باہر نکلنے لگی۔ طوطا شورن کی روح نے اس پر قبضہ کر لیا ہے اور اب شیپالی کی روح کالے اندھیروں کی ـــــ دلدل میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید

کردی گئی ہے۔" عمران نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ گاڈ تھینک یو ——— تھینک گاڈ تم نے دنیا کو بچا لیا۔ اوہ کالے اندھیروں کی دلدل سے کون نکل سکتا ہے۔ باس یہ بہت اچھا ہوا۔ تمہیں کھوتا شورن۔ اوہ سوری باس کیا نام بتایا تھا تم نے اس کا۔" جوزف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

" تم اس کا نام مت لو۔ اپنی بات کرو ورنہ وہ غصے میں آگیا تو...."

عمران اپ اپنے ہی مذاق سے خود ہی اکتا گیا تھا۔

" اوہ اچھا باس میں نے فون کیا تھا کہ ہم تیار ہو گئے ہیں۔ آپ کب آ رہے ہیں رانا ہاؤس"۔ جوزف نے جلدی میں کہا۔

" تم تیار ہو گئے ہو تو پھر بیٹھ جاؤ۔ تیار ہو جانے کے بعد کم از کم دو گھنٹے بیٹھنا ضروری ہوتا ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ریسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔

" یہ لیجئے لفافہ پہنچ گیا ہے۔" اسی لمحے بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

لفافہ عمران کی کال کے دوران ہی آٹومیٹک ریسیونگ سسٹم کی وجہ سے گیٹ سے میز کی دراز میں پہنچ گیا تھا۔ اور ریسیونگ سسٹم کی مخصوص آواز عمران نے بھی سن لی تھی۔ اس لئے بغیر اس نے کوئی حیرت ظاہر کئے سر ہلاتے ہوئے لفافہ بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ اس پر جگہ جگہ مخصوص سرکاری مہریں لگی ہوئی تھی عمران نے اسے ایک سائیڈ سے پھاڑ دیا۔ اندر تین مرتبہ تہہ ہوا ایک کاغذ تھا۔ عمران نے کاغذ کی تہیں کھولیں اور انہیں میز پر پھیلا دیا۔

" یہ اس کیمپ کا اندرونی نقشہ ہے جس پر کرنل فریدی حملہ کرنا چاہتا ہے۔" عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی اس پر جھک گیا۔ عمران کی تیز نظریں بھی نقشے پر جھکی ہوئی تھیں۔

" یہ کس طرح دو حصوں میں تقسیم ہو گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ یہ عام ٹریننگ کیمپوں سے بالکل مختلف انداز میں بنایا گیا ہے۔ یہ تو مجھے ٹریننگ کیمپ سے زیادہ میزائلوں کا کوئی خفیہ اسٹیشن لگتا ہے۔" عمران نے کہا۔

" تو پھر"...." بلیک زیرو نے کہا۔

" اس نقشے نے میری ساری پلاننگ فیل کر دی ہے۔ یہ کسی صورت بھی دو حصوں میں تقسیم نہیں ہو سکتا۔ یہ تباہ ہو گا تو مکمل تباہ ہو گا۔ نہیں ہو گا تو مکمل طور پر نہیں ہو گا۔"

عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے نقشہ دوبارہ تہہ کر دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی بے شمار لکیریں ابھر آئی تھیں۔

" آپ نے تو اب تک کئی اقدام کر لئے ہیں۔ بہتر تھا کہ پہلے نقشہ دیکھ لیا جاتا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" میرے ذہن میں تو بہرحال ٹریننگ کیمپ تھا لیکن یہ محض ٹریننگ کیمپ نہیں ہے۔ دراصل میزائل چارجنگ سٹیشن ہے۔ اور اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں ——— ایکریمیا نے نیدرلینڈ کی کور ریج کے لئے یہ سٹیشن تعمیر کیا ہے۔ یہ شاید اس وقت تعمیر ہوا ہو گا جب نلاپیرس پہ ایکریمیا نواز حکومت تھی۔ لیکن پھر وہاں انقلاب آگیا۔ اور انقلابیوں نے ایکریمیا کو اس طرح کا اڈہ بنانے سے روک دیا ——— چنانچہ پھر اسے ٹریننگ کیمپ

میں تبدیل کر دیا گیا"۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بالکل ایسا ہی ہوگا۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب تو واقعی موت یا زندگی والا مشن باقی رہ گیا ہے۔ اب اگر یہ کیمپ باقی رہتا ہے تو کرنل فریدی کو بہرحال مرنا پڑے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسری صورت نہیں رہی"۔ عمران نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"لیکن آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ کرنل فریدی کی موت ناممکن ہے"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ناممکن کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ بہرحال انسان ہے اور دنیا کی ہر چیز کرنل فریدی سمیت فانی ہے۔ لیکن اب صورت حال بدل گئی ہے اب مجھے براہ راست سامنے آنا پڑے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ کرنل فریدی کی موت کا مجھے ہمیشہ دکھ رہے گا۔ بہرحال ٹھیک ہے تم ممبرز کو کال کر کے کہہ دو کہ عمران نے مجھ سے دست بستہ معافی مانگ لی ہے اور اب وہ اس مشن پر جانے کے لئے تیار ہے۔ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو میں اس کیمپ پر براہ راست بھجوا دوں گا۔ اور میں خود سیکرٹ سروس کے ساتھ کرنل فریدی کے ڈیتھ مشن پر فلاپئرس کے دارالحکومت سے کام شروع کروں گا۔ اور پھر فلاپئرس کے کسی نہ کسی علاقے میں کرنل فریدی اور اس کی بلیک فورس کی قبریں بنیں گی"۔

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ بلیک زیرو کے جسم میں

بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگ گئیں۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا تصور ہی تصور میں دو عظیم جاسوسوں کو موت یا زندگی کے لئے ٹکراتا دیکھتا رہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

کرنل فریدی فلاپئرس کے دارالحکومت کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں ایک ایسے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا جسے دفتر کے انداز میں سجایا ہوا تھا۔ ساگوان کی ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک اونچی پشت کی کرسی تھی جس پر کرنل فریدی موجود تھا۔ میز کی دوسری طرف تین کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر دو ٹیلیفون اور ایک انٹرکام موجود تھا۔

میز کی اوپر والی دراز میں لانگ رینج کا مخصوص ڈی سکس ٹرانسمیٹر بھی رکھا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے یہاں آتے ہی پورے دارالحکومت میں بلیک فورس کا جال سا بچھا دیا تھا۔ وہ اس بار پوری تیاریوں سے آیا تھا۔ چونکہ فلاپئرس کی حکومت اس معاملے میں قطعاً غیر جانبدار تھی۔ اور ویسے بھی یہ ملک انتہائی پس ماندہ قسم کا تھا۔ اس لئے کرنل فریدی کو یہاں مکمل آزادی تھی۔ چونکہ فلاپئرس نیدرلینڈ کا ہمسایہ تھا۔ اس لئے نیدرلینڈ کے فارن ایجنٹوں کا یہاں ہمیشہ جال بچھا رہتا تھا۔ اس

وجہ سے بھی کرنل فریدی کو سہولتوں کے حصول میں کوئی پریشانی نہ ہوئی
تھی۔ کیپٹن حمید کو اس نے خفیہ طور پر اس جنگل میں بھیجا تھا۔ جہاں
اس کے خیال کے مطابق وہ کیمپ موجود تھا۔ اور اب اسے حمید کی
طرف سے کسی کال کا شدت سے انتظار تھا۔

چند لمحوں بعد اچانک ایک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو کرنل فریدی
نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ہارڈسٹون" کرنل فریدی نے رسیور اٹھاتے ہی سخت
لہجے میں کہا۔

"میں شنکر بول رہا ہوں جناب ہیڈ کوارٹر سے۔ ابھی ابھی نمبر سکس
نے اطلاع دی ہے کہ یورپی سیاحوں کا ایک گروپ نیدر لینڈ کی سرحد
سے ایک بڑی لینڈ روور میں فلاپیرس کی حدود میں داخل ہوا ہے۔ اس
گروپ میں ایک عورت اور آٹھ مرد شامل ہیں۔ گو ان کے کاغذات
بالکل درست ہیں۔ اور وہ گذشتہ ایک ہفتے سے نیدر لینڈ کی سیاحت کرنے
کے بعد اب فلاپیرس میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ان کا مقصد فلاپیرس کی
سیاحت مکمل کر کے بگ آئرن سٹیٹ سے مالا بار جانا ہے لیکن نمبر سکس
کا خیال ہے کہ یہ گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے" شنکر نے جواب دیا۔

"اب وہ کہاں ہیں" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ان کا رخ سورتی شہر کی طرف ہے" شنکر نے جواب دیا۔

"ان کی مکمل نگرانی کراؤ۔ جب وہ دارالحکومت کی حدود میں داخل
ہونے لگیں تب مجھے اطلاع کرنا۔ لیکن انہیں تمہارے آدمیوں کی نظروں
سے غائب نہیں ہونا چاہیئے" کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں نے پہلے ہی نگرانی کی ہدایات جاری کر دی
تھیں" شنکر نے جواب دیا۔

"ان کے متعلق مسلسل مجھے رپورٹیں ملتی رہنی چاہئیں" کرنل فریدی نے
کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران اور اس کے ساتھی اتنے احمق نہیں ہو سکتے کہ اس طرح
منہ اٹھا کر آ جائیں۔ اسے معلوم ہے کہ میں یہاں اس کے استقبال کے
لئے تیار بیٹھا ہوں۔ بہرحال دیکھو" کرنل فریدی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا
اور پھر جب چند لمحوں بعد جب میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں
کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے دراز کھولی اور
ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ حمید کالنگ۔ اوور" کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

"یس ــــ فریدی اٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے؟ اوور" کرنل
فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہم ٹابو میں پہنچ گئے ہیں۔ آج رات ہم جنگل میں سروے کیلئے
داخل ہوں گے۔ اوور" کیپٹن حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سارا کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ تمہاری
معمولی سی غفلت ہمیں بہت بڑا نقصان پہنچا سکتی ہے"
کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں فریدی صاحب ــــ کیپٹن حمید چینی کا بنا
ہوا نہیں ہے۔ اوور" کیپٹن حمید نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"حمید یہ مشن انتہائی سخت ہے۔ اس لئے میں ایسا کہہ رہا ہوں۔

یہ دراصل مشن نہیں ہے۔ موت اور زندگی کا کھیل ہے" اوور
اینڈ آل"۔ کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیا۔ اور
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار ابھر
آئے تھے۔

"لیکن اس سے پہلے کہ وہ میز کی دراز بند کرتا، ٹرانسمیٹر سے ایک
بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور کرنل فریدی اتنی جلدی دوسری
کال آنے پر بری طرح چونک پڑا۔ اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
دوبارہ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو —— حمید کالنگ۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے حمید کی آواز
سنائی دی۔

"اب کیا ہو گیا ہے۔ اوور"۔ کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا

"آپ نے بڑی ناراضگی میں ٹرانسمیٹر بند کیا ہے۔ اس لئے میں
نے دوبارہ کال کی ہے۔ کیا بات ہے۔ آخر آپ مرچیں کیوں چبا رہے
ہیں۔ اوور"۔ حمید کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"مجھے دراصل اس مشن کی اہمیت کا احساس ہے۔ یہاں ایک
لمحے میں سچویشن مکمل طور پر تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں حد سے
زیادہ محتاط رہنا چاہتا ہوں اور یہی بات میں تم سے بھی چاہتا ہوں
اوور"۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"آپ اگر اسی طرح عمران سے مرعوب رہے تو پھر یہ مشن مکمل ہو
گیا۔ آپ دیکھیں کہ اس مشن میں عمران کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اسے
ہر صورت میں ہمارے مقابلے میں واضح شکست اٹھانی پڑے گی۔ اوور"

کیپٹن حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارا جذبہ اچھا ہے۔ بہرحال پھر بھی ہر کام احتیاط
سے ہونا چاہیئے۔ اور سنو ایک بار پھر کہہ رہا ہوں۔ کیمپ کے محل وقوع
کا پتہ چلتے ہی تم نے فوراً مجھے کال کرنا ہے۔ وہاں از خود کوئی کام
نہیں کرنا۔ اوور"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف
سے کیپٹن حمید نے کہا۔ اور کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر کے میز کی دراز بند کر دی۔

گہری تاریکی میں بڑی سی لانچ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی سرکنڈوں کے ذخیرے کے درمیان ایک پتلے سے راستے پر آگے بڑھی جا رہی تھی۔

لانچ کا سٹیئرنگ عمران کے ہاتھ میں تھا جبکہ سیکرٹ سروس کے باقی ارکان لانچ کے تقریباً درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ کناروں پر بیٹھنے سے سرکنڈوں کی ضربوں سے زخمی ہو جانے کا خطرہ تھا۔ لانچ کی روشنیاں بند تھیں۔ لیکن عمران بڑے ماہرانہ انداز میں لانچ کو اس خطرناک ترین راستے پر دوڑائے جا رہا تھا۔

اس کی تیز نظریں آگے کی طرف جمی ہوئی تھیں۔ یہ راستہ بالکل سیدھا نہ تھا بلکہ اس میں مسلسل گھماؤ آ رہے تھے اور لانچ کا سٹیئرنگ عمران کے ہاتھوں میں کسی خودکار کھلونے کی طرح مسلسل دائیں بائیں گھوم رہا تھا۔ سارے ممبرز سانس روکے ہوئے تھے۔ ان کے دل

انتہائی خطرے کی وجہ سے اونچی آواز میں دھڑک رہے تھے۔ کیونکہ عمران کی معمولی سی غلطی کا مطلب قطعی اور یقینی موت کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور پھر جب ایک جگہ لانچ گھومنے کے بعد سرکنڈوں کا یہ خوفناک ذخیرہ ختم ہو گیا اور کھلا سمندر آ گیا تو سب نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

"کیا تم پہلے اس راستے سے گزر چکے ہو۔" جولیا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ادھر ماہی گیروں کا ایک قبیلہ رہتا ہے۔ اس قبیلے کے سردار کی لڑکی بیحد خوبصورت تھی۔ میں نے سوچا کہ چلو ماہی گیر ہی بن جاؤں۔ لیکن انہوں نے شرط لگا دی کہ سوئمبر وہی جیت سکتا ہے جو اس راستے سے اندھیرے میں کشتی لے کر گزر رہے۔ اس لئے میں نے یہاں کافی پریکٹس کی تھی۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر جیت لیا تم نے سوئمبر۔" جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ابھی کہاں جیتا ہے۔ ابھی تو فیصلہ ہونا باقی ہے۔ ویسے اگر تم سفارش کر دو۔ اس خوبصورت لڑکی کا سرپرست جو ہر وقت چہرے پر نقاب چڑھائے لوگوں کو دھمکیاں دیتا رہتا ہے، یقیناً مان جائے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اگر نہ کروں سفارش تو....." جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اندھیرے کے باوجود اس کے چہرے پر پھیل جانے والی روشنی عمران کو صاف نظر آ رہی تھی۔

"تو پھر سوئمبر جیتنا پڑے گا۔ مجبوری ہے۔" عمران نے کہا۔

"میری دعا ہے کہ تم سو مبر جیت جاؤ۔" جولیا نے آہستہ سے کہا۔ اور پھر اٹھ کر تیزی سے قدرے پیچھے بیٹھے ہوئے ممبروں کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا راز و نیاز ہو رہے تھے اس بزدل سے جو پہلے اکڑتا ہے پھر ہاتھ باندھ کر معافی مانگ لیتا ہے۔" تنویر نے جولیا کے پیچھے آتے ہی زہریلے لہجے میں کہا۔

"معافی مانگنے والے اعلیٰ ظرف کے مالک ہوتے ہیں تنویر۔ تمہاری طرح ان کا دل تنگ نہیں ہوتا۔ اور سنو اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں اور ڈیوٹی کے دوران میں اس قسم کی فضول باتیں سننا قطعاً پسند نہیں کرتی" جولیا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"بہت خوفناک راستہ تھا۔ یہ تو عمران کی ہی ہمت ہے کہ وہ لانچ کو اس خوفناک راستے سے صحیح سلامت نکال لایا ہے۔" صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے نجانے کیوں ایک انجانے سے تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔ بہرحال دور ٹمٹماتی ہوئی روشنیاں نظر آ رہی ہیں۔ میرے خیال میں ہماری منزل یہی ہے۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ فلاپیرس کا جنوبی شہر ہے مس جولیا اور یہ روشنیاں فلاپیرس کی اکلوتی بندرگاہ کی ہیں۔ اگر ہم نے براہ راست بندرگاہ پر جانا ہوتا تو پھر عمران کو لانچ اس خوفناک راستے پر لے آنے کی ضرورت نہ تھی۔"

میرا آئیڈیا ہے کہ عمران لانچ کو دلدلی کھاڑی کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تمہارا خیال درست ہے کیپٹن شکیل۔" سٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے عمران نے جواب دیا۔ لانچ کی رفتار اب پہلے کی نسبت خاصی آہستہ ہو گئی تھی۔

"عمران صاحب! آخر اتنے پیچیدہ راستے سے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ہم کسی اور راستے سے نہیں آ سکتے تھے۔" صفدر نے کہا۔

"چوہان بیٹھا ہے۔" عمران نے مڑے بغیر پوچھا۔

"ہاں۔ بیٹھا ہوں۔ کیوں؟" چوہان نے چونک کر پوچھا۔

"ایک بات تو بتاؤ۔ یہ تم، خاور، نعمانی اور صدیقی کیا تم چاروں نے مل کر انجمن خاموشاں بنائی ہوئی ہے۔ تم سب بس بتوں کی طرح خاموش بیٹھے رہتے ہو۔" عمران نے کہا اور چوہان کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی ہنس پڑے۔

"ٹیم ورک تو اسی کا نام ہے کہ کچھ بولیں، کچھ سنیں۔ اگر سب ہی بولنا شروع کر دیں تو کچھ اچھا نہیں لگتا۔" اس بار خاور نے ہنستے ہوئے کہا

"لیکن کم از کم چوہان یہ تو بتا دے کہ ہم نے اس راستے کا انتخاب کیوں کیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چوہان بتا دے ــــ اسے کیا معلوم۔" صفدر اور جولیا اور کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا اور حیرت سے چوہان کو دیکھنے لگے۔

"ہاں اس راستے کی تجویز عمران صاحب کو میں نے پیش کی تھی، کیونکہ یہ ایسا راستہ ہے کہ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر فلاپیرس کے

دارالحکومت میں آسانی سے داخل ہو سکتے ہیں" چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ کیا پچھلے جنم میں تم بحری ڈاکو رہے تھے یا سیکرٹ سروس سے پہلے سمگلر رہے ہو" اس بار صدیقی بولا۔

"واہ ـــــ اسے کہتے ہیں بولنا۔ بھائی مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ خاموش ہی رہو تو اچھا ہے" عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"صدیقی نے ٹھیک ہی تو کہا ہے۔ ایسے راستوں سے تو ایسے ہی لوگ واقف ہوتے ہیں۔" جولیا نے صدیقی کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"صدیقی کا خیال درست ہے۔ میں پچھلے جنم میں واقعی بحری ڈاکو تھا اور صدیقی بحری تاجر۔ میں نے اس کا سارا خزانہ انہی سرکنڈوں میں ہی چھپایا تھا" چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر لانچ قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"یار ذرا دھیان رکھنا۔ کہیں میرا خزانہ اڑا نہ لینا۔ بڑا قیمتی خزانہ ہے۔ گو اس کی حفاظت کے لئے ایک سانپ بھی موجود ہے۔ مگر پھر بھی احتیاط اچھی چیز ہوتی ہے" عمران نے لانچ کو تیزی سے دائیں طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"کس کی بات کر رہے ہیں آپ" چوہان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بس تم پچھلے جنم میں بحری ڈاکو نہیں ہو سکتے جسے خزانے کی پہچان نہ ہو اس بیچارے نے ڈاکو کیا بننا ہے" عمران نے کہا۔ اور چوہان

پھیکی سی ہنسی ہنس دیا۔

"تم پھر بکواس پر اتر آئے" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لو بھئی قرب قیامت کی نشانی ہے۔ خزانہ خود ہی بول پڑا ہے۔ اب دیکھو سانپ کس وقت پھنکارتا ہے" عمران نے کہا۔

اور اس بار سب سے اونچا قہقہہ چوہان کا تھا۔ وہ اب سمجھا تھا کہ خزانے سے عمران کا اشارہ کس طرف تھا۔

"تم چھوڑو ان باتوں کو یہ بتاؤ چوہان کہ اس راستے کے بارے میں تمہیں کیسے علم ہوا؟" صفدر نے پاس بیٹھے ہوئے تنویر کے نتھنوں سے واقعی پھنکاریں نکلتی محسوس کر کے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"میرا ایک دوست اس علاقے کا مشہور سمگلر ہے۔ اور میں ایک بار اس کے ساتھ اس راستے سے گزرا تھا۔ یہ راستہ اسی کی دریافت تھا" چوہان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے دراصل کرنل فریدی کی طرف سے بڑی فکر تھی۔ مجھے یقین ہے کہ کرنل فریدی نے پورے فلابیرس میں اپنی بلیک فورس کا جال بچھا دیا ہو گا۔ اور ہم کسی بھی راستے سے داخل ہوتے اس کی نظروں سے نہ بچ سکتے تھے۔ اور اس بار معاملہ ایسا ہے کہ اس نے ہمیں گولیوں سے بھوننے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ کرنی تھی۔ اس لئے جب چوہان نے مجھے اس راستے اور دوست کے متعلق بتایا تو مجھے یہ راستہ بیحد پسند آیا۔ اب ہم بڑی آسانی سے نہ صرف دارالحکومت پہنچ جائیں گے بلکہ کرنل فریدی پر اچانک چھاپہ بھی مار سکیں گے۔" عمران نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہاں آنے سے پہلے اپنے دوست سے ساری بات کر لی ہے۔ وہ دلدلی کھاڑی ـــــ کے کنارے ہمارے استقبال کے لئے موجود ہوگا۔" چوہان نے کہا۔

اور واقعی تھوڑی دیر بعد جیسے ہی لانچ ایک کٹاؤ دار کھاڑی میں داخل ہوئی تو دور ایک چٹان سے جگنو جیسی روشنی تین بار چمکی۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ٹارچ نکالی اور اس نے بھی تین بار اسے جلا کر بجھا دیا۔

چند لمحوں بعد لانچ کنارے پر پہنچ کر رک گئی۔ سامنے چٹان پر دو سائے کھڑے تھے۔

"آؤ بھئی۔" عمران نے انجن بند کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے لانچ سے چٹان پر چڑھے اور مختلف چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ یہ ایک ویران سا ساحلی علاقہ تھا جو اونچی نیچی چٹانوں کے ایک طویل سلسلے سے بھرا ہوا تھا۔ چٹان پر سیاہ رنگ کے لباس میں ملبوس دو آدمی کھڑے تھے۔ ان دونوں کے کاندھوں سے جدید مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔

"میرا نام روماس ہے اور یہ میرا ساتھی رچرڈ۔" ایک آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام چوہان ہے۔ روپا خود نہیں آیا؟" چوہان نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"سردار روپا نے ہمیں بھیجا ہے۔ آیئے تشریف لایئے۔ کچھ دور دو کاریں موجود ہیں۔" روماس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور وہ سب ان کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"لانچ کا کیا ہوگا؟" اس بار صفدر نے چوہان سے پوچھا۔

"انہی کی لانچ ہے۔ خود ہی لے جائیں گے۔ یہ بڑے منظم لوگ ہیں فکر نہ کرو۔" چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کافی دور جا کر انہیں ایک پرانی سی سڑک نظر آئی۔ جس کے کنارے پر واقعی دو سیڈان کاریں موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی دونوں کاروں میں بیٹھ گئے تو کاریں تیزی سے آگے بڑھ گئیں۔ ایک کار روماس ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ دوسری اس کا ساتھی رچرڈ۔

عمران، جولیا، چوہان اور صفدر روماس والی کار میں تھے جبکہ باقی ساتھی دوسری کار میں سوار تھے۔ عمران خلاف توقع خاموش بیٹھا ہوا تھا جب سے انہوں نے لانچ چھوڑی تھی، اس نے ایک بات بھی نہ کی تھی۔

"عمران صاحب! ہماری بجائے اب آپ نے انجمن خاموشاں سنبھال لی ہے۔" چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل کرنل کے معاملے میں الجھا ہوا ہوں۔ مجھے کوئی ایسا حل سمجھ میں نہیں آ رہا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے بلکہ مجھے تو سانپ کے مرنے کے ساتھ ساتھ لاٹھی بھی ٹوٹتی نظر آ رہی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! اس مشن کا کوئی سر پیر میری سمجھ میں تو آیا نہیں آخر ہم نے کرنا کیا ہے؟" صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

وہ سب اپنی مقامی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔

"جناب اگر ناراض نہ ہوں تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کس کرنل

کی بات کر رہے ہیں" اچانک کار چلاتے چلاتے روماس نے پوچھا۔

عمران اور سارے ساتھی اس کی بات سن کر چونک پڑے۔ ان کا خیال تھا کہ روماس فلاپیرس کا مقامی باشندہ ہونے کی وجہ سے پاکیشیا کی مقامی زبان نہ جانتا ہو گا۔ لیکن اس کی بات نے ظاہر کر دیا تھا کہ وہ یہ زبان بخوبی جانتا ہے اور بول بھی سکتا ہے کیونکہ اس نے اسی زبان میں ان سے بات کی تھی۔

"تم کتنے کرنلوں کو جانتے ہو" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"یوں تو جی میں بے شمار کرنلوں کو جانتا ہوں۔ لیکن بڑے طویل عرصے کے بعد میں نے آج صبح ایک ایسے کرنل کو دیکھا ہے جسے دیکھ کر میں واقعی چونک پڑا تھا۔ اور جہاں تک مجھے یقین ہے آپ حضرات بھی اسی کرنل کی بات کر رہے ہیں۔ کیونکہ سردار روبا نے مجھے یہاں بھیجتے ہوئے بتایا تھا کہ جوہان صاحب پاکیشیا کی خفیہ میں کام کرتے ہیں۔" روماس خاصا باتونی لگ رہا تھا۔

"ہم کرنل فریدی کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ کیا تم اسے جانتے ہو" عمران نے کچھ سوچ کر بات کھول دی اور روماس عمران کی بات سن کر ہنس پڑا۔

"میں بھی کرنل فریدی کی ہی بات کر رہا تھا۔ میں کرنل فریدی کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ نیدرلینڈ ہمارا اکثر آنا جانا رہتا ہے۔ کرنل صاحب کے ایک ساتھی ہیں کیپٹن حمید۔ ان کے ساتھ کچھ عرصہ قبل میرا جھگڑا ہو گیا تھا۔ ان کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت عورت تھی۔ اور خوبصورت عورت میری کمزوری ہے۔ مجھ سے نہ رہا گیا تو میں نے اسے چھیڑ دیا۔ اس پر

وہ کیپٹن حمید صاحب مجھ پر گرم ہو گئے۔ میرا خون بھی کافی گرم ہے چنانچہ میں ان سے الجھ پڑا۔ مگر سچ بات یہ ہے کہ پہلی بار مجھے پتہ چلا کہ مجھ سے بھی گرم خون کے مالک لوگ اس دنیا میں موجود ہیں۔ کیپٹن حمید نے میرا حشر کر دیا۔ وہ بڑے خوفناک لڑاکے ہیں۔ بس ہڈیاں ٹوٹنے سے بچ گئیں۔ بعد میں میرے دوستوں نے مجھے بتایا کہ یہ کرنل فریدی کے ساتھی ہیں۔ نام تو میں نے کرنل فریدی کا سنا ہوا تھا لیکن ان سے ملاقات کبھی نہ ہوئی تھی۔

پھر ایک روز ایک بار میں کیپٹن حمید سے ملاقات دوبارہ ہو گئی اس وقت ایک انتہائی بارعب شخصیت ان کے ساتھ تھی۔ میں نے کھلے عام کیپٹن صاحب سے اپنے سابقہ رویے کی معافی مانگی۔ تب مجھے پتہ چلا کہ ان کے ساتھ کرنل فریدی ہیں۔ اور جناب کرنل فریدی کو آج میں نے جب فلاپیرس میں دیکھا تو میں چونک پڑا۔ لیکن چونکہ میرا ان کے ساتھ براہ راست تعلق تو نہ تھا۔ اس لئے میں خاموشی سے آگے نکل گیا۔ اب آپ کی باتوں میں کرنل صاحب کا نام سن کر مجھے خیال آیا کہ آپ ضرور کرنل فریدی کی ہی بات کر رہے ہوں گے۔"

روماس کی زبان چل پڑی تو اس میں فل سٹاپ ہی آنے کا نام نہ لیتا تھا۔ وہ ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا۔

"کہاں دیکھا تھا تم نے کرنل فریدی کو" عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ ایک کار میں بیٹھے کرشن نگر کی ایک کوٹھی سے نکل رہے تھے میں اپنی ایک پرانی دوست سے ملنے کرشن نگر گیا تھا۔ اور اتفاق سے

وہ جس کوٹھی سے نکل رہے تھے، میری دوست کی کوٹھی اس سے بالکل
ملحقہ ہے۔ میں کال بیل بجا کر پھاٹک کھلنے کے انتظار میں کھڑا تھا۔ کہ
ان کی کار باہر نکلی۔ چونکہ وہ مجھ سے قریب تھے اس لیے میں نے انہیں
اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔" روماس نے ایکبار پھر نان سٹاپ بولنا شروع کر دیا تھا۔
"کیا نمبر ہے اس کوٹھی کا؟" عمران نے پوچھا۔
"نمبر کا تو جناب میں نے خیال نہیں کیا۔ البتہ میری دوست ریما کی
کوٹھی کا نمبر تو اٹھارہ ہے۔ وہ اس سے دائیں طرف ملحقہ کوٹھی ہے۔
ریما کی کوٹھی کے بائیں طرف تو گلی ہے۔" روماس نے جواب دیا۔
"یہ تمہاری دوست ریما وہاں اکیلی رہتی ہے؟" عمران نے پوچھا۔
"ہاں۔ اکیلی ہی کہہ لیجئے۔ دو نوکر البتہ اس کے ساتھ رہتے ہیں۔
بڑی خوبصورت اور طرحدار عورت ہے لیکن جناب ریٹ اونچے ہیں
میں جب بھی کوئی لمبا مال ہاتھ لگے تب جاتا ہوں۔" روماس نے شیطانی
انداز میں ہنستے ہوئے جواب دیا۔
"اوکے۔ کل صبح چل کر تمہاری اس دوست سے ملاقات کریں
گے تاکہ ہمیں بھی تو معلوم ہو کہ روماس صاحب کا ذوق کیسا ہے۔" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ضرور جناب ——— آپ یقیناً اسے پسند کریں گے۔" روماس نے
ہنستے ہوئے کہا۔
کاریں اب شہر کی حدود میں داخل ہو چکی تھیں۔ اور پھر تھوڑی دیر
بعد وہ ایک وسیع عمارت کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئیں۔ روماس
نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو پھاٹک کھل گیا اور روماس

کار اندر لے گیا۔ دوسری کار بھی اس کے پیچھے اندر آگئی۔ اندر ایک
وسیع لان تھا۔ جس کے پیچھے ایک خاصی بڑی عمارت تھی جس کے برآمدے
کے قریب جا کر روماس نے کار روک دی۔
"آیئے جناب ——— سردار روپا آپ کے منتظر ہیں۔"
روماس نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔
اور عمران اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر آئے۔
پچھلی کار میں سے ان کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے تھے۔
رچرڈ تو وہیں رہ گیا تھا، البتہ روماس کی رہنمائی میں وہ ایک
راہداری سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔
کمرہ خاصا وسیع و عریض تھا اور اس میں تقریباً دس سیٹ قدیم انداز
کے صوفوں کے پڑے تھے۔ جن میں سے ایک پر انتہائی بھاری بھرکم اور
لحیم شحیم آدمی بیٹھا ہوا تھا۔
اس کی پشت پر مشین گنوں سے مسلح دو آدمی بڑے مودبانہ انداز میں
کھڑے ہوئے تھے۔
یہ سردار روپا تھا ——— فلایپرس کا مشہور ترین سمگلر اور چوہان
کا دوست۔ چوہان اسے دیکھتے ہی تیزی سے آگے بڑھا۔
"خوش آمدید چوہان۔ بڑے عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔"
سردار روپا نے چوہان کو دیکھ کر اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور
مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔
اس کے چہرے پر واقعی ایسی مسرت تھی جیسے طویل عرصے بعد کسی عزیز
دوست سے ملاقات کے وقت پیدا ہوتی ہے۔

"شکریہ سردار روپا - تمہاری دوستی پر مجھے فخر ہے" چوہان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بڑی گرمجوشی سے اس نے سردار روپا سے مصافحہ کیا - اس کے بعد چوہان نے عمران سمیت سب کا مختصر طور پر یہ کہہ کر تعارف کرایا۔ کہ یہ بھی محکمہ خفیہ میں اس کے ساتھی ہیں۔

سردار روپا نے سب سے چوہان کی طرح بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔

"جاؤ تم لوگ" سردار نے اپنے پیچھے اور ہال میں موجود اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

"چوہان —— ! تمہارا اور تمہارے دوستوں کا تعلق محکمہ خفیہ سے ہے اور تم یہاں یقیناً کسی مشن پر آئے ہو گے۔ اگر اس مشن کے سلسلے میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو کھل کر بتاؤ" سردار روپا نے بڑے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"سردار روپا —— ! تم نے کتنی شادیاں کی ہیں" اچانک عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"شادیاں —— میں نے —— کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" سردار روپا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے

"میں اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تمہاری رینج کتنی وسیع ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ فلاپیرس میں وہی بڑا آدمی ہوتا ہے جس کی جتنی زیادہ بیگمات ہوتی ہیں" عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور سردار روپا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اوہ - اگر تم اس لحاظ سے پہلے جانچنا چاہتے ہو تو پھر میں فلاپیرس کا غریب ترین آدمی ہوں" سردار روپا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب —— کیا تم نے شادی ہی نہیں کی" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ سردار روپا کی عمر خاصی تھی اور وہ خاصا صحت مند بھی تھا۔ اور پھر جس پیشے سے وہ متعلق تھا۔ اس لحاظ سے تو اسے اس معاملے میں خاصا آگے ہونا چاہیے تھا۔

"کی تھی شادی لیکن میری بیوی فوت ہو گئی۔ میری اکلوتی بچی نوشان کی پیدائش کے وقت اور مجھے اپنی بیوی سے اتنی محبت تھی کہ میں نے پھر شادی نہیں کی۔ اور اب نوشان اپنی بیوی کی واحد نشانی کو ماں اور باپ بن کر پال رہا ہوں۔ نوشان آکسفورڈ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ آجکل چھٹیوں میں یہاں آئی ہوئی ہے اور اس سے بھی دلچسپ بات بتاؤں کہ نوشان کو معلوم ہے کہ میں کیا کاروبار کرتا ہوں لیکن وہ مجھے منع کرنے کی بجائے میری حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ حالانکہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں وہ قانون کی طالبہ ہے۔ وہ شیر دل ہے۔ ایڈونچر پسند ہے۔ وہ میرے ساتھ بھی بڑے بڑے معرکوں میں حصہ لیتی ہے۔ وہ بیحد ذہین ہے اور مجھے اس پر فخر ہے"

سردار روپا نے جب اپنی بیٹی کا قصیدہ پڑھنا شروع کیا تو اس کے چہرے پر واقعی انتہائی فخر کے تاثرات تھے۔ اور آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

عمران سمیت باقی سارے ممبرز سردار روپا کے کردار کے اس رُخ سے بیحد متاثر نظر آ رہے تھے۔ عمران کی آنکھوں میں بھی سردار روپا کے

لئے تحسین کے جذبات اُبھر آئے تھے۔

" ویری گڈ سردار روپا۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تم بیحد مخلص اور مستقل مزاج آدمی ہو۔ تم نے اگر اپنی مرحوم بیوی سے اس قدر وفا کی ہے تو تم ہمیں بھی کسی طرح دھوکہ نہ دو گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اچھا۔ بہت خوب۔ تو تمہارا یہ سوال میرے کردار کو جانچنے کے لئے تھا۔ بہت خوب۔ چوہان میرا دوست ہے اور اسے معلوم ہے کہ روپا دوستوں کے لئے اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔" سردار روپا نے کہا۔

" تم کرنل فریدی کو جانتے ہو ——— نیدر لینڈ کے کرنل فریدی۔" عمران نے پوچھا۔

" کرنل فریدی ——— ہاں نام تو سنا ہے۔ نوشان یقیناً اسے جانتی ہو گی۔ اسے خبط ہے اس قسم کے لوگوں سے ملنے کا۔" سردار روپا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی جواب دیتا، ساتھ تپائی پر پڑا ہوا ٹیلیفون زور سے چیخ اٹھا۔ اور سردار روپا نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس ———" سردار روپا کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

" ڈیڈی ——— آپ ابھی تک گھر نہیں آئے۔ کیا مسئلہ ہے۔ میں انتظار کرتے کرتے تنگ آ گئی ہوں۔" دوسری طرف سے ایک شیریں سی نسوانی آواز سنائی دی۔

" اوہ ——— بیٹی نوشان تم ——— دراصل میرے ایک پرانے دوست ہیں چوہان۔ وہ پاکیشیا کے محکمہ خفیہ میں ہیں۔ اس نے کسی مشن کے سلسلہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آنا تھا۔ میں ان کے استقبال کے لئے یہاں ویئر ہاؤس میں موجود تھا۔ وہ ابھی یہاں پہنچے ہیں اور تمہارا ہی ذکر ہو رہا تھا۔ ارے ہاں بیٹی تم نیدر لینڈ کے کسی کرنل فریدی کو جانتی ہو۔" سردار روپا نے چونک کر پوچھا۔

" نیدر لینڈ کے کرنل فریدی کو ——— ہاں اچھی طرح جانتی ہوں۔ میں کئی بار ان سے نیدر لینڈ جا کر ملاقات کر چکی ہوں۔ بہت عظیم آدمی ہیں لیکن ڈیڈی آپ کے دوست چوہان کا نام تو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔" نوشان کی آواز سنائی دی۔

" اب تو سن لیا ہے۔ ابھی میں ان دوستوں سے بات چیت میں مصروف ہوں اس لئے تم سو جاؤ۔" سردار روپا نے کہا اور مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" ہاں تو عمران صاحب آپ فرمایئے میرے لائق کوئی خدمت کسی قسم کی بھی۔ کھل کر بات کیجئے۔ آپ مجھے پیچھے ہٹتا محسوس نہ کریں گے۔ آپ چوہان کے ساتھی ہیں اور چوہان میرا دوست ہے۔" سردار روپا نے کہا۔

" ہمیں شہر میں ایک ایسی رہائش گاہ چاہیئے جس سے نکلنے کے خفیہ راستے بھی ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دو گاڑیاں جن کی رجسٹریشن یا نمبرز سے کسی طرح بھی آپ کا کوئی لنک نہ ہو اور بس۔" عمران نے کہا۔

" مل جائیں گی۔ یہ تو بڑا معمولی مسئلہ ہے۔ اور کوئی خدمت۔"

سردار رڈبا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس ـــــ فی الحال اتنا ہی کافی ہے" عمران نے جواب دیا۔

"تو آیئے میں خود آپ کو وہاں چھوڑ آؤں۔ بنجارہ ٹاؤن میں میرا ایک اڈہ موجود ہے جہاں آپ کو ضرورت کی ہر چیز مل جائے گی۔ یہ بیحد خفیہ اڈہ ہے اور سوائے میرے چند خاص آدمیوں کے اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے" سردار رڈبا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ظاہر ہے اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی

جوزف، جوانا اور ٹائیگر تینوں نے میک اپ کیا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے بریف کیس تھے اور وہ تینوں خاصی تیز رفتاری سے چلتے ہوئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے جارہے تھے۔ وہ ابھی ایک گھنٹہ پہلے ایک بین الاقوامی پرواز سے سیاحوں کے روپ میں فلاپیرس کے ایئرپورٹ پر اترے تھے اور پھر وہاں سے انہوں نے سیدھا ایک ہوٹل کا رخ کیا تھا۔ کیونکہ عمران نے انہیں کرنل فریدی کی بلیک فورس کے متعلق تفصیل سے بتا دیا تھا۔

اور وہ ہوٹل اس لئے جارہے تھے تاکہ اگر بلیک فورس ان کی نگرانی کرے تو انہیں واقعی سیاح سمجھ کر ان کا پیچھا چھوڑ دے۔

ٹائیگر اس گروپ کا انچارج تھا۔ ہوٹل پہنچ کر انہوں نے کمرے ریزرو کرائے اور پھر ڈائننگ ہال میں کھانا کھا کر وہ آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں پہنچ گئے۔ کھانے کے دوران ٹائیگر نے انہیں

بتا دیا تھا کہ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ہوٹل کے فائر ڈور سے خاموشی سے اتر کر باہر جائیں گے اور قریب ہی ٹیکسی سٹینڈ سے ایک ٹیکسی لیکر سورتی کی طرف چل پڑیں گے جو فلاپیرس کا ایک سرحدی شہر تھا۔ وہاں سے انہوں نے جنگل کے کنارے واقع قصبے ٹابو جانا تھا اور ٹابو سے موقع محل دیکھتے ہی وہ جنگل میں داخل ہو کر کیمپ تک پہنچ جاتے۔ اور واقعی ایک گھنٹے بعد وہ ہوٹل کے کمرے چھوڑ کر عقبی فائر ڈور سے نیچے اترے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ٹیکسی سٹینڈ پر دس کے قریب گاڑیاں موجود تھیں۔ یہ گاڑیاں پرائیویٹ گاڑیاں تھیں۔ بڑی بڑی گاڑیاں۔ کیونکہ یہاں دور دراز علاقوں تک جانے کے لئے ایسی ہی گاڑیاں استعمال کی جاتی تھیں۔

" سورتی چلنا ہے"۔ ٹائیگر نے ایک بڑی اور مضبوط انجن والی گاڑی کے قریب جا کر اس میں بیٹھے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کتنی سواریاں ہیں"۔ ڈرائیور نے چونک کر ٹائیگر اور اس کے پیچھے کھڑے جوزف اور جوانا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" سالم گاڑی کی بات کرو لیکن دھیان سے بات کرنا ہم سیاح ہیں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" سیاح ——— اوہ۔ پھر تو میں رعایتی کرایہ لوں گا۔ صرف ایک ہزار نیشو دے دینا"۔ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ان تینوں کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے قیمتی اور بڑے بڑے بریف کیسوں پر جمی ہوئی تھیں۔

" صرف چھ سو نیشو ملیں گے۔ بولو منظور ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم کسی

اور سے بات کر لیں"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ نیشو فلاپیرس کے سکے کا نام تھا اور یہ سکہ تقریباً پاکیشیا کے ایک روپے کے برابر مالیت کا تھا۔

" چلو ٹھیک ہے آؤ بیٹھو۔ لیکن میں کرایہ پیشگی لیتا ہوں"۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے جوزف اور جوانا کو پچھلی نشستوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود وہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک بھاری بٹوہ نکالا اور اس میں سے سو سو نیشو کے چھ نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیئے۔

" سنو ——— تم سیاح ہو۔ اس لئے میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ یہاں شہر سے باہر نکلتے ہی ایک چوکی پر کاغذات کی انتہائی سختی سے جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ اس لئے اپنے کاغذات نکال کر ہاتھ میں لے لو"۔ ڈرائیور نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

" تم فکر نہ کرو ہمارے کاغذات درست ہیں"۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ڈرائیور کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کا رنگ دوڑ گیا جیسے اسے ٹائیگر کے اس جواب سے خاصی مایوسی ہوئی ہو۔

" یہاں کی پولیس والے بے حد سخت ہیں۔ اس لئے اگر کاغذات میں کوئی کمی ہو تو مجھے بتا دو۔ چوکی پر میرے دوست ہیں۔ میں ان سے سودے بازی کر لوں گا"۔ ڈرائیور نے کہا۔

" تم چلو تو سہی اور سنو ——— تمہارا نام کیا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" میرا نام باقی ہے"۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔ اور پھر واقعی تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک چوک

پر پہنچے تو وہاں باقاعدہ چیکنگ جاری تھی۔ باٹی نے گاڑی روک دی۔ اسی لمحے ایک پولیس آفیسر تیزی سے ان کی گاڑی کی طرف بڑھا۔

"ارے باٹی تم کہاں جارہے ہو"۔ پولیس آفیسر نے باٹی کو دیکھتے ہی چونک کر پوچھا۔

"سورتی جارہا ہوں سیاحوں کو لے کر۔ ویسے خیال رکھنا یہ اچھے سیاح ہیں۔ ناجائز تنگ نہ کرنا انہیں۔" باٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب کیا کریں باٹی۔ سرکاری ڈیوٹی تو بہرحال دینی ہی پڑتی ہے۔ آپ حضرات اپنے کاغذات دکھائیے"۔ پولیس آفیسر نے جھک کر کھڑکی کے اندر منہ ڈالتے ہوئے غور سے ٹائیگر اور پیچھے بیٹھے ہوئے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹا سا بیگ نکال کر پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ پولیس آفیسر نے بیگ لے کر اس میں سے کاغذات نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

"ٹھیک ہے —— آپ جا سکتے ہیں"۔ پولیس آفیسر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور [illegible]ات دوبارہ بیگ میں بند کر کے بیگ ٹائیگر کے حوالے کیا۔ اور تیزی سے ان کے پیچھے آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا

باٹی نے کار آگے بڑھا دی۔ اور اب کار فراٹے بھرتی ہوئی ایک سنسان سی سڑک پر دوڑے چلی جارہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد باٹی نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔

"کیا ہوا؟" ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ یہاں قریب ہی میرے ایک دوست کا

ڈیرہ ہے۔ میں نے اسے ایک ضروری پیغام دینا ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو منٹ لگیں گے"۔ باٹی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

باٹی نے کار کو ایک کچی سڑک پر موڑ دیا اور کار کچے راستے پر ہچکولے کھاتی اور مٹی اڑاتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ تھوڑی دیر بعد یہ سڑک درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس بنے ہوئے ایک پرانے سے دیہاتی انداز کے مکان کے کھلے پھاٹک میں سے مڑ کر داخل ہو گئی۔ یہ پرانا سا گھر تھا۔ جس کا صحن خالصتاً دیہاتی انداز میں تھا۔ اور خاصا وسیع تھا۔

"میں صرف ایک منٹ لوں گا"۔ باٹی نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے میں غائب ہو گیا۔

"ٹائیگر ——! یہ آدمی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہوشیار نظر آ رہا ہے"۔ پیچھے بیٹھے ہوئے جوانا نے باٹی کے جاتے ہی ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بننے دو۔ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔" ٹائیگر نے جواب دیا اور جوانا ہنس پڑا۔ جوزف اپنی شراب نوشی میں مصروف تھا۔ اس نے ان کی باتوں کا کوئی جواب ہی نہ دیا۔

تھوڑی دیر بعد باٹی عمارت سے باہر آیا تو اس کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا اور تقریباً اس جیسی مونچھوں والا آدمی تھا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے آرہے تھے۔

"کوئی غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا"۔ کار کے قریب آتے ہی باٹی کے ساتھ والے آدمی نے یکلخت چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے کار

کا عقبی اور ٹائیگر والا دروازہ کھل گیا۔ اور مشین گنوں کی نالیں ان کی طرف اٹھی ہوئی صاف نظر آرہی تھیں۔ یہ لوگ تعداد میں چھ تھے۔ یہ شاید ان کے عقب میں موجود صحن کے کھلے پھاٹک سے اندر آئے تھے۔

"باہر آجاؤ"۔ ان میں سے ایک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"چلو جوانا اور جوزف"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر کار سے باہر آگیا۔ جوزف اور جوانا بھی ہونٹ بھینچے باہر آگئے۔

"بڑے لمبے تڑنگے بباح ہیں یہ دونوں"۔ باٹی کے ساتھ والے آدمی نے جوزف اور جوانا کے لحیم شحیم جسموں کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ کار میں بیٹھے ہونے کی وجہ سے ان کی جسامت کا صحیح اندازہ نہ ہو سکتا تھا۔

"ان کے بریف کیس بھی انہی جیسے لمبے چوڑے ہیں راکم۔ اس لئے ان میں مال بھی زیادہ ہوگا۔" باٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ سب کچھ مال حاصل کرنے کے لئے کیا ہے"۔ ٹائیگر نے پہلی بار زبان کھولی۔

"ظاہر ہے۔ ہمارا دھندہ ہی یہی ہے"۔ باٹی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لیکن چوکی پر پولیس والے ہمارے کاغذات دیکھ چکے ہیں۔ اور انہیں معلوم ہے کہ تم ہمیں لے کر جارہے ہو"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اس پولیس آفیسر کی فکر نہ کرو۔ وہ ہمارا ہی ساتھی ہے۔ میں نے اسے مخصوص الفاظ میں سمجھا دیا تھا۔ اس لئے تو اس نے تمہارے کاغذات لے جا کر رجسٹر میں ان کا اندراج نہ کیا تھا۔ اب پولیس چوکی

پر تمہارا کوئی وجود نہیں ہے"۔ باٹی نے جواب دیا۔

"وجود کیا ——— ابھی ٹریگر دبیں گے۔ اور تم مشین گنوں کی گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے اور پھر تمہاری لاشیں گڑھوں میں ڈال کر ان پر مٹی ڈال دی جائے گی۔ اور معاملہ ختم"۔ باٹی کے ساتھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور ہماری تم سے کوئی دشمنی بھی نہیں ہے۔ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔" اچانک ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"واہ ——— دلیر بھی ہو ——— چھ مشین گنوں کے سامنے ایسی باتیں کر لیتے ہو"۔ راکم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی"۔ ٹائیگر نے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ابھی ٹائیگر کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ یکلخت جیسے چیخوں کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف اور جوانا بیک وقت حرکت میں آئے اور ان دونوں کے پیچھے کھڑے ہوئے تین تین مشین گن بردار بُری طرح چیختے ہوئے نیچے جا گرے۔ جوزف اور جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر ان پر بیک وقت چھلانگیں لگا دی تھیں۔

"خبردار ——— حرکت نہ کرنا"۔ ٹائیگر نے چیخ کر سامنے کھڑے باٹی اور راکم سے کہا۔ اس کے ہاتھ میں اب مشین پسٹل چمک رہا تھا۔

ادھر جوزف اور جوانا نے ایک ایک مشین گن اٹھائی ——— اور وہ اس طرح ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے کہ فرش پر پڑے ہوئے افراد

ان کی رینج میں رہیں۔

"اُن کو تو ختم کر دو —— اِن سے بات کر لیں گے۔" ٹائیگر نے بغیر سر موڑے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی ریٹ ریٹ اور چھ انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ باٹی اور راکم دونوں کے چہرے زرد پڑ گئے تھے۔ ان کی آنکھوں سے اب شدید خوف و ہراس جھلکنے لگا تھا۔

"بس —— ان چوہوں کے بل پر اترا رہے تھے تم۔ اب بولو۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر فضول وقت مت ضائع کرو۔ پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔" جوانا کی کرخت آواز گونجی۔

"میں ان کے مزید آدمیوں کا انتظار کر رہا ہوں جوانا۔ ہو سکتا ہے عمارت میں ان کے اور آدمی موجود ہوں۔" ٹائیگر نے مڑے بغیر کہا۔

"اندر —— اندر صرف قیدی ہیں۔ ہمیں مت مارو۔ پلیز ہمیں مت مارو۔" راکم نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"قیدی —— کون قیدی۔" ٹائیگر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ایک عورت اور مرد ہیں۔ ان کے پاس لمبا مال تھا جو انہوں نے کہیں چھپا دیا ہے۔" راکم نے کہا۔

"اوہ —— تو تم اس علاقے سے گزرنے والے ہر شخص کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہو۔ پھر تو تم ناقابل معافی ہو۔" ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا بٹن دبا دیا اور باٹی اور راکم دونوں بُری طرح

چیختے ہوئے نیچے گرے۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

"جوزف —— تم یہیں ٹھہرو۔ میں اور جوانا ان قیدیوں کو آزاد کرا دیں۔ نہ جانے بیچارے کون ہوں گے۔" ٹائیگر نے کہا اور پھر جوانا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا مشین گن سنبھالے اس کے پیچھے تھا۔ عمارت خاصی بڑی تھی اور اس میں کئی کمرے تھے۔ ایک کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا

"اس میں ہوں گے وہ بیچارے قیدی۔" ٹائیگر نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اور پھر جب وہ اندر داخل ہوئے تو واقعی فرش پر ایک عورت اور ایک مرد اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے۔ اور ان کی پشت سے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ اور وہاں زخم ہی زخم تھے۔ ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا تھا۔

ٹائیگر نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ایک طرف پڑا ہوا کمبل اٹھا کر اس نے عورت پر ڈال دیا۔

"ان کے ہاتھ پیر کھول دو جوانا۔ یہ بیچارے تو شدید زخمی ہیں۔ یہ لوگ تو واقعی درندے تھے۔" ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر جوانا سر ہلاتا ہوا ان دونوں کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ دونوں بے ہوش ہیں ٹائیگر۔" جوانا نے مرد کے پیروں کی رسیاں کھولتے ہوئے کہا۔

"اس قدر خوفناک تشدد کے بعد بہ ہوش میں کیسے رہ سکتے تھے۔ میں دیکھتا ہوں کہیں پانی مل جائے۔" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے باہر چلا گیا۔ ایک کمرے میں اسے پانی کا جگ نظر آ

گیا۔ اس نے جگ میں پانی بھرا اور جب واپس اس کمرے میں آیا تو وہ دونوں اب پشت کے بل فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ کمبل عورت کے جسم کے گرد پوری طرح لپٹا ہوا تھا۔

"اوہ ——— یہ تو نیدرلینڈ کے لگتے ہیں" ٹائیگر نے ان دونوں کے چہرے دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

"نیدرلینڈ کے" جوانا بھی ٹائیگر کی بات سن کر چونک پڑا۔

"ہاں ——— ان کے چہرے کے مخصوص خدوخال بتا رہے ہیں یہ بھی ہماری طرح سیاح ہی ہوں گے شاید" ٹائیگر نے جگ سے ان کے چہروں پر پانی ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہماری طرح ——— کیا مطلب کیا یہ بھی اس مشن کے چکر میں ہیں" جوانا نے چونک کر کہا اور ٹائیگر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ارے۔ یہ بات نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ میں تو محاورتاً کہہ رہا تھا۔" ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بھی ماسٹر کے شاگرد ہو۔ اسی طرح ہر چیز کو چھپاتے ہو۔ یہ بقول تمہارے نیدرلینڈ کے آدمی ہیں۔ اور ظاہر ہے یہ اس علاقے سے گزر رہے ہوں گے اور ان کے پاس کچھ ایسا سامان تھا جو انہوں نے چھپا دیا۔ اور باوجود اس قدر خوفناک تشدد کے انہوں نے کچھ نہیں بتایا تو مسٹر ٹائیگر معاملات اس قدر سادہ نہیں ہو سکتے جتنے تم کہہ رہے ہو" جوانا نے کہا اور ٹائیگر حیرت سے جوانا کو دیکھنے لگا۔

"کمال ہے ——— یہ عمران صاحب واقعی پارس پتھر ہیں جو ان کے ساتھ لگتا ہے سونا بن جاتا ہے۔ میں نے واقعی محاورتاً کہا تھا،

لیکن اب تمہاری باتیں سن کر مجھے بھی شک پڑ رہا ہے کہ واقعی کوئی چکر ہے" ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوانا ہنس پڑا۔

اسی لمحے عورت کی کراہ سنائی دی اور وہ دونوں چونک کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان دونوں کو ہوش آ رہا تھا۔

ٹائیگر نے دوبارہ پانی ان کے منہ پر ڈالا تاکہ کچھ پانی ان کے حلق میں پہنچ جائے۔ اور وہ جلدی ہوش میں آ جائیں۔

"مم ——— مم ——— مت مارو ہمیں۔ اچانک عورت نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر دونوں ہاتھوں سے کمبل کو اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا تھا۔ مرد بھی کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید کرب کے آثار تھے۔

"گھبراؤ نہیں ——— ہم دوست ہیں" ٹائیگر نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— مگر وہ درندے۔ وہ ظالم" عورت نے خوف سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مر چکے ہیں ——— وہ کیسے۔ اوہ کون ہیں آپ لوگ۔ اوہ تو اب یہ نیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں تمہیں کہ ہمارے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ ہم تو میاں بیوی سیاح ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں چھوڑ دو۔ مرد نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ خوف زدہ ہو رہے ہو۔ میں درست کہہ رہا ہوں وہ مر چکے ہیں۔ ہم بھی تمہاری طرح سیاح ہیں اور سورتی جا رہے تھے کہ انہوں نے راستے میں ہمیں بھی پکڑ لیا۔ بہرحال تم اگر چل سکتے ہو تو ہمارے

ساتھ باہر آؤ اور پھر اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھ لو۔"
ٹائیگر نے کہا اور وہ دونوں اُٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔ لیکن ان کے قدم لڑکھڑانے لگے۔

"آجاؤ باہر ——— ہم جا رہے ہیں۔" ٹائیگر نے جوانا کو اشارہ کیا اور پھر تیزی سے باہر کو چل پڑا۔ جوانا بھی اس کے پیچھے تھا۔

"تم کوئی بات نہ کرنا۔ میں طریقے سے ان سے اصل بات اُگلواؤں گا۔ ہو سکتا ہے یہ کرنل فریدی کی بلیک فورس کے آدمی ہوں۔ تم نے اچھی ٹپ دی ہے۔ مجھے شاید اس کا خیال تک نہ آتا۔" ٹائیگر نے باہر نکلتے ہی جوانا سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور جوانا نے سر ہلا دیا۔

"تم باہر چلو۔ میں اس عورت کے لئے کوئی لباس ڈھونڈتا ہوں۔" ٹائیگر نے کہا اور ایک اور کمرے میں گھس گیا۔ اور پھر وہاں اسے ایک الماری نظر آ گئی۔ جس میں زنانہ تو نہیں البتہ مردانہ لباس کئی موجود تھے۔ یہ لباس شاید مختلف لوگوں کے تھے کیونکہ ان کے سائز الگ الگ تھے۔ ٹائیگر نے اس عورت کی جسامت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک شرٹ اور جینز کی ایک پتلون الماری سے نکالی اور پھر باہر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ذرا خیال رکھنا کوئی غلط بات منہ سے نہ نکال دینا۔ مجھے تو یہ معاملہ خاصا مشکوک لگ رہا ہے۔" ٹائیگر کو دروازے کے باہر راہداری سے سرگوشی سنائی دی اور ٹائیگر جلدی سے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

"تم فکر نہ کرو مائیکل۔ مجھے بھی تم دیکھ ہی چکے ہو۔ نسوانی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ البتہ راہداری میں قدموں کی آوازیں

آہستہ آہستہ آگے بڑھتی سنائی دے رہی تھیں۔ ٹائیگر کی آنکھوں میں شک کی پرچھائیاں اُبھر آئیں۔ جب قدموں کی آوازیں کافی دور چلی گئیں تو ٹائیگر لباس اٹھائے باہر راہداری میں آ گیا۔

وہ عورت اور مرد ایک دوسرے کو تھامے ہوئے اب راہداری کے آخری سرے پر پہنچ گئے تھے۔ جب وہ باہر صحن میں چلے گئے تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔

وہ دونوں کار کے قریب موجود تھے۔ جوزف اور جوانا بھی وہاں کھڑے تھے۔ لاشیں ابھی تک کار کے ارد گرد بکھری ہوئی تھیں۔

"یہ لیجئے لباس۔ یہ ان محترمہ کے لئے لایا ہوں۔ ان کے کپڑے پھٹ گئے ہیں لیکن یہاں کوئی زنانہ لباس نہیں ملا۔"
ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں چونک کر مڑے۔

"اوہ ——— اوہ ——— بہت بہت شکریہ۔ آپ واقعی شریف آدمی ہیں۔" عورت کے چہرے پر انتہائی ممنونانہ آثار اُبھر آئے۔

"کوئی بات نہیں ——— آپ کی عزت ہماری عزت ہے۔ یہ لیجئے اور اندر جا کر لباس بدل لیجئے۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے لباس اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ تو واقعی مر چکے ہیں۔ لیکن یہ ہوا کیا ہے۔" مرد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مائیکل ——— میں لباس بدل لوں۔ اس عورت نے مرد سے کہا۔
اور مرد کے سر ہلانے پر وہ لباس اٹھا کر مڑی اور دوبارہ راہداری کی طرف بڑھ گئی۔

"ہم سیاح ہیں مائیکل صاحب ۔ ہم سورتی جا رہے تھے کہ یہ ٹیکسی
ڈرائیور ہمیں یہاں لے آیا۔ ہمارے پاس فارن کرنسی کافی تھی اس لئے
ان کی نیت خراب ہو گئی ۔ اور پھر ہماری ان سے لڑائی ہو گئی۔ نتیجہ آپ
کے سامنے ہے ۔ ہم عمارت میں اس لئے گئے تھے کہ شاید ان کا کوئی
ساتھی وہاں موجود ہو۔ لیکن وہاں آپ لوگ بے ہوش پڑے نظر آئے
آپ پر شاید تشدد کیا گیا ہے لیکن کیوں ۔ یہ تو لٹیرے ہیں۔ یہ تو مال لوٹ
کر مسافروں کو مار ڈالتے ہیں۔ پھر انہوں نے آپ پر تشدد کیوں کیا"
ٹائیگر نے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اور ڈورا سیاح ہیں۔ ہمارا تعلق نیدرلینڈ سے ہے ۔ ہم بھی
ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر سورتی جا رہے تھے کہ یہاں قریب ہی ٹیکسی
خراب ہو گئی یا کر دی گئی۔ اور پھر ٹیکسی ڈرائیور نے کہا کہ یہاں قریب
ایک مکان ہے وہاں سے وہ آدمی لے آئے گا جو ٹیکسی کو دھکیلیں
گے تو ٹیکسی چل پڑے گی۔ چنانچہ ٹیکسی ڈرائیور ہمیں ٹیکسی میں چھوڑ کر
آیا۔ ہم ٹیکسی میں بیٹھے تھے کہ یہ چھ سات مسلح آدمی آ گئے۔ ہمارے پاس
بھی ایک بیگ تھا۔ وہ میں نے احتیاطاً ایک جھاڑی میں چھپا دیا تھا
کیونکہ مجھے اس ٹیکسی ڈرائیور کی نیت خراب لگ رہی تھی۔ وہ شکل
صورت سے ہی کوئی غنڈہ لگ رہا تھا۔

پھر ان مسلح آدمیوں نے ہم سے مال طلب کیا۔ ہم مکر گئے کہ ہمارے
پاس کوئی مال نہیں ہے چنانچہ انہوں نے ہمیں عمارت میں لے جا کر ہم پر تشدد
شروع کر دیا۔ لیکن ہم وہ بیگ کیسے دے سکتے تھے۔ اس میں تو ہماری
ساری پونجی تھی۔ اور پھر مجھے خیال تھا کہ جب تک انہیں بیگ نہیں ملے

گا یہ کم از کم ہمیں زندہ رکھیں گے ورنہ تو یہ ہمیں مار ڈالیں گے۔ اس
لئے ہم تشدد برداشت کرتے رہے لیکن ہم نے بیگ کا پتہ نہیں بتایا
ہمارا خیال تھا کہ شاید یہ تنگ آ کر ہمیں چھوڑ دیں گے یا شاید کوئی مدد آ پہنچے
اور وہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری سن لی۔ اور تم لوگ آ گئے"
مائیکل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ گو اس کی بتائی ہوئی
کہانی میں بے شمار جھول تھے لیکن ٹائیگر نے اس طرح سر ہلایا جیسے اسے مائیکل
کی کہانی کے ایک ایک لفظ پر یقین آ گیا ہو۔

"چلو شکر ہے آپ کی جان بچ گئی۔ آیئے پھر ہم آپ کو سورتی میں
چھوڑ دیں گے۔ ہم بھی وہیں جا رہے ہیں" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ لو مائیکل میں تمہارے لئے بوشرٹ لے آئی ہوں، تمہاری
بوشرٹ بھی تو پھٹ گئی ہے" اسی لمحے راہداری سے نکل کر ڈورا نے قریب
آتے ہوئے کہا۔ وہ اب بوشرٹ اور پینٹ پہنے ہوئے تھی۔ اور ٹائیگر
نے دیکھا کہ وہ خاصی صحت مند عورت تھی۔ اس کے چہرے پر تھپڑوں
کے بے شمار نشانات نظر آ رہے تھے۔ ایک آنکھ بھی سوجی ہوئی تھی۔

"اوہ شکریہ ڈورا" مائیکل نے اس کے ہاتھ سے بوشرٹ لیتے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہیں کھڑے کھڑے اس نے اپنی پھٹی ہوئی بوشرٹ اتار کر ایک
طرف پھینک دی۔ اور ڈورا کی دی ہوئی بوشرٹ پہن لی۔ مائیکل کی پشت
کی طرح اس کے سینے پر بھی زخموں کے نشان تھے۔

"آپ کار چلا لیتے ہیں مائیکل صاحب" ٹائیگر نے مائیکل سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"جی ہاں ۔ کیوں" مائیکل نے بوشرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے پوچھا۔

" اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر آپ کار چلا سکتے ہوں تو آپ سٹی
پر بیٹھ جائیں۔ آپ کی بیگم ڈورا آپ کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ جائیں
اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پچھلی سیٹ پر چلا جاؤں گا "۔
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ شکریہ! ہم آپ کے بیحد مشکور ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو
یقیناً ہمارا عبرت ناک حشر کر دیتے "۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا
اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھ چکے تھے۔ مائیکل نے سٹیرنگ
سنبھال لیا تھا۔ ڈورا اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔ جبکہ ٹائیگر جوزف اور جو
کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ گو کار خاصی بڑی تھی لیکن پھر بھی اسے پھنس
بیٹھنا پڑا تھا۔

مائیکل نے کار سٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر کھلے دروازے سے
باہر سڑک پر لے آیا۔

" آپ حضرات کا تعلق کون سے ملک سے ہے "۔ مائیکل نے بیک
میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہمارا تعلق شابورا سے ہے۔ ہم تینوں دوست ہیں اور اکٹھے فلا
کی سیر کو آئے تھے۔ ویسے ہم تینوں بزنس پارٹنرز بھی ہیں۔ شابورا کے
دارالحکومت میں ہمارا بار ہے "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ۔ اب میں سمجھا کہ آپ نے تین ہونے کے باوجود ان آٹھ
افراد پر کیسے قابو پا لیا۔ آپ یقیناً لڑائی بھڑائی کے ماہر ہیں "۔ مائیکل
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بار کے بزنس میں تو ایسے جھگڑے چلتے ہی رہتے ہیں۔ ویسے

غفلت میں مار کھا گئے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہم بے ضرر سے آدمی ہیں "۔
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مائیکل قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
ڈورا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔ تو مائیکل نے کار
ایک طرف کر کے روک دی۔

" ڈورا جا کر بیگ لے آؤ "۔ مائیکل نے کہا اور ڈورا سر ہلاتی ہوئی
کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتری اور تیزی سے بھاگتی ہوئی ایک طرف
موجود درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھ گئی۔ وہ درختوں کے جھنڈ میں جا کر
غائب ہو گئی۔ اور پھر چند لمحوں بعد دوبارہ نمودار ہوئی تو اس کے ہاتھ میں
ایک کافی بڑا بیگ تھا۔ یہ بیگ اتنا بڑا تھا کہ باوجود خاصی صحت مند ہونے
کے ڈورا کی کمر اس کے بوجھ کی وجہ سے آدھی سے زیادہ جھک گئی تھی۔

" ان لوگوں نے اردگرد کے علاقے کی اپنے طور پر تلاشی تو لی ہو گی "
" ظاہر ہے۔ لیکن میں نے اسے ایسی جگہ چھپایا تھا۔ جہاں سے یہ
زندگی بھر تلاش نہیں کر سکتے تھے "۔ مائیکل نے جواب دیا۔

اور ٹائیگر ہونٹ بھینچ کر رہ گیا کیونکہ مائیکل کہہ رہا تھا کہ بیگ
اس نے چھپایا ہے جبکہ اسے لے ڈورا آئی تھی۔ ڈورا نے قریب آ کر
کار کا دروازہ کھولا۔ اور بیگ کو اپنے قدموں میں ایڈجسٹ کر کے وہ
سیٹ پر بیٹھ گئی۔ وہ بُری طرح ہانپ رہی تھی۔ اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح
سُرخ ہو رہا تھا۔ اور مائیکل نے بغیر کوئی بات کئے کار آگے بڑھا دی۔
ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ٹائیگر بول پڑا۔

" مسٹر مائیکل! ذرا کار روکئے مجھے شدید حاجت سی محسوس ہو رہی

ہے۔" ٹائیگر کے لہجے میں ہلکی سی شرمندگی کا تاثر نمایاں تھا۔

"اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔" مائیکل نے چونک کر کہا اور پھر اس نے کار آہستہ کرتے ہوئے اسے سائیڈ میں روک دیا۔

"شکریہ" ٹائیگر نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ پھر وہ آگے کی طرف بڑھا۔ مائیکل کے قریب پہنچ کر وہ اس طرح ٹھٹھک کر رکا جیسے اسے اچانک کوئی بات یاد آگئی ہو۔

"اوہ مسٹر مائیکل" ٹائیگر نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے نہ صرف کار کا دروازہ کھول دیا بلکہ بجلی کی سی تیزی سے مائیکل کا گریبان پکڑ کر اسے باہر کی طرف اچھال دیا۔

"خاموش بیٹھی رہو لڑکی ورنہ بھون دوں گا" اسی لمحے جوانا کی تیز آواز کار میں گونجی۔

مائیکل جیسے ہی نیچے گرا۔ ٹائیگر نے اچھل کر اس کی کنپٹی پر ایک زوردار لات ماری اور مائیکل دوبارہ چیخ کر نیچے گرا اور بری طرح پھڑکنے لگا۔ اسی لمحے ٹائیگر کو کار کے اندر سے ڈورا کی چیخ سنائی دی۔ ٹائیگر نے ایک اور ضرب لگائی اور مائیکل کا پھڑکتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے جلدی سے آگے بڑھ کر مائیکل کا ساکت جسم زمین سے اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور تیزی سے واپس کار کی طرف پلٹ پڑا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور بے ہوش مائیکل کو جوزف اور جوانا کے قدموں میں اچھال دیا۔

ڈورا بھی سیٹ پر اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔ جیسے اس کے سر

پر چوٹ لگائی گئی ہو۔

ٹائیگر یہ سارے کام اس لئے جلدی کر رہا تھا کہ کار سڑک پر موجود تھی اور کسی بھی لمحے کسی طرف سے کسی کار کی آمد متوقع تھی۔

"یہ باہر نکل رہی تھی۔ میں نے صرف اس کے سر پر انگلی کا ٹہک لگایا ہے" جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ جواب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جوانا کا صرف انگلی کا ہک بھی اچھے سے اچھے طاقت ور آدمی کی کھوپڑی توڑ سکتا ہے۔ ڈورا تو پھر بھی عورت تھی۔

ٹائیگر نے پھرتی سے کار کو سٹارٹ کیا اور پھر اسے تیزی سے ایک سائیڈ پر لے جاتا گیا وہ سڑک سے کافی دور ہٹ جانا چاہتا تھا تاکہ کسی کی مداخلت کے بغیر اس بیگ کی تلاشی لی جا سکے۔ کچھ دور آنے کے بعد اونچی جھاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور پھر ٹائیگر ان جھاڑیوں کی اوٹ میں موجود ایک بڑے سے گڑھے کے اندر کار اتار کر لے گیا اب کار سڑک سے نظر نہ آ سکتی تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے کار روکی اور نیچے اتر آیا۔ جوانا اور جوزف بھی نیچے اتر آئے۔ جوانا نے بے ہوش ڈورا کو بھی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتار لیا اور پھر اس نے وہ بیگ کھینچ کر باہر نکالا۔ اور ٹائیگر نے اس کی زپ کھول دی۔

"دوسرے لمحے وہ چونک پڑے۔ کیونکہ بیگ میں ایک عجیب ساخت کی مشین گن موجود تھی۔ ٹائیگر نے وہ مشین بیگ سے نکال کر زمین پر رکھی اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ مشین انتہائی جدید ساخت کی تھی اور ٹائیگر نے شاید زندگی میں پہلی بار ایسی مشین دیکھی تھی۔ اس

لیئے وہ باوجود غور کرنے کے اس کی ماہیت کو نہ سمجھ سکا تھا۔

"اب اس مائیکل سے اگلوانا پڑے گا۔" ٹائیگر نے ایک طویل سانس لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——"

جوانا نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا اور بے ہوش پڑے ہوئے مائیکل کو ٹانگ سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔

"جوزف —— تم ذرا اوپر جا کر خیال رکھو —— کہیں اس کی چیخیں سن کر کوئی ادھر نہ آجائے۔"

جوانا نے جوزف سے کہا۔

اور جوزف مشین گن سنبھالے تیزی سے گڑھے کے کنارے سے ہوتا ہوا اوپر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔

مائیکل اب زمین پر پڑا تھا۔ جوانا نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور اس طرح اسی ہاتھ سے اوپر اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔ اور پھر اس نے دوسرے دوسرے ہاتھ سے اس نے بے ہوش مائیکل کے چہرے پر ہلکا سا تھپڑ جڑ دیا۔

گو اس نے اپنی طرف سے ضرب انتہائی ہلکی لگائی تھی لیکن اس کے باوجود مائیکل کا گال پھٹ گیا تھا۔ اور اس کے حلق سے دو تین دانت پھلجھڑیوں کی طرح باہر آگرے۔

اور مائیکل چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور جسم بری طرح پھڑک رہا تھا۔

"کک —— کیا کر رہے ہو تم" —— مائیکل نے بھنچے بھنچے لہجے میں

کہا۔ اس کے منہ کے کونوں سے خون رسنے لگا تھا۔

"بتاؤ۔ تمہارا تعلق کس سے ہے اور یہ مشین تم کہاں لے کر جا رہے ہو۔" جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔

مائیکل کے حلق سے چیخ نکلتی لیکن دوسرے لمحے اس نے انتہائی تیزی سے جوانا کے سینے پر اپنی دونوں ٹانگیں مارنی چاہیں لیکن جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ کو زوردار جھٹکا دیا تو مائیکل کا چہرہ یکلخت ساکت ہو گیا۔ وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

"یہ اگر کرنل فریدی کا آدمی ہے تو اتنی آسانی سے نہ مانے گا۔" ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— یہ بات ہے تو دیکھو۔" جوانا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مائیکل کو پشت کے بل نیچے پھینک کر اس نے اس کے سینے پر اپنا بھاری پیر رکھ کر اسے ذرا سا دبایا تو مائیکل کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"مم۔ مم۔ مجھے کچھ نہ کہو۔" مائیکل نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ایک لمحے میں سینہ پچک جائے گا تمہارا۔ بولو اپنے متعلق تفصیل بتاؤ۔" جوزف نے پیر کا دباؤ ذرا سا بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل کا اس کے پیر کے نیچے دبا ہوا جسم اس بری طرح پھڑکنے لگا جیسے اس کی روح جسم سے نکل رہی ہو۔ اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا اور لمحہ بہ لمحہ مزید مسخ ہوتا جا رہا تھا۔

"سنو مائیکل! اگر تمہارا تعلق بلیک فورس سے ہے تو بتا دو۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔" ٹائیگر نے ذرا سا آگے بڑھ کر مائیکل کے چہرے پر جھکتے ہوئے کہا۔

"تت ـــ تت۔ تم کون ہو۔" مائیکل نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"ہم کرنل فریدی کے دوست ہیں۔ اس نے ہمیں شابورا سے طلب کیا ہے اور ہمیں سورتی پہنچنے کا حکم دیا ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ اوہ۔ کرنل فریدی کے دوست۔ لیکن ـــ اوہ میں کچھ نہیں جانتا۔" مائیکل بات کرتے کرتے پھر رخ بدل گیا۔

"اوکے ـــ اگر تم کرنل فریدی کے آدمی نہیں ہو تو پھر چھٹی کرو۔ مار ڈالو اسے مسٹر جم۔ خواہ مخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔" ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا اور جوانا نے پیر کا دباؤ اور بڑھا دیا۔

"ب ـــ ب۔ بتاتا ہوں۔ اگر تم کرنل فریدی کے دوست ہو تو بتاتا ہوں لیکن پہلے کوئی نشانی دو تاکہ مجھے یقین آ جائے کہ تم کرنل فریدی کے آدمی ہو۔" مائیکل واقعی نہ صرف انتہائی سخت جان آدمی تھا بلکہ وفادار بھی تھا کہ اس قدر خوفناک دباؤ اور جان کے خطرے کے باوجود اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔

"کرنل فریدی کا کوڈ نام ہارڈ سٹون ہے۔ اس کا ساتھی کیپٹن حمید ہے" ٹائیگر نے جلدی سے کہا۔

"اوہ ـــ ہارڈ سٹون کا کوڈ درست ہے۔ ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں۔" مائیکل نے سر پٹختے ہوئے کہا۔ کیونکہ جوانا نے پیر نہ ہٹایا تھا۔

"پیر ہٹا لو جم ـــ یہ اپنا ہی آدمی ہے۔ خواہ مخواہ غلط فہمی میں

مارا جا رہا تھا۔" ٹائیگر نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا نے پیر ہٹا لیا۔ مائیکل چند لمحے وہیں فرش پر پڑا لمبے لمبے سانس لیتا رہا ـــ اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اوہ ـــ تم نے ڈورا کو مار دیا۔ اسی لمحے اس نے چیخ کر کہا۔ کیونکہ ڈورا کا ٹیڑھا میڑھا جسم سامنے پڑا اسے نظر آ گیا تھا۔

"وہ صرف بیہوش ہے۔ فکر مت کرو۔ لیکن جو کچھ کہنا ہے جلدی کہہ ڈالو۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ ہم نے سورتی پہنچ کر کرنل فریدی کو رپورٹ بھی دینی ہے۔" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام واقعی مائیکل ہے۔ میں بلیک فورس کا رکن ہوں۔ ڈورا میری ساتھی ہے۔ ایک مشن کے سلسلے میں کیپٹن حمید بلیک فورس کے ایک گروپ کے ساتھ ہرانڈا کے جنگل میں موجود ہیں۔ وہ وہاں کسی خفیہ کیمپ کو تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن باوجود کوشش کے وہ کیمپ تلاش نہیں کر سکے۔ تو کرنل فریدی نے جو دارالحکومت میں موجود ہیں۔ نیدر لینڈ سے یہ خصوصی مشین منگوائی ہے۔ اس مشین کا نام ریز ڈیٹیکٹر ہے۔ یہ انتہائی جدید ترین مشین ہے اور اس میں سے نکلنے والی ریز زمین کے اندر چار سو میٹر تک موجود ہر چیز کو سکرین پر واضح کر دیتی ہیں۔ کرنل فریدی نے یہ مشین دے کر ہمیں بھیجا تھا کہ ہم ہرانڈا جنگل کے کنارے قصبے ٹالو پہنچ کر وہاں یہ مشین کیپٹن حمید کے حوالے کر دیں۔ اس سے وہ آسانی سے کیمپ کا پتہ چلا لے گا۔ لیکن اس ڈرائیور کو شاید شک ہو گیا کہ اس بیگ میں دولت ہے۔ اور باقی بات میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔" مائیکل نے جواب دیا۔

"لیکن تم کہہ رہے تھے کہ بیگ تم نے چھپایا ہے لیکن ڈورا جا کر اسے اس طرح لے آئی تھی جیسے یہ اسی نے چھپایا ہو۔" ٹائیگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے واپس آ کر ڈورا کو بتا دیا تھا تاکہ مجھے اگر کچھ ہو جائے اور ڈورا بچ نکلے تو وہ اس بیگ کو حاصل کر سکے۔" مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے ٹالو میں اسے کہاں پہنچانا تھا۔" ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہم نے تو صرف سورتی تک جانا تھا۔ وہاں بلیک فورس کے آدمی موجود ہیں۔ وہ اسے ٹالو لے جاتے۔" مائیکل نے کہا۔

"وہ آدمی سورتی میں کہاں موجود ہیں۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہم نے ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچنا تھا۔ وہاں سے وہ ہمیں ریسیو کر لیتے۔" مائیکل نے جواب دیا لیکن اس کے لہجے سے ہی پتہ چل گیا تھا کہ وہ اصل بات چھپا رہا ہے۔

"بلیک فورس میں تمہارا نمبر کیا ہے۔" ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نمبر پوچھ کر کیا کرو گے۔" مائیکل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل کی جھلک نظر آئی اور اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور مائیکل کی چیخ سنائی دی۔ مائیکل کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔

"یہ بہت سی باتیں چھپا رہا تھا۔" ٹائیگر نے ریوالور کی نال سے نکلنے والے دھوئیں کو پھونک مارتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ الجھ رہے ہو۔ اس لڑکی کو بھی گولی مارو اور یہاں سے نکل چلو۔" جوانا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ جوانا تمہیں احساس نہیں ہوا کہ ہمیں کس قدر قیمتی ٹپ ملی ہے برانڈا کا جنگل وہی ہے جہاں خفیہ کیمپ موجود ہے اور اس مائیکل کے مطابق کیپٹن حمید اور بلیک فورس موجود ہے۔ اور کیمپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ اگر ہم سیدھے وہاں پہنچ جاتے تو یقیناً ہم ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتے۔ وہ سورتی اور ٹالو میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔" ٹائیگر نے بیہوش پڑی ہوئی ڈورا کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ مجھے اس جنگل کا نام معلوم نہ تھا۔" جوانا نے چونک کر کہا۔

ٹائیگر نے جھک کر ڈورا کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ کر انہیں دبایا۔ چند ہی لمحوں بعد ڈورا کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لیے۔ ڈورا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحے تو وہ لاشعوری کیفیت میں پڑی پلکیں جھپکتی رہی۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"مس ڈورا تمہارا ساتھی اپنی نادانی کی وجہ سے ہلاک ہو چکا ہے۔ اس نے ہمیں سب کچھ تو بتا دیا ہے لیکن بلیک فورس میں اپنا نمبر بتانے سے گریز کیا ہے۔ حالانکہ ہم بھی کرنل فریدی کے دوست ہیں اور اس کے طلب کرنے پر شابورا سے آئے ہیں۔ جب ہم نے سختی کی تو اس نے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں وہ مارا گیا ہے۔ اب تمہاری باری ہے مجھے یہ بتاؤ کہ بلیک فورس میں تمہارا کیا نمبر ہے۔" ٹائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم نے مائیکل کو مار دیا ہے اس کا مطلب ہے تم ہمارے دوست

نہیں ہو سکتے۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ بے شک مجھے بھی مار دو۔"
ڈورا نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔" ٹائیگر نے بڑے مطمئن سے لہجے
میں کہا۔ اور جیب میں رکھا ہوا مشین پسٹل باہر نکال لیا اور پھر اس کا
رخ انتہائی سرد انداز میں ڈورا کی طرف کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ —— تم انتہائی سرد مہر قاتل ہو۔ تمہارا انداز
بتا رہا ہے کہ تم قاتل ہو۔ تم کیا چاہتے ہو۔" ڈورا کے چہرے سے پسینہ
آبشار کی طرح بہنے لگا تھا۔

"چھوڑو یار کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ مارو گولی اسے اور ختم کرو قصہ یا
ایک طرف ہٹ جاؤ میں مشین گن کا برسٹ مارتا ہوں۔" جوانا نے
ٹائیگر سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں مسٹر جم۔ آخر یہ بلیک فورس کی رکن ہے۔ وہ احمق تو اپنی حماقت
سے مارا گیا ہے۔" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی ہمارے ہمدرد ہو۔" ڈورا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا نمبر۔" ٹائیگر نے اس بات کا جواب دینے کی بجائے سرد
لہجے میں پوچھا۔

"ون تھرٹین شعبہ ایس اور مائیکل کا نمبر الیون ون ہے۔ اس کا
تعلق بھی سپلائی سے ہے۔" ڈورا نے جلدی جلدی جواب دیا۔ اس کی
ساری خود اعتمادی ٹائیگر کے سرد انداز کو دیکھ کر ہوا ہو گئی تھی۔

"یہ مشین تم کس کے حکم سے لے جا رہے تھے۔" ٹائیگر نے پوچھا

"کیپٹن حمید کے حکم سے۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ہمیں کال کر کے یہ

مشین لانے کے لئے کہا تھا۔" ڈورا نے جواب دیا۔

"تم لوگوں نے کوئی کار استعمال کیوں نہیں کی، ٹیکسی کیوں لی حالانکہ
تمہیں آسانی سے دارالحکومت سے کار مل سکتی تھی۔" ٹائیگر نے کہا۔

"شہر سے باہر نکلتے ہوئے ایک چوکی ہے۔ اس پر تفصیلی چیکنگ ہوتی
ہے۔ اس چیکنگ سے بچنے کے لئے ہم نے ٹیکسی ایکسچینج کی اور ڈرائیور
سے چوکی سے نکلنے کا سودا طے کیا۔ اس نے چوکی سے تو نکال دیا لیکن
یہاں لا کر ہمیں پھنسا دیا۔" ڈورا اب تیزی سے سوالوں کے جواب
دے رہی تھی۔

"اسے معلوم تھا کہ اس بیگ میں مشین ہے۔" ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ہم نے صرف اس سے مال کی بات کی تھی۔ ہم یہ مشین
اسے کیسے دکھا سکتے تھے۔" ڈورا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ مشین تم نے کہاں پہنچانی تھی۔" ٹائیگر نے پوچھا۔

"سورقی میں۔ وہاں سے بلیک فورس کے لوگ اسے کیپٹن حمید کے
پاس پہنچا دیتے۔" ڈورا نے جواب دیا۔

"وہاں موجود بلیک فورس کے لوگ تمہیں جانتے ہیں۔" ٹائیگر نے
پوچھا۔

"ہاں۔ وہ پورے قصبے میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر آدمی کی نگرانی
کر رہے ہیں۔ انہیں کرنل فریدی نے اس کام پر لگایا ہے۔"
ڈورا نے جواب دیا۔

"او کے مس ڈورا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں ساتھ بھی نہیں
لے جا سکتا اور زندہ بھی نہیں چھوڑ سکتا۔" ٹائیگر نے کہا اور دوسرے

لمحے اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں نے ڈورا کی کھوپڑی کو ایک لمحے میں ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا۔

"اس نے کسی نہ کسی ذریعے سے ہمارے متعلق اطلاع کر دینی تھی اور ہم وھر لئے جاتے۔ مشین ٹیکسی کی ڈگی میں رکھو۔ اب ہمیں ہرانڈا جنگل جانے کے لئے نیا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔" ٹائیگر نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے اسے ساتھ اٹھائے پھرنے کی۔ مشین گن کا برسٹ مار کر اسے یہیں تباہ کر دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے کہیں پھنس جائیں۔" جوانا نے کہا۔

"اوہ۔ یس —— ٹھیک ہے۔ ہم نے اسے کیا کرنا ہے۔" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور جوانا نے مشین گن کا رخ ایک طرف پڑی مشین کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔

گولیوں کی بوچھاڑ نے چند لمحوں میں مشین کے پرخچے اڑا دیئے۔ پھر وہ کار میں بیٹھے اور ٹائیگر نے کار گڑھے سے باہر نکالی۔ وہاں جوزف موجود تھا۔ جوزف کو ساتھ لے کر وہ سیدھے سڑک کی طرف بڑھ گئے۔

کرنل فریدی کی کار اندھیرے میں خاصی تیز رفتاری سے ایک ویران سڑک پر اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل فریدی خود تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ کے جسم پر خوبصورت اور جدید تراش کا سوٹ تھا۔

روشن ہیڈ لائٹس میں سڑک پہ بڑے بڑے گڑھے صاف نظر آ ے تھے لیکن کرنل فریدی ان گڑھوں سے کار کو بچاتا ہوا خاصی تیز تاری سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔

"تمہیں یقین ہے راجیش وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے"۔ کرنل فریدی نے اچانک ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب —— سو فیصد یقین ہے۔ سردار روپا کی لڑکی نوشان جب مجھے بتایا کہ پاکیشیا سے سردار روپا کا کوئی دوست چوہان اور اس ے ساتھی آئے ہیں تو میں پاکیشیا کا لفظ سنتے ہی چونک پڑا۔ اور پھر میں

نے باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھ لیا کہ اس وقت سردار روپا
کہاں ہے تو اس نے بتایا کہ وہ کرم سوامی میں موجود اپنے ویئر ہاؤس
میں ہے۔ میں تھوڑی دیر اس سے باتیں کر کے اٹھ آیا۔ اور پھر میں
سے سیدھا رام سوامی پہنچا۔ میں نے واپس آتے ہوئے ایک ملازم
ویئر ہاؤس کا پتہ چلا لیا تھا۔

جب میں وہاں پہنچا تو پہلے چوک پر مجھے تین کاریں تیزی سے
کالونی کی طرف جاتی دکھائی دیں۔ یہ کاریں میرے قریب سے گزریں
سر ـــــ اندھیرے کے باوجود میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں
کی جھلک دیکھ لی۔ چنانچہ میں نے ہیڈ لائٹس بجھا کر ان کا احتیاط سے
تعاقب شروع کر دیا۔ وہ جب بنجارہ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں چلے گئے
تو میں وہاں چھپا رہا۔ تھوڑی دیر بعد تینوں کاریں واپس باہر آئیں اور پہلی
میں سردار روپا تھا۔ جبکہ دوسری کاروں کی ڈرائیونگ سیٹوں پر صرف
ایک ایک آدمی تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی وہیں کوٹھی میں رہ گئے
چنانچہ میں وہاں سے سیدھا ریگن روڈ پر پہنچا اور وہاں سے آپ کو کال
کیا۔" راجیش نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری سردار روپا کی لڑکی سے کیسے واقفیت ہے"۔ کرنل فریدی
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"سر۔ وہ نیدرلینڈ میں آتی جاتی رہتی ہے۔ ایک محفل میں ملاقات
ہو گئی تو ہم میں دوستی ہو گئی۔ وہ جب بھی آکسفورڈ سے واپس آتی ہے
میں اس سے ملنے جاتا ہوں۔ سردار روپا بھی مجھے اس کے حوالے سے
جانتا ہے"۔ راجیش نے آہستہ سے جواب دیا اور کرنل فریدی نے سر

"اگر تمہاری اطلاع درست ہے تو پھر سمجھ لو تم نے بہت بڑا
کارنامہ سر انجام دیا ہے"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
راجیش کے چہرے پر جگمگاہٹ سی پیدا ہو گئی۔

کار ایک چوک پر پہنچ کر تیزی سے گھومی اور پھر ایک خوبصورت سی رہائشی
کالونی میں داخل ہو گئی۔ اس وقت صبح ہونے کے قریب تھی لیکن ابھی
ماحول پر خاصا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

یہ بنجارہ کالونی تھی۔ شہر سے بالکل ہٹ کر بنی ہوئی امیر لوگوں کی
کالونی۔ جہاں ساری کوٹھیاں بڑی بڑی اور امرا کی تھیں جو شاید شہر کے
ہنگاموں سے دور سکون کی خاطر یہاں آبسے تھے۔

"اگلی کراسنگ سے دوسری کوٹھی ہے جناب"۔ راجیش نے کہا اور
کرنل فریدی نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ اور پھر اسے کراسنگ سے
پہلے ایک سائیڈ پر کر کے روک لیا۔ ہیڈ لائٹس بند کر کے اس نے
پچھلی سیٹ سے ایک تھیلا اٹھایا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔
"تم میرے واپس آنے تک یہیں رکو گے"۔ کرنل فریدی نے کہا اور
تھیلا اٹھائے وہ سڑک کراس کر کے دوسری طرف پہنچا اور کوٹھی کی
دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

یہاں چونکہ کوٹھیوں کے درمیان خاصا فاصلہ تھا۔ اس لئے بارہ نمبر
کوٹھی بھی ایک چھوٹے سے گراسی پلاٹ کے بعد موجود تھی۔ کوٹھی دو منزلہ
تھی اور اس کی صرف گیٹ کی بتیاں جل رہی تھیں۔ اندر اندھیرا تھا۔ کرنل
فریدی نے تھیلا کھولا اور اس میں موجود ایک میزائل گن کے پرزے
نکالے اور پھر اس نے انتہائی کم وقت میں انہیں جوڑ لیا۔ یہ ایک چوڑی

لیکن ایک چھوٹی نال کی گن تھی۔ کرنل فریدی نے جیب سے سرخ رنگ
کا ایک کیپسول نما میزائل نکالا اور اسے گن میں فٹ کر کے اس
کا رُخ اس کوٹھی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔

ہلکی سی کھٹ کی آواز سنائی دی اور وہ چھوٹا سا کیپسول گن سے
اُڑتا ہوا سیدھا اس کوٹھی کی اندرونی عمارت سے جا ٹکرایا لیکن اس
ٹکرانے کی کوئی آواز کرنل فریدی کو سنائی نہ دی۔

کرنل فریدی نے جلدی سے گن کو دوبارہ علیحدہ کیا۔ اور اسے
میں ڈال کر اس نے تھیلا پشت سے لٹکایا اور واپس اپنی کار کی طرف
مڑ گیا۔

"کیا ہوا جناب"۔ راجیش نے جو کار کے قریب ہی موجود تھا۔ کرنل
فریدی کو اس طرح واپس آتے دیکھ کر چونک کر حیرت بھرے لہجے
پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ ہمیں پندرہ منٹ انتظار کرنا پڑے گا"۔ کرنل فریدی
کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تھیلا اس
دوبارہ پچھلی سیٹ پر اچھال دیا تھا۔ کرنل فریدی کی نظریں گھڑی پر جمی
تھیں۔ گھڑی کو دیکھ کر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر
بٹن پریس کیا اور پھر سائیڈ ہک سے لگا ہوا چھوٹا سا رسیور نکال کر
سے لگا لیا۔

"ہیلو۔ ہیلو —— ہارڈسٹون کالنگ۔ اوور"۔ کرنل فریدی نے تیز
میں کہا

"یس سر —— نمبر الیون اٹینڈنگ سر۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ہی

ڈیش بورڈ سے ایک آواز ابھری

"نمبر الیون —— بند باڈی کی ویگن لے کر فوراً بنجارہ کالونی کی
پہلی کراسنگ پہ پہنچ جاؤ۔ میری کار بھی وہاں موجود ہو گی۔ اور راجیش بھی
تمہیں وہیں ملے گا۔ تم نے میری واپسی تک وہیں رُکنا ہے۔ باقی ہدایات
وہیں دوں گا اوور اینڈ آل"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور بٹن
آف کر کے اس نے رسیور واپس ہک میں لٹکا دیا۔ اس نے ایک بار
پھر گھڑی دیکھی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"تم باہر رکو گے۔ نمبر الیون آئے گا۔ اسے میری واپسی تک یہیں روکنا"۔
کرنل فریدی نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک بار پھر اس کوٹھی کی
طرف بڑھ گیا۔ جس میں اس نے کیپسول پھینکا تھا۔ وہ براہِ راست پھاٹک
کی طرف جانے کی بجائے کوٹھی کی عقبی سمت کی طرف گھوم گیا۔ کوٹھی کی
دیواریں خاصی بلند تھیں۔ لیکن ظاہر ہے کرنل فریدی کا راستہ تو نہ روک
سکتی تھیں۔ کرنل فریدی ہائی جمپ کے انداز میں اُچھلا اور پھر اس کے
دونوں ہاتھ دیوار کے کنارے پہ جم گئے۔ دوسرے لمحے وہ ہاتھوں کے
بل پر اٹھتا ہوا دیوار کے چوڑے کنارے پہ لیٹ گیا۔ یہ کوٹھی کا عقبی
لان تھا اور دیوار پر لمبائی کے رخ لیٹے ہوئے کرنل فریدی کی تیز نظروں
نے ایک لمحے میں اندر کا جائزہ لیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اندر کود گیا۔

دیوار کے ساتھ ہی مہندی کی اونچی باڑ تھی۔ وہ اس باڑ کے پیچھے
دبک گیا۔ لیکن جب اس کے نیچے گرنے کے ہلکے سے دھماکے کا کوئی
ردِعمل نہ ہوا تو وہ باڑ کے پیچھے سے نکلا —— اور آہستہ آہستہ سائیڈ گلی
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گو اس نے ڈی چارجنگ کیپسول خود اندر پھینکا

تھا اور اس کیپسول کا دھواں ہوا میں مل کر ایک لمحے میں پوری کوٹھی میں پھیل چکا ہو گا۔ اور کرنل فریدی کو معلوم تھا کہ ڈی چارجنگ کیپسول کے مخصوص دھوئیں نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں کوٹھی میں موجود ہر جاندار کو بے ہوش کر دیا ہو گا۔ لیکن پھر بھی معاملہ عمران کا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح محتاط رہنا چاہتا تھا۔

سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا جب وہ فرنٹ میں آیا تو برآمدے میں پڑے ہوئے دو افراد کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے رک گیا۔ دونوں افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

کرنل فریدی چند لمحے انہیں غور سے دیکھتا رہا اور پھر تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ دونوں بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور یہ دونوں مقامی افراد تھے۔ کرنل فریدی آگے بڑھا اور راہداری سے ہوتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ وہاں عمران کے ساتھی صفدر اور کیپٹن شکیل بیڈز پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

کرنل فریدی ایک ایک کر کے تمام کمروں میں گھوم گیا اور پھر جب ایک کمرے میں اسے عمران ایک میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھا نظر آیا تو وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے میز کے کناروں کو پکڑا ہوا تھا۔ اور اس کا اوپر والا جسم میز پر جھکا ہوا تھا ٹیبل لیمپ جل رہا تھا اور اس کے سامنے فلاپئرس کے دارالحکومت کا نقشہ کھلا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے کرنل فریدی یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ

کرشن نگر کالونی کی اس کوٹھی کے گرد سرخ دائرہ پڑا ہوا تھا جہاں اس نے بلیک فورس کا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔

کرنل فریدی نے جلدی سے نقشہ اٹھا کر اسے تہہ کیا اور پھر اپنی جیب میں رکھ لیا۔

" اس کا مطلب ہے اگر مجھے اس کا پتہ نہ چلتا تو صبح اس نے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دینا تھا" کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر عمران کے بازو پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ اس کی بے ہوشی کے بارے میں حتمی اندازہ لگانا چاہتا تھا۔

عمران کے بازو اکڑے ہوئے تھے۔ کرنل فریدی اس کی نبض محسوس کر کے چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اسے کھولا اور پھر اس میں موجود ایک شیشی کا ڈھکن کھول کر اس نے وہ شیشی عمران کی ناک سے لگا دی۔ پھر شیشی ہٹا کر اس نے اس کا ڈھکن لگایا۔ اور عمران کی نبض دوبارہ چیک کرنے لگا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اس نے عمران کے بازو میز کی سائیڈوں سے چھڑائے اور پھر اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ اس کے بعد وہ اسے لے کر تیزی سے بیرونی برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ لان کراس کر کے وہ پھاٹک کے پاس آیا۔ اس نے پھاٹک کا اندر سے بڑا کنڈہ کھولا۔ اور پھر باہر جھانکا۔ سڑک سنسان پڑی تھی۔ وہ عمران کو اٹھا کر تیزی سے باہر نکلا اور پھر دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ بند باڈی کی ویگن بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔

"پچھلا دروازہ کھولو کارکا" کرنل فریدی نے قریب پہنچ کر تیز لہجے میں راجیش سے کہا اور راجیش نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔ کرنل فریدی نے عمران کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔

"تم اس کے ساتھ بیٹھو۔ خیال رکھنا یہ نیچے نہ گر پڑے۔" کرنل فریدی نے سیدھے ہوتے ہوئے راجیش سے کہا اور راجیش سر ہلاتا ہوا جلدی سے سیٹ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔

"نمبر الیون" کرنل فریدی نے پاس کھڑے ہوئے نمبر الیون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بارہ نمبر کوٹھی کا پھاٹک کھلا ہوا ہے۔ ویگن اندر لے جاؤ اور اندر کمروں میں موجود عمران کے ساتھی بیہوش پڑے ہیں۔ انہیں ویگن میں ڈال کر زیرو لائن آن کر دینا تاکہ یہ راستے میں ہوش میں نہ آئیں اور انہیں لے کر ہیڈ کوارٹر جاؤ۔ انہیں دو نمبر کمرے میں بند کر دینا۔ میں عمران کو لے کر ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں۔ میں چار نمبر کمرے میں اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔" کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور نمبر الیون سر ہلاتا ہوا ویگن کی طرف مڑ گیا۔ جبکہ کرنل فریدی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہو کر تیزی سے گھومی اور خاصی تیز رفتاری سے واپس شہر کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس بار کرنل فریدی نے دوسرا راستہ اختیار کیا تھا۔ جو قدرے طویل تو تھا لیکن سڑک ٹھیک تھی۔ وہ دراصل ان گڑھوں سے بچنا تھا۔ جنہوں نے آتے وقت اسے پریشان کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار کرشن نگر میں واقع اس کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی جس کے گرد عمران نے نقشے پر دائرہ ڈالا ہوا تھا۔

مخصوص انداز میں ہارن دینے کے بعد پھاٹک کھل گیا اور کرنل فریدی کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اتر آیا۔ راجیش بھی پچھلے دروازے سے باہر آ گیا۔ برآمدے میں کھڑے ہوئے بلیک فورس کے چار مسلح آدمی تیزی سے آگے بڑھے۔

"نمبر الیون پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز کو لے کر آ رہا ہے۔ وہ سارے بے ہوش ہیں۔ میں نے انہیں کمرہ نمبر دو میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان کا خاص خیال رکھنا۔ وہ سارے کے سارے منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔" کرنل فریدی نے ان مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ان چاروں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"راجیش تم یہیں رکو۔ میں عمران کو کمرہ نمبر چار میں لے جا رہا ہوں۔ مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔" کرنل فریدی نے راجیش سے کہا۔

"میں اسے اٹھا کر چھوڑ آتا ہوں سر۔" راجیش نے کہا۔

"یہ تم سے نہیں اٹھے گا راجیش۔ اس کا وزن میں ہی اٹھا سکتا ہوں" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جھک کر اس نے پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑے ہوئے عمران کو باہر کھینچا اور ایک جھٹکے سے اسے کاندھے پر لاد کر تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

"کیپٹن حمید بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ کمرے میں تیز روشنی والا ایک بلب جل رہا تھا۔ ایک طرف میز کرسی رکھی ہوئی تھی۔ جس پر ایک ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔ کیپٹن حمید کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کیپٹن صاحب! غضب ہو گیا ہے۔ ڈورا اور مائیکل دونوں کو دارالحکومت اور سورتی شہر کے درمیان قتل کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشیں ایک گڑھے سے ملی ہیں۔ اور وہاں ریز ڈیٹیکٹر مشین بھی موجود ہے۔ جسے مشین گن کے برسٹ مار کر پوری طرح تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قریب ہی ایک مکان سے آٹھ آدمیوں کی لاشیں بھی ملی ہیں انہیں بھی مشین گن کی گولیوں سے مارا گیا ہے۔ اور یہ واردات لاشوں کی حالت کے مطابق تقریباً دوپہر کے وقت ہوئی ہے۔" آنے

والے نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیسے اطلاع ملی"۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر جب طے شدہ وقت کے مطابق ڈورا اور مائیکل مشین لے کر نہ پہنچے تو پہلے ہم انتظار کرتے رہے کہ شاید ان کی کار راستے میں خراب ہو گئی ہے یا ہو سکتا ہے کہ ڈورا اور مائیکل راستے میں کہیں رک گئے ہوں لیکن جب تین چار گھنٹے گزر گئے تو ہم نے انکوائری شروع کی۔ دارالحکومت سے پتہ چلا کہ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر گئے ہیں اور ٹیکسی انہیں چھوڑ کر واپس آ گئی ہے۔ تو ہمارے ایجنٹوں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو جا پکڑا۔ پہلے تو وہ یہی کہتا رہا کہ وہ دونوں کو سورتی چھوڑ آیا ہے لیکن اس کا مشکوک انداز دیکھ کر جب اس پر سختی کی گئی۔ تو اس نے بتایا کہ دونوں کے پاس مال سے بھرا ہوا بیگ تھا۔ وہ مشین والے بیگ کو مال کا بیگ سمجھا تھا۔ بہرحال اس نے بتایا کہ راستے میں لٹیروں کا ایک ڈیرہ ہے اور وہ ان دونوں کو ان لٹیروں کے پاس فروخت کر آیا ہے۔ چنانچہ ہمارے ایجنٹ اسے ساتھ لے کر اس ڈیرے پر پہنچے تو وہاں ڈیرے کے صحن میں آٹھ لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور کار کے ٹائروں کے نشانات بھی موجود تھے۔ ان ٹائروں کے نشانات کو ٹریس کیا گیا تو پھر کافی آگے آ کر سڑک سے ہٹ کر ایک گڑھے تک وہ نشان گئے تو وہاں ڈورا اور مائیکل کی لاشیں ملیں اور ساتھ ہی تباہ شدہ ریز ڈیٹیکٹر مشین بھی موجود تھی۔ مائیکل اور ڈورا پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے۔ شاید ان سے پوچھ گچھ کی گئی تھی۔"

"آنے والے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کار کا پتہ چلا وہ کون لوگ تھے۔" کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"یس سر۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے ان لٹیروں کی لاشوں کے ساتھ ہی ایک اور ٹیکسی ڈرائیور باٹی کی لاش بھی دیکھی۔ اس سے اندازہ لگایا گیا کہ باٹی نے ان لوگوں کو بھی لٹیروں کے پاس جا کر فروخت کرنا چاہا تھا لیکن وہ انہیں قتل کر کے نکل گئے۔ اور شاید انہوں نے کسی طرح مائیکل اور ڈورا کو قتل کرنے کے بعد مشین تباہ کر دی۔

بہرحال اس ٹیکسی کا ماڈل، رنگ اور نمبر اس ڈرائیور سے معلوم ہو گیا تو سورتی اور ٹابو میں موجود بلیک فورس کو اطلاع دی گئی اور جناب ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہرانڈا جنگل سے دو کلومیٹر دور کھیتوں کے درمیان وہ ٹیکسی کار کھڑی ہے لیکن اس میں کوئی آدمی نہیں ہے۔ البتہ تلاش کے دوران اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس کار میں تین افراد کو دیکھا گیا ہے جن میں سے دو انتہائی دیو ہیکل جسم کے مالک ہیں جبکہ تیسرا جو کہ ڈرائیونگ سیٹ پر نظر آیا تھا وہ سمارٹ جسم کا نوجوان ہے۔"

آنے والے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"دیو ہیکل جسم کے مالک —— اوہ۔ کہیں یہ عمران کے ساتھی نہ ہوں۔ عمران کے دو ملازم ہیں جوزف اور جوانا۔ جو انتہائی دیو ہیکل جسموں کے مالک ہیں۔ دونوں نیگرو ہیں اور یقیناً وہ تیسرا عمران خود ہوگا۔"

کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر دوڑتا ہوا میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور اس پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے لگا۔ بٹن دبتے ہی اس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کے اپیچ کالنگ ہریش۔ اوور۔" کیپٹن حمید نے چیخ کر کہا۔

"یس —— ہریش اٹنڈنگ اوور۔" چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آواز ابھری۔

"ہریش —— ون تھرٹین ایس اور الیون ٹو ایس جو ریڈ ڈیٹکٹر لا رہے تھے، راستے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ انہیں قتل کرنے والے تین افراد ہیں جن میں سے دو قوی ہیکل آدمی ہیں اور تیسرا شاید خود عمران ہے۔ ان کی کار ہرانڈا جنگل سے دو کلومیٹر کے فاصلے سے ملی ہے۔ وہ لازماً ہرانڈا جنگل میں داخل ہوئے ہوں گے۔ تم نے انہیں چیک کیا ہے۔ اوور۔" کیپٹن حمید نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"ہم یہاں موجود ہیں سر۔ ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اوور۔" ہریش نے جواب دیا۔

"تم سب کو الرٹ کر دو۔ وہ جیسے ہی جنگل میں داخل ہوں ان کی کڑی نگرانی کی جائے اور سنو میں خود بھی جنگل پوائنٹ پر پہنچ رہا ہوں۔ اوور۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"سر صرف نگرانی کیوں نہ انہیں مار گرایا جائے۔ اوور۔" ہریش نے پوچھا۔

"احمق ہو تم —— ہم نے وہ کیمپ تلاش کرنا ہے اور ان لوگوں کو یقیناً اس کیمپ کے محل وقوع کا علم ہوگا۔ وہ سیدھے کیمپ میں جائیں گے۔ اس طرح ان کی نگرانی کر کے ہم کیمپ کا آسانی سے پتہ چلا سکتے ہیں۔ اوور۔" کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ یس سر —— آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں الرٹ کر دیتا ہوں۔" ہریش نے جواب دیا۔

" یہ لوگ کسی قیمت پر نظروں سے نہ بچ سکیں۔ میں پوائنٹ پر پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل۔ کیپٹن حمید نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے دراز میں ڈالا۔

" نمبر تھرٹین! تم ٹابو میں موجود تمام آدمیوں کو کہہ دو کہ وہ ان تینوں کو جنگل کے ارد گرد ہر جگہ تلاش کریں۔ لیکن انہیں تلاش کرنا ہے چھیڑنا نہیں۔ اور جیسے ہی وہ نظر آئیں، مجھے فوری رپورٹ کرنی ہے۔ میں جنگل پوائنٹ پر موجود ہوں گا۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ جنگل میں جانے کی بجائے کہیں ارد گرد چھپ گئے ہوں۔" کیپٹن حمید نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور نمبر تھرٹین نے سر ہلا دیا۔

" تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید خاکی رنگ کی جیپ چلاتا ہوا ٹابو قصبے سے نکل کر تیزی سے ایک کچے راستے پر بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ وہ تیز نظروں سے ارد گرد کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ لیکن اندھیرے کی وجہ سے اسے زیادہ دور تک کی چیزیں نظر نہ آ رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد جنگل شروع ہو گیا۔ اس نے جیپ کو دائیں ہاتھ پر جانے والی ایک پگڈنڈی کی طرف موڑ دیا۔ یہ پگڈنڈی —— ویران سے کھنڈرات پر جا کر ختم ہوتی تھی۔ یہ کھنڈرات بہت پرانے تھے اور ان کا سلسلہ کافی دور تک پھیلا ہوا تھا۔

کیپٹن حمید نے جیپ کی بند ہیڈ لائٹس کو دوبارہ جلا کر بجھایا اور

پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ کھنڈر میں داخل ہو گئی۔ اس نے جیپ کو ایک سائیڈ پر جا کر روکا اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے پیچھے سے دو مسلح آدمی باہر آ گئے۔

" آئیے سر۔ ہریش صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہریش یہیں ہے؟" کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

" یس سر —— ان تینوں آدمیوں کا پتہ چل گیا ہے سر۔" اس آدمی نے دوبارہ جواب دیا۔ تو کیپٹن حمید بری طرح اچھل پڑا۔

" اچھا۔ کیسے۔ کہاں ہیں وہ؟" کیپٹن حمید نے کہا۔

" ہریش صاحب ہی بتائیں گے سر —— ہمیں تو انہوں نے صرف اتنا پیغام دیا ہے کہ آپ آئیں تو آپ کو بتا دیا جائے۔" اس آدمی نے جواب دیا۔ اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا اور دوڑتا ہوا بائیں ہاتھ پر موجود کھنڈرات کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مختلف کھنڈرات سے گزر کر وہ نیچے جاتی ہوئی ٹوٹی سیڑھیوں پر اترتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک تہہ خانے نما کمرے میں پہنچ گیا۔ جس میں ایک فلورسینٹ آٹومیٹک لیمپ جل رہا تھا۔ ایک کونے میں ایک بڑی سی مشین موجود تھی۔ جہاں سکرین روشن تھی اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اس پر جھکا ہوا تھا۔ کمرے میں چار مسلح افراد بھی موجود تھے۔

" کیپٹن صاحب! ہم نے انہیں تلاش کر لیا ہے۔ یہ دیکھیں مشین پر جھکے ہوئے آدمی نے تیزی سے مڑ کر کیپٹن حمید سے کہا۔ اور کیپٹن حمید آگے بڑھ کر سکرین کو غور سے دیکھنے لگا۔ سکرین پر تین سیاہ پوش

جنگل کے اندر بڑے محتاط انداز میں حرکت کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

" اوہ ——— یہ عمران نہیں ہے۔ یہ اس کا کوئی اور ساتھی ہے البتہ یہ دونوں یقیناً جوزف اور جوانا ہیں ——— کیسے ٹریس ہوئے یہ" کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

" یہ اتفاق سے ہماری لائن پر سے گزرے تو مشین نے انہیں کیچ کر لیا۔" ہریش نے جواب دیا۔

" ہونہہ ——— ٹھیک ہے۔ اب اس کیمپ کا خود بخود پتہ چل جائے گا" کیپٹن حمید نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے ان کا رُخ چھوٹی پہاڑی کی طرف ہے اور یہ کیمپ یقیناً اس پہاڑی کے نیچے ہوگا۔" ہریش نے کہا۔

" ابھی پتہ چل جائے گا۔" حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن چند لمحوں بعد اچانک جھماکا ہوا اور سکرین تاریک ہوگئی۔

" یہ کیا ہوا ——— ؟" کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

" اوہ ——— اوہ ——— بہت بُرا ہوا۔ انہوں نے درخت کی سائیڈ پر موجود زیرو بٹن توڑ دیا ہے" ہریش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یہ کلیو ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اب انہیں فوری پکڑنا ہوگا" کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے" ہریش نے کہا اور اس نے تیزی سے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ہریش کالنگ پوائنٹ تھری اوور" ہریش کے لہجے میں تیزی تھی۔

" یس سر ——— پوائنٹ تھری اٹنڈنگ۔ اوور" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" دیکھو۔ چھوٹی پہاڑی کی طرف تین آدمی بڑھ رہے ہیں۔ تم فوراً وہاں تھری ون زیرو وتھری میزائل فائر کر دو۔ چھوٹی پہاڑی کو ٹارگٹ میں رکھ کر فوراً حرکت میں آجاؤ اور مجھے رپورٹ دو ——— اوور اینڈ آل" ہریش نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

کیپٹن حمید بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہلنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار نمایاں تھے۔

" تقریباً پانچ منٹ بعد ہریش کے ہاتھوں میں موجود باکس سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی اور ہریش نے چونک کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ——— سر پوائنٹ تھری کالنگ ——— اوور" وہی آواز سنائی دی۔

" یس ——— کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ہریش نے چیخ کر پوچھا۔

" میزائل فائر کر دیا گیا ہے سر ——— اب کیا حکم ہے۔ اوور" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" فوراً اس ایریئے میں ان تینوں کو ٹریس کرو اور انہیں اٹھا کر یہاں جنگل پوائنٹ پر بھیجو۔ اور جلدی لیکن سارا کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔" اوور" ہریش نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر ——— اوور" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ

ہی ہربیش نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"میں نے انہیں یہاں اس لئے منگوایا ہے سر کہ وہاں پوچھ گچھ میں خطرہ ہو سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کیمپ سے چیک کر لیا جاتا۔ یہاں ہم اطمینان سے سب کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔" ہربیش نے رابطہ ختم کرتے ہی کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن حمید نے سر ہلا دیا۔

"اگر اس مشین کے ذریعے پتہ چل جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں ان کے حلق میں انگلی ڈال کر سب کچھ اگلوا لوں گا۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اسی طرح اضطراری انداز میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

عمران کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی اور پھر اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرتے چلے آئے۔ کیونکہ سردار روپا کی کوٹھی کے اس مخصوص کمرے کی بجائے وہ ایک اور کمرے میں موجود تھا۔

اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر سر گھمانا چاہا لیکن اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ اس کا جسم اس کے ذہن کا ساتھ نہیں دے رہا۔ وہ بہت آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ گو اس کا جسم بندھا ہوا نہ تھا لیکن وہ اپنے جسم کو تیزی سے حرکت میں نہ لا سکتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے اعصاب اس کے ذہن کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ اس کے جسم میں سے جیسے کسی نے طاقت، چستی اور پھرتی سلب کر لی ہو۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں صرف آمنے سامنے دو صوفے رکھے ہوئے تھے جن میں سے ایک صوفے پر وہ خود بیٹھا ہوا تھا اور

دوسرا صوفہ اس سے کچھ فاصلے پر موجود تھا۔ لیکن صوفہ خالی تھا۔

" یہ میں کہاں آگیا ہوں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔ کیا سردار روپا نے غداری کی ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

" اسی لمحے سامنے موجود دروازہ کھُل گیا اور دروازے میں سے نمودار ہونے والے کو دیکھ کر عمران بری طرح چونک پڑا۔ آنے والا کرنل فریدی تھا۔ جس کے چہرے پر پُراسرار سی مسکراہٹ تھی اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

" تمہیں ہوش آگیا عمران"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بڑے مطمئن انداز میں سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

" سس۔ سس۔ سلام علیکم۔ فر۔ فر۔ فریدی صاحب"۔ عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" وعلیکم السلام ——— لیکن اتنا زیادہ ہکلانے کی ضرورت نہیں ہے ٹاسک تھری کا اثر زبان پر کم ہی ہوتا ہے"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹاسک تھری۔ اوہ اچھا۔ لیکن اس کی ضرورت کیا تھی۔ میں تو ویسے بھی جناب کا خادم ہوں۔" عمران نے آہستہ سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں دراصل تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ اور جو کچھ میں نے پوچھنا تھا تم نے لازماً اس پر بھڑک اٹھنا تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں کول ڈاؤن رکھنے کے لئے یہی بہتر سمجھا کہ تمہیں ٹاسک تھری کا انجکشن دے دیا جائے"۔ کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" کنوارہ آدمی تو ویسے ہی کول ڈاؤن ہوتا ہے اور جبکہ وہ ساتھ ساتھ آپ کی طرح شریف اور باکردار بھی ہو۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اب اس کا لہجہ نارمل ہو گیا تھا۔

" میں چاہتا تو تم اور تمہارے سارے ساتھیوں کو وہیں سردار روپا کی کوٹھی میں اسی وقت گولیوں سے بھون دیتا۔ جب تم مکمل طور پر ڈی چارجنگ کے زیر اثر تھے۔ لیکن اب دیکھ لو تم بھی محفوظ ہو اور تمہارے ساتھی بھی" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بہت بہت شکریہ کرنل فریدی آپ جیسے انسان سے ایسی ہی توقع کی جا سکتی تھی۔ بہرحال مجھے معلوم نہ تھا کہ سردار روپا سے بھی آپ کا تعلق ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" ارے نہیں۔ سردار روپا بیچارے کو تو معلوم ہی نہ ہوگا کہ تم لوگوں کے ساتھ کیا ہوا۔ بس یوں سمجھ لو کہ ایک اتفاق کی وجہ سے تم لوگوں کو ٹریس کر لیا گیا۔ اس میں میری کسی عقلمندی کو دخل نہیں ہے۔ سردار روپا کی بیٹی نوشان کا دوست میری بلیک فورس میں ہے۔ وہ اس سے ملنے گیا تو پتہ چلا کہ سردار روپا کے مہمان پاکیشیا سے آئے ہوئے ہیں۔ پاکیشیا کا لفظ سن کر ظاہر ہے اس نے چونکنا ہی تھا۔ بس اس کے بعد اس نے ویئر ہاؤس کا پتہ چلایا اور پھر جس وقت وہ وہاں پہنچا تو تم سب سردار روپا کے ساتھ کاروں میں بیٹھ کر سنجارہ ٹاؤن جا رہے تھے۔ اس کے بعد سردار روپا اور اس کے آدمی تمہیں چھوڑ کر چلے گئے" اور اس نے مجھے کال کر دیا۔ میں نے وہاں جا کر ڈی چارجنگ کیپسول سے تمہیں بے ہوش کیا۔ اور نتیجہ یہ کہ تم سب اب یہاں موجود ہو۔ لیکن ایک بات بتاؤ کہ تمہیں اس

کوٹھی کا پتہ کیسے چل گیا تھا جس کے گرد تم نے نقشے میں دائرہ لگایا
ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے بڑے مطمئن لہجے میں تفصیل بتا کر پوچھا۔
"بس ایسا ہی اتفاق میرے ساتھ بھی ہو گیا۔ سردار روپا کا آدمی آپ
سے واقف تھا اس نے آپ کو کرشن نگر کی کوٹھی سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔
باتوں باتوں میں اس کے سامنے جب آپ کا ذکر آیا تو اس نے بتا دیا
لیکن ان دونوں اتفاقات میں آپ کی سپیڈ ذرا تیز رہی۔" عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"چلو یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تمہارا کیا پروگرام ہے"
کرنل فریدی نے کہا۔
"پروگرام تو بڑا اینک تھا۔ لیکن اب جولیا سُست اور کاہل آدمی سے
تو شادی کرنے سے رہی کہ جسے ناک پر سے مکھی اڑانے میں آدھ گھنٹہ
لگ جائے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کرنل فریدی
کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"اس کی بھی یہی حالت ہے۔ اس لئے جوڑ برابر ہی رہے گا۔ میرا
مقصد اس کیمپ کے بارے میں پوچھنا تھا۔ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ یہ
کیمپ ہرانڈا کے جنگل میں ہے اور میں نے کیپٹن حمید اور بلیک فورس کے
ایک سیکشن کو وہاں براہِ راست بھجوا دیا ہے۔ انہوں نے لازماً اب
تک اس کیمپ کو ٹریس کر لیا ہو گا۔ میں تو یہاں صرف تمہارے انتظار
میں رکا ہوا تھا۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم مجھے اُلجھانے کے لئے لازماً
دارالحکومت کا رُخ کرو گے۔" کرنل فریدی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
"چلو ٹائیں ٹائیں فِش۔ چلے تھے عمران صاحب کرنل فریدی کو کیمپ

تباہ کرنے سے روکنے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کرنل
فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔
اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
"کیا رپورٹ ہے" کرنل فریدی نے چونک کر آنے والے کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔
"جناب۔ کال کا جواب پریشان کن ہے۔ ریز ڈیٹیکٹر سپلائی شعبے کے
جو دو آدمی لے جا رہے تھے انہیں راستے میں قتل اور ریز ڈیٹیکٹر تباہ
کر دیا گیا ہے۔" آنے والے نے کہا۔
"حمید کی طرف سے کیا رپورٹ ہے" کرنل فریدی کا چہرہ سخت
ہو گیا تھا۔
"وہ ٹاپو میں ابھی تک ان ایجنٹوں کا انتظار کر رہا ہے" آنے
والے نے کہا۔
"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو" کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا۔
اور آنے والا تیزی سے واپس مڑ گیا۔
"کیپٹن حمید اس کیمپ کو ٹریس نہیں کر سکا۔ اس نے ریز ڈیٹیکٹر
منگوایا تھا لیکن ابھی اس کے متعلق تم نے رپورٹ سن لی ہے۔ اس
کا مطلب ہے کہ تمہارے اور آدمی بھی یہاں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اب
مجھے یقین ہے کہ کیپٹن حمید اور اس کے ساتھی یقیناً تمہارے آدمیوں
کے ہتھے چڑھ جائیں گے۔" کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔
"اور پھر وہ بھی میری طرح سُست اور کاہل ہو جائیں گے۔ یہی

ہو گا نا آخر۔ تو اس میں گھبرانے کی کون سی بات ہے کرنل فریدی صاحب"
عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تمہارے آدمیوں نے میرے دو ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔
اس کا مطلب ہے تمہاری طرف سے اس اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ نہیں ہو رہا۔
جس کی مجھے تم سے توقع تھی۔ اب مجھے کیپٹن حمید کی مدد کے لئے خود
ہرانڈا جنگل فوری طور پر پہنچنا پڑے گا۔ اس لئے اب تمہارے لئے
دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم مجھے اس کیمپ کی مکمل لوکیشن بتا دو تو میرا
وعدہ ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی اس وقت تک یہاں محفوظ رہیں گے
جب تک میں اس کیمپ کو تباہ نہیں کر دیتا۔ جب میں کیمپ تباہ کر دوں گا
تو تمہیں انٹی سپرم انجکشن لگا کر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر تمہیں یہ صورت
منظور نہ ہو تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ تمہارے ساتھیوں کو تمہارے
سامنے اپنے دو ایجنٹوں کی ہلاکت کے بدلے ختم کر دیا جائے اور تم سے
زبردستی اس کیمپ کا پتہ چلایا جائے۔ بولو تمہیں کونسی صورت منظور ہے۔
کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"اگر مجھے دونوں صورتیں منظور نہ ہوں تو تیسری کیا صورت ہو گی"۔
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کرنل فریدی جو کچھ کہہ رہا ہے انتہائی سنجیدگی
سے کہہ رہا ہے"۔

تو پھر تیسری صورت یہ ہے کہ تمہارے ساتھیوں کو تم سمیت ختم کر دیا
جائے اور پھر میں خود جا کر یہ کیمپ ٹریس کر لوں"۔ کرنل فریدی کا لہجہ
بے حد سنجیدہ تھا۔

"یہ سب سے خوبصورت صورت ہے۔ اللہ آپ کا بھلا کرے
آپ واقعی عقلمند ہیں"۔ عمران نے آہستگی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ہونہہ! تو تم اس کیمپ کے بارے میں کچھ بتانے کے لئے تیار
نہیں ہو۔ دیکھو! میں نہیں چاہتا کہ تمہیں جان لیوا تکلیف سے گزرنا
پڑے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر میں تمہیں اس حالت میں ہیشام آئل کا
انجکشن لگا دوں تو خوفناک تکلیف تمہاری زبان خود بخود چلا دے گی"۔
کرنل فریدی کے لہجے میں ہلکی سی تلخی نمودار ہو گئی تھی۔

"کرنل فریدی صاحب ــــ جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں یہ سوچ
انتہائی تھرڈ کلاس مجرموں کی تو ہو سکتی ہے۔ آپ جیسے عظیم جاسوس کے یہ
شایان شان نہیں ہے کہ دوسروں کے کاندھے پر بندوق رکھ کر شکار
کھیلا جائے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے
آپ میری زبان نہیں کھلوا سکتے۔ اس لئے اس تھیٹریکل انداز کو رہنے
دیجئے۔ اور جو آپ کا جی چاہے کر لیجئے"۔ عمران کے لہجے میں یکلخت
سختی نمودار ہو گئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن میں نے سوچا کہ شاید تم اپنی اور
اپنے ساتھیوں کی جانیں ایک معمولی سے کیمپ کے لئے خطرے میں ڈالنا
پسند نہ کرو۔ او۔ کے۔ اب میں خود ہی اس کیمپ کو ٹریس کر لوں گا۔
باقی رہے تم اور تمہارے ساتھی تو اب جو انجام بھی ہو گا اس کی ذمہ داری
مجھ پر نہ ہو گی۔ گڈ بائی اور شاید ہمیشہ کے لئے"۔ کرنل فریدی نے تیز
لہجے میں کہا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
"ایک منٹ کرنل صاحب"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل

فریدی جو دروازے تک پہنچ چکا تھا۔ مڑ گیا۔

" اب کچھ کہنا فضول ہے عمران "۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

" میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کیمپ ہرانڈا جنگل میں واقع ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ خواہ مخواہ وہاں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھریں۔ جس جگہ وہ کیمپ ہے۔ وہ جگہ آپ کے تصور میں بھی نہیں آسکتی۔ عمران نے کہا اور کرنل فریدی طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

" اب تم خود تھرڈ کلاس ایجنٹوں کی سی باتیں کر رہے ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ اس طرح میں اپنا خیال بدل دوں گا۔ تم فکر نہ کرو میں خود ہی اسے ٹریس کر لوں گا۔ جہاں بھی وہ ہوگا۔" کرنل فریدی نے کہا اور مڑ کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس بار واقعی وہ کرنل فریدی کے ہاتھوں بہت بری طرح پھنسا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جو محلول اس کے جسم میں انجیکٹ کیا گیا ہے۔ اس کے اثرات کم از کم ایک ہفتے تک رہیں گے۔ اور اس حالت میں وہ زمین پر رینگ تو سکتا تھا چل پھر نہ سکتا تھا۔ اور اس ایک ہفتے کے دوران کرنل فریدی اس کیمپ کو نہ صرف ٹریس کر لے گا بلکہ اسے تباہ کر کے نیدر لینڈ بھی پہنچ جائے گا۔

ابھی وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر بلیک فورس کے کاندھوں پر لدے ہوئے اس کے ساتھی اندر لائے جانے لگے۔ ان سب کی حالت عمران جیسی ہی تھی۔ بلیک فورس کے آدمیوں

نے انہیں صوفے پر بٹھایا اور پھر وہ تیزی سے واپس چلے گئے۔

" یہ ہمیں کیا ہو گیا ہے عمران صاحب "۔ صفدر نے پوچھا۔

" کرنل فریدی نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کیچوؤں میں تبدیل کر دیا ہے اور یہ میرے خیال میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے سب سے بڑی سزا ہے۔ اس لئے میں اس بار اس مشن پر نہ آنا چاہتا تھا لیکن کیا کروں تمہارے اس باس کا۔ اس نے مجھے دھمکی ہی ایسی دی کہ مجھے اس سے معافی مانگنی پڑی۔ اور کیچوا بننا پڑا۔"

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" موت سے تو یہ کیچوا پن اچھا ہے "۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ارے موت کی دھمکی کی تو مجھے کبھی پرواہ نہیں رہی۔ اصل بات اب بتا دوں کہ تمہارے باس نے کہا تھا کہ اگر میں نے معافی نہ مانگی تو پھر بہاریں مجھ سے روٹھ جائیں گی۔ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حسن کے جلووں سے محروم ہو جاؤں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔" عمران نے معنی خیز نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" بکواس بند کرو اور کسی طرح اس حالت سے نکلنے کی کرو۔ نجانے ہم اس کرنل فریدی کے ہتھے کیسے چڑھ گئے "۔ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" سردار روپا کی بیٹی نوشان کی وجہ سے "۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے کرنل فریدی کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

" اوہ۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید سردار روپا نے غداری کی ہے اور

میں نے قسم کھائی تھی کہ یہاں سے نکلتے ہی سب سے پہلے سردار روپا کو اس غداری کی سزا دوں گا۔" چوہان بول پڑا۔

" اب کرنل فریدی کیا چاہتا ہے؟" کیپٹن شکیل نے کہا۔

" وہ مجھ سے کیمپ کا پتہ پوچھنا چاہتا تھا۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے صرف ایک کیمپ کا ہی علم ہے اور وہ ہے ہنی مون کیمپ۔ وہ میں نے اُسے بتا دیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ نہ صرف ناراض ہو کر چلا گیا ہے بلکہ ہم سب کو موت کی دھمکی بھی دے گیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، سرر کی تیز آواز کے ساتھ دروازے کے سامنے ٹھوس دیوار آگئی۔ اسی لمحے کمرے کی چھت کے ایک کونے سے کرنل فریدی کی آواز اُبھری۔

" میں نہیں چاہتا کہ تم جیسے عظیم آدمی کو اپنے ہاتھ سے ماروں۔ اس لئے میں نے یہ کمرہ بند کر دیا ہے اور ہم سب جا رہے ہیں۔ تم ایک ہفتے بعد اس قابل ہو گے کہ تیزی سے حرکت کر سکو۔ لیکن اس ایک ہفتے کے اندر اس کمرے کی آکسیجن تم ختم کر چکے ہو گے۔ اس کمرے میں تازہ ہوا اب داخل نہیں ہو سکے گی۔ پھر بھوک اور پیاس بھی تمہیں لازماً تنگ کرے گی۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر تم آکسیجن کی کمی، بھوک اور پیاس سے خود ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ختم ہو جاؤ گے۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے جا رہا ہوں۔ البتہ میرا وعدہ ہے کہ کیمپ کی تباہی کے بعد میں یہاں واپس آؤں گا اور تب تک اگر تم میں سے کوئی زندہ رہا تو اس سے ملاقات ہو سکے گی۔ اس وقت تک کے لئے خدا حافظ۔" کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز سنائی دی

جیسے کسی نے مائیک آف کر دیا ہو۔

" تو بھئی ایک ہفتہ تو مل گیا۔ کرنل فریدی واقعی رحم دل آدمی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن ایک ہفتے تک اگر آکسیجن اور کھانے پینے کو کچھ نہ ملا تو پھر؟" جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" وہی ہو گا جس کی پیش گوئی کرنل فریدی نے کی ہے۔ آج مجھے یقین آگیا ہے کہ کرنل فریدی بہت بڑا نجومی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تو کیا ہم واقعی یہاں بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔" جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میرا گوشت کھانے کے لئے اور خون پینے کے لئے حاضر ہے لیکن صرف تمہارے لئے، تنویر کے لئے نہیں۔" عمران نے ٹھیٹھ عاشقانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔" جولیا نے کہا۔

" تو نکل جاؤ۔ میں نے منع تو نہیں کیا۔ میں تو اطمینان سے مرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے کہا اور صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

ٹائیگر کار چلاتا ہوا براہِ راست سورتی میں داخل ہونے کی بجائے
ایک سائیڈ سے نکال کر لے گیا اور پھر آگے بڑھتا ہوا جب وہ ٹابو نامی
قصبے کے قریب پہنچا تو اس نے یہاں بھی ویسا ہی کیا اور کار کو کھیتوں
میں دوڑاتا ہوا وہ براہِ راست ہرانڈا کے جنگل کی طرف لے گیا۔ انہیں
مسلسل سفر کرتے کرتے شام پڑ گئی تھی اور ابھی ہرانڈا جنگل کچھ دور تھا کہ
کار نے اچانک جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔ اور ٹائیگر نے چونک کر اس
کا پٹرول میٹر دیکھا تو اس کے حلق سے طویل سانس نکل گیا۔ سوئی زیرو
سے بھی نیچے پہنچ چکی تھی۔

" کیا ہوا ـــــ ؟" جوانا نے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ شاید
مسلسل سفر کرتے کرتے وہ اب بور ہو چکا تھا۔

" پٹرول ختم ہو گیا ہے ـــــ اب آگے پیدل جانا ہوگا۔" ٹائیگر نے
کار روکتے ہوئے کہا۔

" اوہ ـــــ یہ اچھا ہوا۔ میں بھی فارغ بیٹھے بیٹھے اکتا گیا ہوں۔ جوزف
تو نجانے کتنا کوٹا لے کر آیا ہے کہ اس کی جیب سے مسلسل بوتلیں نکلتی
چلی آ رہی ہیں۔" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خاک کوٹہ لے آیا ہوں۔ یہ آخری بوتل ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ
راستے سے بوتلیں لے لوں گا لیکن تم لوگوں نے میرا سارا پروگرام ہی
ملیامیٹ کر دیا۔ اب مجھے جنگل سے شیپلالی ڈھونڈھنا پڑے گی۔"
جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر آخری گھونٹ حلق میں
اتار کر اس نے بوتل باہر اچھال دی۔

ٹائیگر اور جوانا کار سے باہر نکل چکے تھے۔ جوزف نے بھی ایک
طویل سانس لیا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

" ہمیں انتہائی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ جنگل میں کیپٹن حمید اور
بلیک فورس کے آدمی موجود ہوں گے۔" ٹائیگر نے کار کی ڈگی سے بریف
کیس باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر بریف کیس کھول کر اس نے اس میں
رکھا ہوا تھیلا باہر نکالا اور اسے پشت پر باندھ لیا۔

" کیا تمہیں کیمپ کے بارے میں اچھی طرح معلوم ہے۔ ایسا نہ ہو کہ
رات کے وقت ہم جنگل میں بھٹکتے پھریں۔" جوانا نے کہا۔

" رات کا وقت زیادہ صحیح رہے گا۔ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر
کیمپ تک پہنچ جائیں گے۔ اور پھر وہاں پہنچ کر ہم کیپٹن حمید اور اس
کے ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے منصوبہ بندی کریں گے۔" ٹائیگر نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تم جنگل کی فکر نہ کرو۔ جنگل تو میرا گھر ہے۔ وہاں ایک بار مجھے پہنچنے

دو پھر دیکھو وہاں میں کیسے شکار کھیلتا ہوں۔" جوزف نے پہلی بار پرجوش لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر اور جوانا دونوں نے سر ہلا دیئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جوزف کی صلاحیتیں جنگل کے ماحول میں پہنچ کر نکھر آتی ہیں جوزف اور جوانا نے بھی بریف کیسوں میں سے تھیلے نکال کر اپنی اپنی پشت پر باندھ لئے تھے۔

وہ تینوں بڑی احتیاط سے چلتے ہوئے جنگل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جنگل وہاں سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے وہ جلد ہی جنگل کے کنارے پر پہنچ گئے۔ بریف کیس وہ کار کے قریب چھوڑنا نہ چاہتے تھے اس لئے انہوں نے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے تھے۔ یہاں آ کر انہیں پھینک دیا گیا۔

" تم دونوں یہیں رک جاؤ۔ میں پہلے آگے جا کر چیک کرتا ہوں۔ اگر یہاں کوئی آدمی موجود ہوا تو مجھے دور سے اس کی بو آ جائے گی۔" جوزف نے کہا اور پھر وہ کسی ہرن کی طرح قلانچیں بھرتا ہوا تیزی سے جنگل کے اندر غائب ہو گیا۔

" جنگل دیکھتے ہی اس کی ساری سستی دور ہو گئی ہے۔" جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا ہنس پڑا۔ وہ دونوں ایک بڑی سی جھاڑی کے پیچھے دبکے ہوئے تھے۔ مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جوزف واپس آیا۔

" ادھر دور دور تک کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔" جوزف نے واپس آ کر کہا۔ اور وہ دونوں جھاڑی کے پیچھے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جوزف کے پیچھے چلتے ہوئے جنگل میں داخل ہو

گئے۔ جنگل خاصا گھنا تھا لیکن وہاں بڑے درندے نہ پائے جاتے تھے۔ صرف چھوٹے اور بے ضرر سے جانور ادھر ادھر دوڑتے نظر آ رہے تھے۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی جوزف نے خود بخود کمان سنبھال لی تھی اور اب ٹائیگر اور جوانا اس کی پیروی کر رہے تھے۔

" کیمپ سرخ پہاڑوں والی پہاڑی سے دائیں طرف تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ہمیں پہلے وہ سرخ پتھروں والی پہاڑی کو تلاش کرنا ہے۔ اس سے پہلے ایک چھوٹی پہاڑی بھی آتی ہے اور یہ پہاڑی تقریباً جنگل کے درمیان میں ہے۔" ٹائیگر نے جنگل میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ایک منٹ۔ ابھی کچھ روشنی ہے۔ میں اس پہاڑی کی لوکیشن چیک کر لوں۔" جوزف نے کہا اور پھر وہ کسی پھرتیلے بندر کے سے انداز میں ایک اونچے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں بھی اس درخت کے قریب رک گئے۔ تقریباً دس منٹ بعد جوزف نیچے اتر آیا۔

" وہ سرخ پہاڑی تو یہاں سے بہت دور شمال کی طرف ہے۔ وہ تو مجھے نظر نہیں آئی البتہ وہ چھوٹی پہاڑی میں نے دیکھ لی ہے۔" جوزف نے کہا۔

" بس ٹھیک ہے۔ چھوٹی پہاڑی تک پہنچنے کے بعد ہم اسے آسانی سے تلاش کر لیں گے۔ لیکن ہمیں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ کہیں وہ بلیک فورس والے نہ ہم سے آ ٹکرائیں۔" ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ تینوں بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ حالانکہ گہرا اندھیرا

چھا گیا تھا لیکن جوزف کی آنکھیں اس طرح راستہ دیکھ رہی تھیں۔ جیسے رات کی بجائے دن کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی ہو اور اب وہ مکمل طور پر جوزف کے محتاج ہو کر رہ گئے تھے۔ ٹارچیں جلانے کی انہوں نے کوشش ہی نہ کی تھی۔ کیونکہ اس طرح وہ آسانی سے پکڑے جا سکتے تھے۔

"ہمیں رات کی بجائے دن کو جنگل میں داخل ہونا چاہیئے تھا" اچانک جوانا نے کہا۔

"فکر نہ کرو جوانا! مجھے اس طرح نظر آ رہا ہے جیسے دن ہو" جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

انہیں مسلسل سفر کرتے کرتے تقریباً دو گھنٹے گزر گئے تو انہوں نے کچھ دیر کہیں رُکنے کا پروگرام بنایا اور پھر ایک کھلی جگہ بیٹھ کر انہوں نے نہ صرف تھیلوں میں موجود پانی کی بوتلیں نکال کر پیاس بجھائی بلکہ تھیلوں میں موجود خوراک کے بند ڈبوں سے انہوں نے کچھ خوراک بھی کھائی۔

تقریباً آدھا گھنٹہ آرام کرنے کے بعد ایک بار پھر ان کا سفر شروع ہو گیا۔ اچانک ایک جگہ سے گزرتے ہوئے جیسے ہی ٹائیگر کا پیر ایک جھاڑی پر پڑا۔ ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز اُبھری تو وہ اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔

"کوئی سانپ ہو گا" جوزف نے مڑ کر کہا اور ٹائیگر نے بھی سر ہلا دیا۔ لیکن اب وہ اور زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔

وہ چھوٹی پہاڑی اب قریب آ گئی ہے ٹائیگر۔ مجھے اس کی بو آ رہی ہے" جوزف نے اچانک کہا۔

"پہاڑی کی بو۔ کمال ہے۔ یہ نئی بات ہے" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ جنگل ہے مسٹر ٹائیگر اور میں جنگلوں کا شہزادہ ہوں۔ میں یہاں ایک ایک پودے کی الگ الگ بُو سونگھ سکتا ہوں اور پہاڑی تو بہرحال ان سے الگ ہوتی ہے۔" جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"میرے خیال میں جوزف کو اب شراب کی طلب ہو رہی ہے۔ اس لئے اسے اب پہاڑی کی بُو آنے لگ گئی ہے" جوانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جنگل کی ہوا مجھ پر شراب سے زیادہ اثر کرتی ہے۔ وہ دیکھو وہ سامنے پہاڑی ہے یا نہیں" جوزف نے کہا۔

اور واقعی ان دونوں نے اندھیرے میں اس چھوٹی سی پہاڑی کا سیاہ ہیولا دیکھ لیا۔

"بہت خوب جوزف —— بہت خوب۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی جنگلوں کے شہزادے ہو" ٹائیگر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے اسے اپنے عقب میں جوانا کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ تو اس نے جوانا کو لڑکھڑا کر آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"کیا ہوا" ٹائیگر نے پوچھا۔ جوزف بھی رُک کر انہیں دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔

"میرا پیر کسی ایسی چیز میں اُلجھا ہے جیسے کوئی باریک سی تار ہو" جوانا نے مُڑ کر اس جگہ کو دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے وہ ابھی گزرا تھا۔

"اوہو جوانا صاحب یہ ایکریمیا نہیں ہے۔ یہ جنگل ہے۔ یہاں ایسی

بیلیں زمین پر موجود ہوتی ہیں جو موٹی سے موٹی تاروں سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں۔" جوزف نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے آگے چلیں" جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جوزف ٹھیک ہی تو کہتا ہے۔ کوئی بیل ہی ہو گی۔ اگر کیمپ نزدیک ہوتا تو میں سمجھتا کہ شاید وہاں حفاظتی انتظامات کے تحت کوئی تار بچھائی گئی ہو۔ لیکن کیمپ تو ابھی بہت دور ہے" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آؤ بھئی تم رک کیوں گئے۔ یہ جنگل ہے۔ یہاں کسی بھی وقت کہیں سے کوئی خطرہ نمودار ہو سکتا ہے" جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ سن لیا ہے۔ ہمیں بھی معلوم ہے یہ جنگل ہے" اس بار جوانا کو غصہ آ گیا تھا۔ لیکن ٹائیگر صرف مسکرا دیا۔

اور پھر وہ تینوں آگے بڑھنے لگے۔ چھوٹی پہاڑی کا سیاہ ہیولا اب زیادہ نزدیک نظر آنے لگا تھا۔ اچانک آسمان پر سے سائیں کی تیز آواز سنائی دی اور وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے جھاڑیوں میں دبک کر اوپر دیکھنے لگے۔ اوپر گھنے درختوں کی چوٹیاں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ اس لئے سوائے آواز کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

دوسرے لمحے جس جگہ چھوٹی پہاڑی کا ہیولا تھا اس کے اوپر ایک سرخ رنگ کا گولہ سا نمودار ہوا۔ اور اس طرح چھوٹی پہاڑی پر آ گرا جیسے آسمانی بجلی زمین پر گرتی ہے۔ اس کے نیچے گرتے ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور ابھی وہ تینوں سوچ ہی رہے تھے کہ یہ کیا چیز ہے کہ

یکلخت ان کے ذہنوں پر جیسے تاریک سی چادر پھیلتی چلی گئی۔ جیسے کسی نے ان کے ذہنوں کو اچانک سیاہ چادر سے ڈھانپ دیا ہو۔

پھر وہ درد کی تیز لہر تھی جس نے ٹائیگر کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا پیدا کر دیا۔ یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کی بند آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے جسم میں واقعی انتہائی تیز درد کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ بس کراہ کر رہ گیا۔ اور پھر اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔

"تمہیں ہوش آ گیا مسٹر" ایک آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے دیکھا کہ وہ ایک لوہے کی کرسی پر نائلون کی مضبوط ڈوری سے بندھا ہوا ہے۔ جبکہ اس کے سامنے کرنل فریدی کا ساتھی کیپٹن حمید اور اس کے ساتھ پانچ مسلح افراد کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک کی مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔ وہ ٹائیگر کے دائیں ہاتھ کی طرف کھڑا تھا۔ اور پھر اس نے سرنج ایک طرف اچھال دی اور مشین گن ہاتھ میں لے کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔ بائیں طرف جوزف اور جوانا فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

"ہونہہ ۔۔۔ تو تم نے کوئی بے ہوش کرنے والا بم پھینک کر ہمیں بے ہوش کر دیا تھا۔" ٹائیگر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ہم تمہیں اس مشین پر چیک کر رہے تھے۔ اور اگر تمہارے ساتھی کے پیر میں الجھ کر اس کی تار نہ ٹوٹتی تو ہمیں ایسا نہ کرنا پڑتا اور ہم تمہارا تعاقب کرتے ہوئے اس کیمپ تک پہنچ جاتے لیکن

تار ٹوٹنے کی وجہ سے مشین بیکار ہو گئی۔ اس لئے مجبوراً ہمیں تم لوگوں
کو بے ہوش کر کے یہاں لانا پڑا۔ اور اب تم اس کیمپ کا محل وقوع
اپنی زبان سے بتاؤ گے۔" کیپٹن حمید نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کیمپ —— اوہ۔ تو تم سمجھتے ہو کہ ہم کیمپ کے بارے میں جانتے
ہیں۔ ہم تو خود اس کیمپ کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔" ٹائیگر نے
جواب دیا۔

"ہونہہ —— تو تم اب سخت جانی کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہو۔ جانتے
ہو میں کون ہوں۔" کیپٹن حمید نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم عظیم جاسوس کرنل فریدی کے
عاشق مزاج ساتھی کیپٹن حمید ہو۔ جسے عشق لڑانے سے ہی فرصت نہیں
ملتی۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ —— تمہاری یہ چلتی ہوئی زبان ابھی خاموش ہو جائے گی۔
تم صرف کیپٹن حمید کی زندگی کے ایک رُخ کے بارے میں جانتے ہو۔
جب میرے ذہن پر سرخ چھپکلی سوار ہو جائے تو پھر کرنل فریدی بھی میرے
مدِمقابل آنے سے گھبراتا ہے۔" کیپٹن حمید نے پہلے سے زیادہ سخت
لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے ہر شریف آدمی چھپکلی کے مقابلے پر آنے سے گھبرائے
گا اور پھر سرخ چھپکلی تو سیاہ چھپکلی سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہو گی۔"
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ سیاہ چھپکلی زیادہ خوبصورت ہوتی ہے
یا سرخ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم سیکرٹ سروس میں نئے بھرتی ہوئے ہو۔

میں نے پہلے تمہیں عمران کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ جوزف اور
جوانا دونوں کو میں جانتا ہوں۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے کیپٹن حمید —— اور میں عمران صاحب کا شاگرد
ہوں۔ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ شاید میرا تعارف سن کر ہی تمہاری سرخ
چھپکلی اپنا رنگ زرد کر لے۔" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹائیگر —— میں نے تمہارے بارے میں سُنا تو ہے۔ بہرحال
میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم شرافت سے مجھے کیمپ کا صحیح محل وقوع
اور اس کے اندر داخلے کے راستے کے بارے میں بتا دو۔ میں اس لئے
اپنے آپ پر جبر کر رہا ہوں کہ کہیں کل عمران یہ گلہ نہ کرے کہ میرے
ہاتھوں اس کا آدمی ضائع ہو گیا ہے۔" کیپٹن حمید کے لہجے میں بے پناہ
غصہ تھا۔

"مجھے خود معلوم نہیں، میں بتاؤں گا کیا۔" ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے
میں کہا۔

"تو پھر تم وہاں کیا کرنے جا رہے تھے۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

"ہمیں صرف یہی حکم ملا تھا کہ ہم ہرانڈا جنگل میں جا کر گھومتے رہیں
اور بس۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو —— مجھے اُلو سمجھتے ہو۔" کیپٹن حمید بری طرح
پھٹ پڑا۔

"تم اپنے متعلق بہتر سمجھ سکتے ہو۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے دوسروں
کے متعلق سوچنے کی۔" ٹائیگر نے جواب دیا اور اب غصہ کیپٹن حمید کی

برداشت سے باہر ہو گیا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ٹائیگر کے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ کی زوردار آواز سے کھنڈر کا یہ بڑا سا کمرہ گونج اٹھا۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ ٹائیگر کا سر گھوم گیا اور اسے اپنے حلق میں خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔

"بس مظاہرہ ہو گیا بہادری کا —— تف ہے تم پر کیپٹن حمید، تم نے کرنل فریدی کی عظمت کو بھی گہنا دیا ہے۔ ایک بندھے ہوئے آدمی پر غصہ نکالنا تو بے غیرتوں اور بزدلوں کا فعل ہو سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہریش —— اسے کھول دو۔ آج میں اسے بتاتا ہوں کہ کیپٹن حمید کیا ہے"۔ کیپٹن حمید نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے سر خواہ مخواہ کی دردسری لینے کی۔ اسے یونہی بندھا رہنے دیں اور ہمیں حکم کریں۔ پھر دیکھیں یہ کیسے طوطے کی طرح ابھی ٹیں ٹیں کرنا شروع کر دے گا"۔ ہریش نے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں ہریش وہ کرو ورنہ میں تمہیں بھی گولی مار سکتا ہوں"۔ کیپٹن حمید نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن پر واقعی سرخ چھپکلی سوار ہو گئی تھی۔ اور جب بھی کوئی ایسا موقع آتا تھا پھر کیپٹن حمید واقعی دنیا کا خطرناک ترین لڑاکا بن جاتا تھا۔

ہریش نے آگے بڑھ کر جیب سے ایک باریک دھار کا خنجر نکالا، اور ایک ہی جھٹکے سے اس نے ٹائیگر کے جسم کے گرد بندھی ہوئی نائلون کی باریک سی رسیاں کاٹ ڈالیں۔

"کیپٹن حمید! اگر تم ہار گئے تو"۔ ٹائیگر نے اپنے ہاتھوں سے

اپنے بازوؤں کو مسلتے ہوئے کہا۔

"بے شک مجھے مار ڈالنا۔ یہ لوگ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے"۔ کیپٹن حمید نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"آؤ پھر میں بھی دیکھوں کرنل فریدی نے تمہیں کیا سکھایا ہے"۔ ٹائیگر ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ہریش نے جلدی سے لات مار کر لوہے کی کرسی کو ایک طرف دھکیلا اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

جوزف اور جوانا ایک طرف بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ درمیان میں خاصا وسیع رقبہ ان دونوں کو لڑنے کے لئے مل گیا تھا۔ ٹائیگر کے لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ جسے دیکھ کر کیپٹن حمید کے دماغ پر سوار چھپکلی کا رنگ اور زیادہ گہرا سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"اب بھی وقت ہے —— صرف چند لمحے"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"خواہ مخواہ مار کھانے کا شوق ہے تمہیں کیپٹن حمید —— میں عمران کا شاگرد ہوں اور مجھے اپنے استاد کی لاج رکھنا آتا ہے"۔ ٹائیگر نے اسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔

"تم پر اور تمہارے استاد دونوں پر لعنت"۔ کیپٹن حمید نے کہا اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح وہ حرکت میں آیا اور ٹائیگر کی پسلیوں پر زوردار ضرب لگاتا ہوا اس کے دائیں ہاتھ جا کھڑا ہوا۔

ٹائیگر اس خوفناک ضرب سے اچھل کر بائیں طرف کو جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا کیپٹن حمید نے اس کی کنپٹی پر ایک اور خوفناک ضرب لگا دی۔ کیپٹن حمید واقعی بجلی بنا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو واقعی اندازہ نہ

تھا کہ کیپٹن حمید اس قدر چستی پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کر سکتا ہے
کنپٹی پر لگنے والی ضرب نے اس کے ذہن میں رنگ برنگی پھلجھڑیاں
کھلا دیں اور اسی لمحے کیپٹن حمید نے اچھل کر اس کے سینے پر دونوں پیر
پوری قوت سے مارے اور ٹائیگر کا سانس رک گیا۔ وہ بری طرح سر
مارنے لگا۔

کیپٹن حمید واقعی اس پر چھا گیا تھا۔ اس نے اسے معمولی سا
ردعمل ظاہر کرنے کے قابل بھی نہ چھوڑا تھا۔ ٹائیگر نے سانس آتے ہی
تیزی سے اپنے نچلے جسم کو اوپر اٹھایا۔ اس طرح سینے کے نچلے حصے پر دباؤ
پڑنے سے اس کا رکا ہوا سانس بحال ہو گیا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید نے ایک
بار پھر اس کی پسلیوں پر بھرپور ضرب لگائی اور ٹائیگر بے اختیار کروٹیں لیتا
ہوا چند گز دور تک لڑھکتا چلا گیا۔

کیپٹن حمید پر تو واقعی وحشت سوار تھی۔ اس نے ٹائیگر کے لڑھکتے
ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ توڑنے کے لئے اچھل کر اس کی پشت پر
ضرب لگانے کی کوشش کی۔

لیکن اب ٹائیگر سنبھل گیا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی
کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کیپٹن حمید چونکہ ضرب لگانے کی وجہ سے سنبھل
نہ سکا اور ایک دھماکے سے کولہوں کے بل زمین پر گر پڑا۔

اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کیپٹن حمید۔ تم نے اپنا پورا زور لگا لیا
ہے۔ اب سنبھلو۔“ ٹائیگر کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی اور پھر جیسے
ہی کیپٹن حمید اچھل کر کھڑا ہوا۔ ٹائیگر نے یکلخت اچھل کر قلابازی کھائی
کیپٹن حمید اسے قلابازی کھاتا دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

تاکہ اسے ہوا میں اچھلتے ہوئے ضرب لگا کر اور زیادہ اچھال کر دیوار
سے مار دے لیکن ٹائیگر کا قلابازی کھاتا ہوا جسم یکلخت رکا اور وہ ہوا میں
ہی لٹو کی طرح گھوم گیا۔ اور اس بار کیپٹن حمید کے حلق سے زوردار چیخ نکلی
اور وہ اس طرح اڑتا ہوا دیوار کے قریب فرش پر جا گرا۔ جیسے کسی نے گیند
اچھال دی ہو۔ اور پھر ٹائیگر فلائنگ کک کے انداز میں بغیر کوئی وقت ضائع
کئے اس کی طرف اچھلا لیکن کیپٹن حمید نے یکلخت کروٹ بدلی اور ساتھ ہی
اس نے دونوں ٹانگیں اوپر اٹھا کر اپنے اوپر آتے ہوئے ٹائیگر کے
پیٹ پر اس طرح ضرب لگائی کہ ٹائیگر الٹ کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔
لیکن نیچے گرتے ہی وہ ایک بار پھر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو اب کیپٹن حمید
بھی اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اور وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

ٹائیگر کو اب پوری طرح احساس ہو گیا تھا کہ کیپٹن حمید مارشل آرٹ میں
واقعی بے پناہ مہارت رکھتا ہے اور اس کے ساتھ اس میں حیرت انگیز پھرتی
اور چستی بھی موجود تھی۔ وہ واقعی اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ کیپٹن حمید بس
عاشقی کے چکر میں ہی پڑا رہتا ہو گا۔ لیکن اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا
اور اس نے کیپٹن حمید کو سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اسی لمحے کیپٹن حمید ایک بار پھر اچھلا اور ٹائیگر تیزی سے ایک طرف
ہٹا لیکن کیپٹن حمید کا جسم ہوا میں ہی مڑ گیا اور اس کی زوردار فلائنگ کک
ٹائیگر کے سینے پر پڑی اور ٹائیگر اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔ کیپٹن
حمید ضرب لگا کر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا۔ ٹائیگر نے اچھل کر کھڑا ہونے
کی کوشش کی لیکن کیپٹن حمید تو بجلی بنا ہوا تھا ——— اور اسے ٹائیگر کو اٹھنے
کی پوزیشن میں دیکھتے ہی ایک خوفناک داؤ لگانے کا موقع مل گیا۔ اور وہ

تیزی سے گھوما اور پھر جیسے ہی اس کی پشت ٹائیگر کی طرف ہوئی، کیپٹن
حمید۔۔۔ ٹائیگر کی قلابازی کھاتی ہوئی پوزیشن پر پوری قوت سے پشت
کے بل اس پر گرا اور اس نے ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں اپنی رانوں میں دبا
لی تھیں اور اس کے کاندھے ٹائیگر کے سر کے پیچھے فرش سے لگ گئے۔
اور اس کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا لیکن ٹائیگر کا جسم مکمل طور پر دوہرا ہو گیا
تھا کیونکہ اس کی دونوں ٹانگیں کیپٹن حمید کی رانوں میں دبی ہونے کی وجہ
سے اس کے سر کے پیچھے چلی گئی تھیں

اب کیپٹن حمید کو صرف ایک جھٹکا دینے کی ضرورت تھی اور ٹائیگر ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاتا۔ اور پھر کیپٹن حمید نے یکلخت اپنے جسم کو
تیزی سے نیچے کی طرف جھٹکا دے کر اپنا داؤ مکمل کرنے کی کوشش کی
لیکن اسی لمحے ٹائیگر کے دونوں ہاتھ جو سائیڈوں میں کھلے ہوئے تھے۔
بجلی کی سی تیزی سے سمٹے اور کمان کی طرح مڑے ہوئے کیپٹن حمید کے
سینے کی دونوں سائیڈوں پر کراٹے کی دو خوفناک ضربیں لگیں تو کیپٹن حمید
کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور اس کا اکڑا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔
اور ٹائیگر یہی وقفہ چاہتا تھا۔

چنانچہ اس نے پوری قوت سے اپنے دوہرے ہوئے جسم کو اوپر کی
طرف اچھالا اور کیپٹن حمید اس کی ٹانگوں کے اوپر اچھلتا ہوا منہ کے بل
فرش پر جا گرا۔ ٹائیگر گو اس خوفناک داؤ سے اپنی پھرتی کی وجہ سے
بچ نکلا تھا۔ لیکن اس کی ریڑھ کی ہڈی میں شدید درد شروع ہو گیا تھا وہ
تیزی سے اٹھ کر اپنے قدموں پر کھڑا تو ہو گیا تھا۔ لیکن اسے اپنا توازن
برقرار رکھنے میں خاصی دقت محسوس ہو رہی تھی۔ جبکہ کیپٹن حمید منہ کے

بل نیچے گرتے ہی ایک بار پھر قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے
چہرے پر ہلکی سی تکلیف کے آثار ضرور نمایاں تھے۔ لیکن وہ بہرحال
انتہائی پُراعتماد نظر آ رہا تھا۔

اور پھر ٹائیگر کے ذہن میں جیسے ایک خیال اچانک گونج اٹھا اور وہ
خیال تھا اپنی شکست کا۔ اگر اس طرح لڑائی ہوتی رہی تو بہرحال یہ واضح
طور پر نظر آ رہا تھا کہ اس کا نتیجہ ٹائیگر کی شکست کی صورت میں ہی نکل
سکتا تھا۔

" تمہارے بس کا روگ نہیں ہے لڑنا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ
اپنے اس احمق استاد کو مدد کے لئے بلا لو"۔ کیپٹن حمید نے مذاق اڑانے
والے لہجے میں کہا۔

" میں تو اب تک صرف تمہاری جولانیاں دیکھ رہا تھا کیپٹن حمید۔
میں لڑا کب ہوں۔ اب دیکھنا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے"۔ ٹائیگر نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور پھر فقرہ ختم ہوتے ہی اس کا جسم حرکت میں
آ گیا۔ وہ بجائے اچھل کر کیپٹن حمید پر حملہ آور ہوتا۔ بجلی کی سی تیزی سے
اڑتا ہوا اس کے دائیں پہلو سے آگے نکل گیا۔ لامحالہ کیپٹن حمید کا جسم
تیزی سے اس کی طرف مڑا اور ٹائیگر بھی یہی چاہتا تھا۔ جیسے ہی کیپٹن
حمید کا جسم تیزی سے اس کی طرف گھوما، ٹائیگر یکلخت جھکا اور اس کے
دونوں ہاتھ فرش پر پڑے اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے
کیپٹن حمید کی گردن میں قینچی کی طرح فٹ ہو گئیں۔

کیپٹن حمید نے اس کی ٹانگوں کی قینچی کھولنے کے لئے اس کی پنڈلیوں
کے نیچے ہاتھ رکھے ہی تھے کہ ٹائیگر زوردار انداز میں چیختا ہوا فضا میں

اُٹھتا چلا گیا۔ چیخ اس نے کیپٹن حمید کی توجہ ہٹانے کے لئے ماری تھی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ اس کی چیخ سن کر کیپٹن حمید کے ہاتھوں کی حرکت ایک لمحے کے لئے رک گئی۔ اور اوپر کو اُٹھتا ہوا ٹائیگر کا جسم یکلخت گھوما اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے کیپٹن حمید کی پشت کی طرف نیچے آیا اور اس نے کیپٹن حمید کی پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر والے جسم کو یکلخت نیچے کی طرف جھٹکا دیا۔

کیپٹن حمید کا جسم کمان کی طرح پیچھے کو مڑتا چلا گیا۔ اس کے پیر اپنی جگہ موجود رہے جبکہ گردن پیچھے کی طرف ٹائیگر کے بھاری جسم کے وزن کی وجہ سے مڑتی چلی گئی۔

اور دوسرے لمحے ٹائیگر کا جسم فضا میں جھول گیا۔ اس کی پشت فرش سے صرف چند انچ اونچی رہ گئی تھی۔ لیکن کیپٹن حمید اس بار واقعی خوفناک داؤ میں پھنس گیا تھا۔ اس کے حلق سے بے اختیار گھٹی گھٹی چیخیں نکلنے لگیں اس نے اپنے جسم کو آگے کی طرف کھسکانا چاہا لیکن اس کی ٹانگیں ٹائیگر کے ہاتھوں میں پھنسی ہوئی تھیں۔ اور اس کے جسم کے بے پناہ وزن کی وجہ سے وہ ذرہ برابر بھی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ یہ تقریباً وہی داؤ تھا جو اس سے پہلے کیپٹن حمید نے خود ٹائیگر پر لگایا تھا لیکن اس کا انداز اب بدل چکا تھا اب کیپٹن حمید کا بچ نکلنا ناممکن ہو گیا تھا اور ٹائیگر کی ذرا سی حرکت سے کیپٹن حمید کی ریڑھ کی ہڈی کے تمام مہرے یقینی طور پر ٹوٹ جانے تھے کہ اچانک ہریش نے آگے بڑھ کر مشین گن کا بٹ ٹائیگر کے سینے پر پوری قوت سے مارا اور زوردار ضرب کی وجہ سے ٹائیگر کے دونوں ہاتھ جو کیپٹن حمید کی پنڈلیوں پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے یکلخت کھل گئے اور

کیپٹن حمید کا نچلا جسم تیزی سے آگے کی طرف پھسلتا چلا گیا اور وہ دونوں ہی ایک دھماکے سے فرش پر اس طرح گرے کہ دونوں ہی پشت کے بل فرش پر گرے ہوئے تھے۔ لیکن ٹائیگر کی ٹانگیں ابھی تک کیپٹن حمید کی گردن کے گرد قینچی کی صورت میں موجود تھیں۔

ہریش نے اس بار پھرتی سے اس کے سر پر ضرب لگائی تو ٹائیگر کی ٹانگیں کھل گئیں جبکہ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ کیپٹن حمید کی ریڑھ کی ہڈی میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں۔ اس نے تیزی سے اپنی ٹانگیں سمیٹیں اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا تھا ——— اور منہ سے بے اختیار ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں۔

" اگر میں اس پر ضرب نہ لگاتا تو آپ ختم ہو گئے تھے۔ اس نے انتہائی خوفناک داؤ لگایا تھا۔" ہریش نے مداخلت کرنے کا جواز بتاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ——— واقعی یہ خوفناک لڑاکا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ اس طرح اکٹوپس کی طرح مجھے جکڑ کر بے بس کر دے گا۔" کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے بیہوش پڑے ٹائیگر کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار گردن کو جھٹک رہا تھا۔

" آپ خواہ مخواہ لڑائی کے چکر میں پڑ گئے۔ اس کے جبڑے توڑ کر اس سے سب کچھ پوچھا جا سکتا ہے۔" ہریش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں ——— اب مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ آدمی تشدد کے سامنے بھی زبان نہیں کھولے گا۔ اس کے لئے ایک اور طریقہ استعمال

کرنا پڑے گا۔" کیپٹن حمید نے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا؟" ہریش نے چونک کر پوچھا۔

"دیکھتے جاؤ —— ایسا کرو کہ اسے دوبارہ کرسی سے باندھ دو۔"

کیپٹن حمید نے کہا اور ہریش نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا جو مجسموں کی طرح اب تک بے حس و حرکت کھڑے یہ خوفناک مقابلہ دیکھ رہے تھے اور ہریش کا اشارہ ملتے ہی وہ تیزی سے حرکت میں آئے اور انہوں نے اسی لوہے کی کرسی پر دوبارہ ٹائیگر کو باندھ دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور ہریش نے آگے بڑھ کر بندھے ہوئے ٹائیگر کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی آنکھیں کھل گئیں۔

"کیپٹن حمید خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر ہوش میں آنے کے بعد چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تمہاری وہ سرخ چھپکلی زرد پڑ گئی ہے یا نہیں۔" ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حقارت تھی۔

"زیادہ خوش فہمی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے مجھے وقتی طور پر بے بس کر دیا تھا لیکن مجھے اس داؤ کا توڑ آتا تھا۔ لیکن ہریش نے جلدی کی۔ بہرحال اب میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اس لئے اب میں نے دوسرا طریقہ اپنانے کا سوچا ہے۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو جوانا اور جوزف بھی باقی رہتے ہیں۔ ان سے بھی لڑ کر دیکھ لو۔ ویسے مجھے تم لوگ سے اس قدر گھٹیا پن کی توقع نہ تھی۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہریش۔" کیپٹن حمید نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ہریش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس۔" ہریش نے چونک کر پوچھا۔

"اپنا خنجر مجھے دو اور فرش پر پڑے ہوئے جوزف اور جوانا دونوں کو گولیوں سے اڑا دو۔ یہ اب ہمارے لئے فالتو ہیں" کیپٹن حمید نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔" ہریش نے کہا اور جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر کیپٹن حمید کی طرف بڑھا دیا اور خود مشین گن سنبھال کر اس طرف کو مڑ گیا جدھر جوزف اور جوانا بندھے ہوئے پڑے تھے۔

"تو تم اب بیہوش افراد پر گولیاں برساؤ گے۔" ٹائیگر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب میں اخلاقیات کے چکر میں الجھنا نہیں چاہتا۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہریش فائر کھولتا، اچانک ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کرنل صاحب آ گئے ہیں۔" اس آدمی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔" کیپٹن حمید نے اچھل کر کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ہریش بھی رک گیا تھا۔

اسی لمحے کھنڈر میں کرنل فریدی نمودار ہوا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے حمید؟" کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں بندھے ہوئے ٹائیگر اور فرش پر پڑے ہوئے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"گھٹیا پن کا مظاہرہ"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے مختصر طور پر اب تک گزرنے والے سارے واقعات بتا دیئے۔

کرنل فریدی کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار ابھر آئے۔

"تم واقعی گھٹیا پن پر اتر آئے ہو۔ کھول دو اسے اور جوزف اور جوانا کو بھی ہوش میں لے آؤ۔" کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ کیمپ کا راز آسانی سے نہیں بتائے گا۔ میں نے اب خنجر سے اس کی کھال اتارنے کا پروگرام بنایا تھا۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے ان سے راز پوچھنے کی۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو میں نے گرفتار کر لیا تھا۔ اور پھر ظاہر ہے راز حاصل کرنا کوئی مشکل نہ تھا۔ کھول دو اسے۔"

کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ہریش کے ساتھیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر ٹائیگر کی رسیاں کھول دیں۔ جبکہ ہریش نے جیب سے ایک ڈبہ نکالا اور اس میں سے ایک سرنج نکال کر اس کی سوئی پر چڑھی ہوئی کیپ اتاری اور فرش پر پڑے ہوئے جوزف کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ سرنج خالی کرنے کے بعد اس نے ایک طرف اچھال دی اور پھر ڈبے سے دوسری سرنج نکال کر ــــ اس کا محلول اس نے جوانا کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی جوزف اور جوانا

بھی ہوش میں آ کر اٹھ بیٹھے۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

"مسٹر ٹائیگر ــــ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ اور جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔" کرنل فریدی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ہماری نگرانی کر کے کیمپ کا پتہ چلا لیں گے تو کرنل صاحب ایسا ناممکن ہے۔" ٹائیگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کرتا ہوں اور کیا نہیں۔ یہ تمہارا دردسر نہیں ہے تم جا سکتے ہو۔ اور ہریش باہر سب کو کہہ دو کہ انہیں جانے دیں۔" کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا اور ہریش نے سر ہلا دیا۔

"آؤ جوزف اور جوانا چلیں۔" ٹائیگر نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جواب اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

"کیا مشن ختم ہو گیا ہے۔" جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ میرے نزدیک ختم ہو گیا ہے۔" کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں خاموشی سے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔

کرنل فریدی خاموش کھڑا تھا۔ ہریش ان تینوں کے ساتھ ہی چلا گیا تھا۔ جب ان کے قدموں کی آواز غائب ہو گئی تو کرنل فریدی کیپٹن حمید سے مخاطب ہوا۔

"تم احمق ہو جو یہ سوچ رہے تھے کہ یہ لوگ زبان کھول دیں گے انہیں گرفتار ہی نہ کرنا تھا۔ بلکہ صرف ان کی نگرانی کرنی تھی۔" کرنل

فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

" لیکن مشین کی تار ٹوٹ گئی اور ہم انہیں کھو بیٹھے تھے۔ اگر ہم انہیں پکڑ نہ لیتے تو یہ کیمپ میں گھس جاتے اور پھر ان کو ٹریس کرنا ناممکن ہو جاتا"۔ کیپٹن حمید نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

" اگر ایسی صورت تھی تو ان کے جسموں میں اسگنس۔ اے انجیکٹ کر دینا تھا۔ اس طرح یہ کسی صورت بھی اسگنس اے کی نگرانی سے نہ بچ سکتے تھے۔ یہ عمران کے ساتھی ہیں اس لئے تمہیں اتنی تو سمجھ رکھنی چاہیئے کہ یہ لوگ مر تو سکتے ہیں لیکن زبان نہیں کھول سکتے۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔"

" تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔" کیپٹن حمید نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے واقعی اس کا خیال نہ آیا تھا۔

" کیمپ اس ہرانڈا جنگل میں ہے۔ ان تینوں کے یہاں آنے سے یہ بات کنفرم ہو چکی ہے۔ صبح ہوتے ہی ہم پوری بنیک فورس کے ساتھ جنگل میں داخل ہو جائیں گے۔ اور پھر ریز ڈیٹیکٹر کے ذریعے کیمپ لامحالہ سامنے آجائے گا۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" ایکٹا ریز ڈیٹیکٹر — تو کیا آپ دوسری مشین لے آئے ہیں۔ پہلی تو تباہ ہو چکی ہے اور میرے خیال میں ہمارے پاس اس قسم کی ایک ہی مشین تھی۔" کیپٹن حمید نے چونک کر جواب دیا۔

" ہمارے پاس ایک تھی لیکن نیدر لینڈ کے پاس تو ایک نہ تھی۔ میں نے کال کر کے اسے طلب کر لیا ہے۔ صبح تک وہ پہنچ جائے گی مجھے صرف عمران اور اس کی ٹیم کی طرف سے فکر تھی وہ فکر ختم ہو چکی ہے

اب ہم اطمینان سے کارروائی مکمل کر سکتے ہیں"۔ کرنل فریدی نے بیرونی دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" تو کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی ختم ہو چکے ہیں۔" کیپٹن حمید نے یقین نہ آنے والے لہجے میں پوچھا۔

" ابھی ختم تو نہیں ہوئے لیکن ہمارے لئے وہ ختم ہو چکے ہیں۔ میں انہیں ایسی جگہ قید کر آیا ہوں کہ وہ وہاں سے زندہ باہر نہیں نکل سکیں گے۔" کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر جانے لگا۔ لیکن کیپٹن حمید اس مبہم گفتگو پر کندھے اچکا کر رہ گیا۔ اسے کرنل فریدی کے کسی اقدام یا بات کی سمجھ نہ آ رہی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کمرے میں قید ہوئے تین چار گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا تھا۔ عمران کے سارے ساتھیوں نے صوفوں سے نیچے اتر کر واقعی کیچوؤں کی طرح رینگتے ہوئے دیواروں پر زور آزمائی کر لی تھی۔ لیکن وہ یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ تو تلاش کرنا ایک طرف اور زیادہ تھک گئے تھے۔ پہلے تو ان کے اعصاب سُست روی سے کام کر رہے تھے لیکن اب ان کے سانس بھی تیز تیز چل رہے تھے۔ ذرا سی حرکت کرنے سے انہیں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ میلوں دوڑ کر آئے ہوں۔

کمرے میں واقعی آکسیجن تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی۔ عمران آنکھیں بند کئے خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ واقعی سو رہا ہو۔ لیکن دراصل اس کا ذہن تیزی سے اس خوفناک صورت حال سے نکلنے کی کسی تدبیر پر غور کر رہا تھا۔ اسے اچھی طرح

معلوم تھا کہ ان کی جسمانی حالت ایک ہفتہ سے پہلے ٹھیک نہیں ہو سکتی اور آکسیجن کی کمی اور بھوک پیاس کی وجہ سے وہ ایک ہفتے سے پہلے موت کا لقمہ بن جائیں گے۔ کرنل فریدی نے واقعی انہیں عجیب انداز میں بے بس کر دیا تھا۔ ایسا بے بس کا جس کا کوئی حل بظاہر نظر نہ آ رہا تھا اور وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ آخر کار سب ساتھیوں نے عمران کو گھیر لیا۔

"خدا کے لئے عمران کوئی تجویز سوچو ورنہ ہم سب واقعی سسک سسک کر مر جائیں گے۔" جولیا نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو شرطیں ہیں ——— وہ مان لو تو میری کھوپڑی کے سیل چارج ہو سکتے ہیں۔" عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بکواس نہیں چلے گی۔ سمجھے۔ ورنہ میں دیوار سے ٹکر مار کر خودکشی کر لوں گی۔" جولیا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا اور آنکھیں قدرے پھٹ گئی تھیں۔

"اوہ ——— تم لوگوں کی حالت تو واقعی خراب ہوتی جا رہی ہے میں نے کہا تو تھا کہ زیادہ حرکت مت کرو۔ کرنل فریدی نے ہمیں سزا دی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے اس نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہو گی۔ بہرحال تمہاری حالت دیکھ کر اب میری کھوپڑی کو بغیر شرطوں کے ہی چارج ہونا پڑے گا۔ ورنہ جب شرطیں پوری کرنے والے ہی نہ رہیں گے تو پھر شرطوں کا بیسن نے اچار، جام، جیلی بنانی ہے۔" عمران کی زبان اس حالت میں بھی اسی رفتار سے چل رہی تھی۔

"باتیں کرنے کی بجائے کوئی تجویز سوچو۔" جولیا نے اور زیادہ

آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں تنویر —— تمہارا کیا خیال ہے۔ یار تم سب منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہوئے ہو۔ کچھ بولو کچھ سر سے کھیلو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے سب ساتھیوں سے کہا جو فرش پر اِدھر اُدھر اس طرح لیٹے ہوئے تھے۔ جیسے ورلڈ چیمپئن ریس میں حصہ لینے کے بعد آرام کر رہے ہوں۔

"جب تمہاری زبان چل رہی ہے تو ہمارے بولنے کا کیا فائدہ"۔ تنویر نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یعنی جو بولے وہی کنڈی کھولے۔ بہت خوب۔ آج اس محاورے کی اصل حقیقت کا پتہ چلا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب —— نجانے کیا بات ہے جب آپ ساتھ ہوں تو ہمارا دماغ یکسر ماؤف ہو جاتا ہے۔ ویسے میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی تھی ۔میں نے سوچا تھا کہ دروازے کے آگے دیوار لازماً کسی میکنزم کے ذریعے آئی ہے۔ اگر اس میکنزم کو ختم کر دیا جائے تو دروازہ کھولا جا سکتا ہے ۔لیکن باوجود تلاش کے کوئی تار وغیرہ نظر نہیں آئی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"گڈ —— چلو تم نے کچھ سوچا تو سہی۔ یہی غنیمت ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم اپنی جادو کی پٹاری سے کچھ نکالو عمران"۔ میرا ذہن اب چکرانے لگ گیا ہے۔ آکسیجن انتہائی تیزی سے کم ہوتی جا رہی ہے"۔ جولیا نے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا

"اوہ۔ اوہ —— مجھے واقعی اب تک اس بات کا خیال نہ آیا تھا۔ کمرہ خاصا بڑا ہے۔ اس لئے اتنی جلدی یہاں سے اتنی آکسیجن ختم نہیں ہو سکتی جتنی تم لوگوں کی حالت بتا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کرنل فریدی نے آکسیجن کھینچنے کی کوئی مشین فٹ کر رکھی ہے جو آہستہ آہستہ آکسیجن اس کمرے سے کھینچ رہی ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ کرنل فریدی زیادہ دیر ہمیں یہاں رکھنے کا رِسک نہیں لے سکتا۔"

عمران نے کہا اور پھر وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے قدم لڑکھڑائے لیکن جلد ہی اس نے اپنا توازن قائم کر لیا۔ اور پھر جس طرح مریض چلتے ہیں اس طرح وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک دیوار کے پاس پہنچا اور وہیں دیوار کے ساتھ جڑ میں اس طرح لیٹ گیا جیسے تھک کر آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا ہو۔ اس کا منہ دیوار کی طرف تھا اور وہ آہستہ آہستہ پیچھے دوسری دیوار کی طرف کھسکتا جا رہا تھا۔ پوری دیوار کے ساتھ کھسکنے کے بعد اس نے یہی عمل دوسری دیوار کے ساتھ کیا۔ اور پھر تیسری دیوار سے ہوتا ہوا اب وہ چوتھی دیوار جس میں پہلے دروازہ تھا پہنچ گیا۔ سارے ساتھی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ پھر جب وہ کھسکتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں وہ دروازہ تھا اور بعد میں کسی خودکار میکنزم کے ذریعے دیوار آ گئی تھی۔ تو وہ رُک گیا تھا۔

"یہ جگہ ہے جہاں سے آکسیجن کھینچی جا رہی ہے"۔ عمران نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے سارے ساتھی تیزی سے رینگتے ہوئے اس جگہ پہنچے۔ وہاں واقعی نئی دیوار کی جڑ کے قریب باریک سوراخ

تقریباً چوتھائی مربع فٹ کے فاصلے پر موجود تھے۔ جو صرف غور سے دیکھنے پر ہی نظر آتے تھے۔ ورنہ عام نظر سے دیکھنے میں وہ دیوار ہی لگتی تھی۔

"اس کے سامنے اگر صوفہ رکھ دیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ آکسیجن دوسری طرف جانی رُک جائے گی۔" صفدر نے کہا۔

"یہ جگہ جڑ کے قریب ہے اس لئے صوفے کو اُلٹا کر رکھنا پڑے گا۔" چوہان نے کہا۔

"ایک منٹ ٹھہرو۔" عمران نے کہا اور ایک بار پھر زمین کے ساتھ لیٹ کر اس نے کان ان سوراخوں میں سے ایک سوراخ پر رکھ دیا۔ چند لمحوں تک وہ اسی حالت میں رہا اور پھر دوبارہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اس کی آواز بتا رہی ہے کہ یہ آکو ایس تھری ٹائپ مشین ہے" عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کریں۔" جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ مت ــــ اگر ہم نے یہاں تک صورت حال کا جائزہ لے لیا ہے تو اس کا توڑ بھی نکل آئے گا۔" کرنل فریدی نے اپنے طور پر تو کوئی گنجائش نہیں رکھی لیکن وہ یہ بھول گیا ہے کہ ہر سیر کا سوا سیر ضرور ہوتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اپنی قمیض کے بٹن کھولے اور قمیض اتار دی۔ اس کے بعد اس نے قمیض کے ایک بٹن کو جو سیپ کا بنا ہوا تھا۔ دانتوں میں پکڑ کر زور سے دبایا چند لمحے کی کوشش کے بعد وہ بٹن کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے بٹن کے چھوٹے ٹکڑوں کو اپنی مٹھی میں دبا

لیا اور پھر دوسرا بٹن توڑنا شروع کر دیا۔

دو بٹنوں کے ٹکڑے توڑ کر اس نے انہیں مٹھی میں بند کیا اور پھر اس نے یکلخت مٹھی کو ان سوراخوں کی طرف کر کے اس طرح کھول دیا کہ اس کی ہتھیلی ان سوراخوں سے چمٹ گئی۔

سارے ساتھی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے بچے کسی مداری کو کوئی انوکھا شعبدہ دکھانے کی کوشش کرتے دیکھ رہے ہوں۔

عمران نے چند لمحے ہتھیلی کو اسی طرح ان سوراخوں کے ساتھ دبائے رکھا۔ اور پھر ہاتھ ہٹایا تو اس کی ہتھیلی پر ٹوٹے ہوئے بٹنوں کا ذرہ تک نہ تھا۔

"اس سے کیا ہو گا۔" جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ دیوار جو دروازے کے آگے تھی تیز سرسراہٹ کے ساتھ سائیڈ کی دیوار میں غائب ہو گئی۔ اور وہی دروازہ نظر آنے لگ گیا جو اس دیوار نے چھپا لیا تھا۔ عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور تازہ ہوا کا جھونکا اندر آ گیا۔

"آپ لوگوں کی خاطر مجھے اپنے دو بٹنوں کی قربانی دینا پڑی ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھلے ہوئے دروازے سے باہر چلا گیا۔ یہ ایک کھلی ہوئی راہداری تھی۔

"کمال ہے ــــ حیرت ہے ــــ یہ تو واقعی جادو ہے۔" جولیا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی جبکہ باقی سارے ساتھیوں کے

چہروں پر بھی حیرت کے شدید آثار نمایاں تھے۔ دروازہ کھلتے ہی ان کے تیز تیز سانس نارمل ہونے لگے تھے۔ وہ بھی عمران کے پیچھے راہداری میں آ گئے۔

عمران اس دوران آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اور پھر دائیں طرف والے کمرے کے ساتھ ہی بنے ہوئے ایک بڑے سے خانے کے سامنے رک گیا۔ وہاں ایک ایسی مشین موجود تھی۔ جس کے بلب بجھے ہوئے تھے۔ اور اس پر موجود تین چار ڈائیلوں پر موجود سوئیاں اب ساکت نظر آ رہی تھیں۔

"یہ ہے وہ آکو۔ ایس تھری مشین۔ کرنل فریدی نے اپنی طرف سے عقلمندی سے کام لیتے ہوئے اسے اس میکنزم کے ساتھ منسلک کر دیا تھا جس سے دروازہ ایئر ٹائٹ ہوتا ہے تاکہ جب تک یہ مشین آف نہ ہو دروازہ کھل ہی نہ سکے۔ اس طرح ہم لاکھ ٹکریں مارتے اس دیوار کو دروازے کے سامنے سے نہ ہٹا سکتے تھے اور یہ مشین آہستہ آہستہ آکسیجن کھینچتی رہتی۔ جب کمرے کی آکسیجن بالکل ختم ہو جاتی تو پھر یہ مشین بند ہو جاتی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل جاتا۔ لیکن ظاہر ہے اس وقت تک ہم مر چکے ہوتے۔ البتہ کرنل فریدی کو اس سے یہ فائدہ ہوتا کہ دروازہ کھل جانے کی وجہ سے ہماری مڑی تڑی لاشیں تیزی سے نہ سڑنے لگتیں اور ہماری موت کی وجہ بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی نہ پہچان سکتا۔ لیکن میں نے کرنل فریدی کی ترکیب اسی پر الٹ دی۔ سیپ میں یہ صفت ہے کہ اسے جب کسی توانائی عمل کے سرکٹ میں پہنچا دیا جائے تو اس کے اندر سے جب توانائی کی لہریں گزرتی ہیں تو

ان کا عمل ری ایکشن کی وجہ سے الٹ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جیسے ہی بٹنوں کے ذریعے آکسیجن کے ساتھ ساتھ توانائی سرکٹ میں پہنچی تو سرکٹ الٹ گیا۔ اور سرکٹ الٹنے کی وجہ سے دروازہ خود بخود کھل گیا۔" عمران نے اپنے ساتھیوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اور اگر تمہاری قمیض کے بٹن سیپ کے نہ ہوتے تو۔" جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تو پھر مجھے آنکھوں سے کام لینا پڑتا۔ تنویر کی آنکھیں بالکل بٹنوں کی طرح ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سارے ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ جبکہ تنویر نے بغیر کوئی جواب دیئے صرف منہ پھیر لیا۔

"ارے ــــ ارے۔ اب منہ پھیرنے کا کیا فائدہ۔ اب تو میں نے اپنے بٹنوں کی قربانی ویسے ہی دی ہے۔ اب بھلا میں کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ میرا رقیب روسیاہ بغیر آنکھوں کے ہو۔" عمران نے تنویر کو منہ پھیرتے دیکھ کر کہا۔

"تمہاری زبان بند نہیں ہو سکتی۔ خواہ مخواہ بکواس کئے جا رہے ہو۔" تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا یار۔ ناراض نہ ہو میں رنگ۔ بدل دیتا ہوں۔ چلو سفید کی جگہ سیاہ سہی۔ اب تو خوش ہو۔" عمران نے کہا اور راہداری ہلکے ہلکے قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"اب یہیں کھڑے رہنا ہے۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب ــــ ایسا نہ ہو کہ کوئی آ جائے۔" صفدر نے

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سوائے عزرائیل کے اور کون آسکتا تھا۔ اور وہ ابھی تک آیا نہیں۔ اس لئے اب فکر کی کوئی بات نہیں۔" عمران نے کہا اور آہستہ آہستہ آگے راہداری میں بڑھنے لگا۔

باقی ساتھی بھی دیواروں کو پکڑے آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے انتہائی لاچار، لاغر اور کمزور فقیروں کی ٹولی چل رہی ہو۔ انہیں دیکھ کر کوئی مر کر بھی یقین نہ کر سکتا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کارکردگی سے دنیا بھر کے مجرم خوف سے کانپتے رہے ہیں۔

راہداری کا اختتام سیڑھیوں پر ہوا اور سیڑھیاں چڑھنا ان کے لئے خاصا کٹھن مرحلہ ثابت ہوا لیکن کسی نہ کسی طرح رینگتے اور ایک دوسرے کا سہارا لیتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھ کر ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ اب ان کے سانس تو نارمل ہو چکے تھے لیکن ان کے اعصاب اسی طرح سست روی کا شکار تھے۔

"مجھے ٹاسک تھری کا انٹی سیرم تلاش کرنا ہوگا۔ ورنہ اس طرح تو کرنل فریدی تک پہنچنے میں ہمیں صدیاں گزر جائیں گی۔" عمران نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا ضروری ہے کہ وہ یہاں موجود ہو۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کرنل فریدی نے جب ٹاسک تھری منگوایا ہو وہ ساتھ ہی آگیا ہو۔ کیونکہ دونوں کی قانوناً ایک ہی پیکنگ میں موجودگی ضروری ہے۔" عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھولتے ہی اس کی نظریں نچلے خانے میں رکھے ہوئے ایک ڈبے پر پڑیں۔

تو وہ چونک پڑا۔ اس نے وہ ڈبہ اٹھایا اور اسے فرش پر رکھ کر کھول دیا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔ ڈبہ آدھے سے زیادہ خالی تھا۔ جبکہ آدھے ڈبے میں سرنجیں ترتیب سے پڑی تھیں۔ ان کی تعداد بارہ تھی جن میں سے چار تو مختلف رنگوں کی تھیں اور آٹھ مختلف رنگوں کی۔ عمران نے سرخ رنگ کے محلول والی سرنج اٹھائی اور اس کی کیپ ہٹا کر اس نے سرنج کی سوئی اپنے دوسرے بازو میں گھونپ دی اور سرنج میں موجود سرخ رنگ کا محلول اس کے جسم میں انجیکٹ ہونے لگا۔ ایک چوتھائی محلول جب چلا گیا تو عمران نے سرنج باہر کھینچ لی۔

"یہ لو ایک چوتھائی محلول انجیکٹ کر لو۔ دس منٹ بعد ہم سب ٹھیک ہو چکے ہوں گے۔" عمران نے سرنج صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور خود اس نے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

چند لمحوں بعد اس کا پورا جسم پسینے سے تر ہو گیا۔ چہرے سے پسینہ اس طرح بہہ رہا تھا جیسے مساموں میں فوارے چل رہے ہوں۔ پھر آہستہ آہستہ پسینہ نکلنے کی رفتار میں کمی آنے لگی۔ باقی ساتھیوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ ان کے لباس پسینے سے تر بتر ہو چکے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے انہوں نے نہا کر گیلے لباس پہن لئے ہوں۔ پھر جتنی تیزی سے پسینہ نکلا تھا اس سے زیادہ تیزی سے وہ سوکھتا بھی گیا۔ کیونکہ پسینے کے بعد جسم میں سے اس طرح آگ سی نکلنے لگی جیسے انہیں انتہائی تیز بخار ہو گیا ہو۔ ان کے چہرے حدت کی وجہ سے سرخ پڑ گئے تھے۔ سب کے منہ سے کراہیں نکل رہی

رہی تھیں۔ اور شدید تکلیف کی وجہ سے ان کے چہرے بگڑ گئے تھے۔
پھر آہستہ آہستہ حدت کم ہوتی چلی گئی اور پھر سب سے پہلے عمران نے آنکھیں کھولیں اور اس کے بعد وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس کے اعصاب نارمل ہو چکے تھے۔

"کرنل فریدی کو اس تکلیف کا پورا پورا حساب دینا پڑے گا" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے سارے ساتھی پوری طرح فٹ ہو چکے تھے۔

"خدا کی پناہ ——— بڑی تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔" جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو ——— کرنل فریدی کو ہم سے بھی زیادہ تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے لیکن میں نے ایک کمرے میں لانگ رینج ٹرانسمیٹر دیکھ لیا ہے۔ ٹائیگر یقیناً اب تک اس کیمپ میں پہنچ چکا ہوگا۔ اس سے وہاں کی صورت حال کا پتہ چل سکتا ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت مختلف کمروں اور راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ یہاں دیوار کے ساتھ ایک لانگ رینج کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

"یہ کوٹھی یقیناً کرنل فریدی کا پرانا اڈہ ہے۔ اس لئے یہاں ایمرجنسی ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔ اور اگر یہ کوئی اڈہ ہے تو پھر لازماً کرنل فریدی کا کوئی نہ کوئی آدمی یہاں موجود ہونا چاہیئے۔" عمران نے ٹرانسمیٹر پر

مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کا کوئی آدمی کسی کام سے باہر گیا ہوا ہو۔" صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں ——— ایسا ہو سکتا ہے۔ اس کا آدمی کسی کام سے باہر گیا ہوا ہو۔ تم باہر کا خیال رکھو، میں ٹائیگر کو کال کر لوں۔" عمران نے کہا اور صفدر، اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ دو اور ساتھی باہر چلے گئے۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— عمران کالنگ ٹائیگر ——— اوور۔" عمران نے ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرتے ہوئے کہا۔

"یس ——— ٹائیگر اٹنڈنگ ——— اوور۔" چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ——— کیا رپورٹ ہے۔ تم اس وقت کہاں ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"میں ہرانڈا جنگل میں ہوں۔ یہاں تو کسی قسم کی کوئی سرگرمی نظر نہیں آ رہی۔ سب اوکے ہے۔ اوور۔" دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیلنے لگے۔

"کیا کرنل فریدی یا بلیک فورس وہاں نہیں پہنچی۔ اوور۔" عمران کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"نہیں جناب ——— جنگل میں اب تک کوئی آدمی بھی نہیں پہنچا۔ میں جوزف اور جوانا مختلف سپاٹس پر نگرانی کر رہے ہیں۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کرنل فریدی بتا رہا تھا کہ اس نے کیپٹن حمید اور بلیک فورس کا ایک سیکشن ہرانڈا جنگل میں بھجوا دیا ہے اور پھر میرے سامنے اسے رپورٹ ملی تھی کہ کیپٹن حمید نے کیمپ کو ٹریس کرنے کے لئے ریز ڈیٹیکٹر منگوایا تھا جسے راستے میں تباہ کر دیا گیا اور اس کے دو ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور پھر وہ ہمیں یہاں بند کر کے خود ہرانڈا جنگل کی طرف گیا اور شاید اسے گئے ہوئے چار پانچ گھنٹے گزر چکے ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ جنگل میں کوئی آدمی نہیں پہنچا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ اوور۔"

عمران کے لہجے میں بے پناہ الجھن تھی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب —— آپ بے شک جوزف اور جوانا سے تصدیق کر سکتے ہیں۔ اوور۔" ٹائیگر نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں —— اس کا مطلب ہے کرنل فریدی کوئی اور کھیل کھیل رہا ہے۔ ٹھیک ہے تم لوگ چوکنے رہو۔ میں اسے ٹریس کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل۔" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"مجھے ٹائیگر کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔ کرنل فریدی اگر وہاں نہیں گیا تو پھر آخر کہاں گیا ہے۔ وہ جس طرح ہرانڈا جنگل کے بارے میں کنفرم تھا اور اس نے پہلے ہی کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کو وہاں بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد تو اس کا کسی اور طرف جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔" عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ کیمپ ہے تو ہرانڈا جنگل میں ہی۔" جولیا نے کہا۔

"ہاں وہیں ہے۔" عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا لیکن اس کی آنکھوں میں شدید الجھن کے تاثرات موجود تھے۔ وہ سوچنے کے سے انداز میں چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ٹائیگر، جوزف اور جوانا مشین گنوں سے مسلح افراد کے ساتھ چلتے ہوئے اس کھنڈر سے باہر آ گئے۔ یہ مسلح افراد تعداد میں تین تھے۔

"اب بھاگ جاؤ۔" کرنل فریدی نے تمہاری جانیں بخش دی ہیں۔" ایک مسلح آدمی نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا اور جوانا تیزی سے مڑنے ہی لگا تھا کہ ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"سنو —— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمیں جنگل تک چھوڑ آؤ۔" ٹائیگر نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو روکنے کے ساتھ ہی اس مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر نرم لہجے میں کہا۔

"اگر تم اتنے ہی بزدل تھے تو یہاں کیا کرنے آئے تھے۔ جاؤ بھاگ جاؤ۔" اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یار میں تمہاری منت کر رہا ہوں اور تم اکڑتے جا رہے ہو۔" ٹائیگر

نے ایک قدم بڑھا کر اس کے قریب جاتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں بھاگ جاؤ ورنہ میں گولی چلا دوں گا" اس آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رُخ بھی ٹائیگر نے کے سینے کی طرف کر دیا تھا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا اُچھل کر ٹائیگر کے سر کے اوپر سے گزر کر اس کے عقب میں جا گرا اور مشین گن اب ٹائیگر کے ہاتھوں میں تھی۔

ٹائیگر نے صرف اس کی مشین گن کی نال پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا تھا جس کے نتیجے میں یہ آدمی اس کے سر کے اوپر سے گزر کر اس کے پیچھے جا گرا تھا۔ باقی دو مسلح افراد نے تیزی سے اپنی مشین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ جوزف اور جوانا کسی چھلاوے کی طرح اڑتے ہوئے ان دونوں سے آ ٹکرائے۔

"کسی کی آواز نہ نکلے۔" ٹائیگر نے چیخ کر کہا۔ اور تیزی سے اس نے اس اٹھتے ہوئے آدمی کے سر پر مشین گن کا دستہ رسید کر دیا۔ جس سے اس نے مشین گن چھینی تھی۔ اِدھر باقی دو مسلح افراد کے حلق سے بھی گھٹی گھٹی سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ٹائیگر نے پہلے وار کے فوراً بعد ہی دوسرا وار کر دیا اور وہ آدمی دوسری ضرب کھا کر بالکل ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف مُڑا تو وہ اپنے اپنے شکار کا خاتمہ کر چکے تھے۔ اور اب ان کی مشین گن ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

"اب ان کو اٹھا کر جھاڑیوں میں پھینک دو۔ اندر کرنل فریدی

کی وجہ سے بلیک فورس کی کافی تعداد موجود ہے۔ انہیں پتہ چل گیا تو وہ بالکل کتوں کی طرح ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔"

ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکا کر جُھک کر اپنے شکار کو اٹھا کر کاندھے پہ لادا اور سامنے ایک بڑی سی جھاڑی کی طرف دوڑ پڑا۔ جوزف اور جوانا نے بھی ایسا ہی کیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" جوانا نے پوچھا۔

"صرف ایک ایک مشین گن سے ان لوگوں پر حملہ کرنا تو حماقت ہے اور مجھے یقین ہے کہ کرنل فریدی کی یہاں آمد کا مطلب ہے کہ وہ اب پوری قوت سے حملہ کر کے کیمپ کو ٹریس کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے اگر ہم جنگل میں چھپ کر ان کا انتظار کریں تو زیادہ آسانی سے ان کو کور کر سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ٹائیگر ——— میری رائے تم سے مختلف ہے۔ یہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے ہم زیادہ سے زیادہ دو تین کو مار سکیں گے اور ہمارے تھیلے بھی ان کے قبضے میں ہیں۔ اس لئے اب ہم کیمپ کے اندر بھی نہیں جا سکتے۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہے کہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کو اغوا کر لیا جائے۔" جوانا نے تیز لہجے میں کہا۔

"تجویز تو اچھی ہے لیکن کرنل فریدی کو اغوا کیسے کیا جائے۔" ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ ٹابو میں ڈیرہ جمائے ہوئے ہیں۔ اور ابھی رات بہت باقی ہے۔ اس لئے لازماً یہ واپس ٹابو میں ہی جائیں گے

اگر ہم ان سے پہلے وہاں پہنچ جائیں تو ہم ان کا اڈہ آسانی سے ٹریس کر لیں گے۔ اور اڈہ ٹریس ہو جانے کے بعد وہاں سے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو اغوا کرنا مشکل نہ ہو گا۔" جوانا نے کہا۔

"اوہ ——— تمہاری بات بالکل درست ہے۔ کرنل فریدی یہی سمجھے گا کہ ہم واپس جنگل میں ہی جائیں گے۔ آؤ پھر دوڑ لگائیں" ٹائیگر نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے اس طرف دوڑنے لگے۔ جدھر جنگل سے ملحقہ قصبہ ٹابو واقع تھا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ کرنل فریدی نے ہمیں اس بے نیازی سے واپس کیوں بھیج دیا ہے۔ اس کا ہمارے اس طرح بھیجنے میں بھی کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہو گا" دوڑتے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"کرنل فریدی باس کی طرح بڑا شکاری ہے وہ چھوٹے شکار نہیں کرتا۔" جوزف نے جواب دیا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"اب کرنل فریدی کو پتہ چل جائے گا کہ چھوٹا شکار بڑے شکار کو بھی شکار کر سکتا ہے۔" جوانا نے کہا۔ اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ جھاڑیوں کی آڑ لئے مسلسل دوڑے چلے جا رہے تھے۔

"اوہ ——— گاڑیوں کی آوازیں آ رہی ہیں" اچانک جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"چھپ جاؤ ——— جھاڑیوں میں چھپ جاؤ" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور وہ تینوں تیزی سے مختلف جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گئے۔

تھوڑی دیر بعد دور سے تین جیپیں آتی دکھائی دیں۔ ان کی چھوٹی

لائٹیں جل رہی تھیں۔ اور چند لمحوں بعد وہ ان کے قریب سے ہوتی ہوئی آگے نکل گئیں۔ جب ان کی بیک لائٹس نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو وہ تینوں اٹھ کر تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ اس قصبے کی حدود میں پہنچ گئے۔ یہ بالکل چھوٹا سا قصبہ تھا۔ انتہائی پس ماندہ اور چھوٹا سا۔ جس میں زیادہ سے زیادہ سو دو سو کے قریب کچے پکے مکان تھے۔

"ادھر کتے ہوں گے۔ ان کا خیال رکھنا" ٹائیگر نے قصبے کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن کافی آگے جانے کے باوجود انہیں کتوں کی آوازیں سنائی نہ دیں۔

"قصبوں میں تو کتے بے شمار ہوتے ہیں۔ یہاں کیوں نہیں ہیں" ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں یہاں اس قدر غربت ہے کہ یہ لوگ کتوں کی خوراک کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے ہوں گے" جوانا نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ اب ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا سوچا جا سکتا تھا۔

قصبے میں داخل ہو کر وہ آگے بڑھتے رہے۔ وہ کوئی ایسی جگہ تلاش کر رہے تھے جہاں جیپیں کھڑی کی جا سکتی ہوں۔ اور پھر انہیں ایک احاطہ سا نظر آ گیا جس میں جیپیں موجود تھیں۔ یہ خاصا بڑا احاطہ تھا جس کے ساتھ پختہ کمروں کی ایک قطار سی بنی ہوئی تھی۔ کمروں میں سے روشنی باہر آتی دکھائی دے رہی تھی اور وہ جھکے جھکے سے انداز میں وہ احاطے کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ بڑے محتاط نظر آ رہے تھے۔

"مجھے ایک آدمی کا سایہ نظر آیا ہے۔ تم یہیں ٹھہرو۔" ٹائیگر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"تم دونوں یہیں رکو۔ میں اس آدمی کو چھاپتا ہوں۔" جوزف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں کوئی بات کرتے جوزف احاطے کی دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا اس ــــ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ان دونوں کو مجبوراً وہیں رکنا پڑا۔ جوزف کچھ دور تک تو نظر آتا رہا۔ پھر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جوزف نمودار ہوا تو اس کے کاندھے پر ایک آدمی لدا ہوا تھا۔

"ادھر جھاڑیوں میں۔" ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ تینوں احاطے سے کچھ دور جھاڑیوں بھرے میدان میں پہنچ گئے۔ جوزف نے اسے زمین پر پھینک دیا وہ شخص بے ہوش تھا۔

اس سے ہم نے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ اندر کتنے افراد ہیں اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کس کمرے میں ہیں۔" ٹائیگر نے کہا۔

"ایک منٹ۔" جوانا نے کہا۔ اور وہ اس بے ہوش پڑے آدمی پر جھک گیا۔ اس نے اس کی گردن پر اپنا انگوٹھا رکھا اور اسے اپنے مخصوص انداز میں اس طرح رگڑنے لگا جیسے چڑھی ہوئی رگ اتار رہا ہو۔ ابھی اس نے انگوٹھے کو دو تین بار ہی رگڑا تھا کہ اس آدمی کا جسم یکلخت تڑپا اور اس کی آنکھ کھل گئی۔

جوزف نے اب انگوٹھے کو دبانا شروع کر دیا۔

"کک ــــ کک۔ کون ہو تم۔" اس آدمی کے حلق سے بھنچی بھنچی آواز نکلی۔ اس کا جسم بری طرح تڑپنے لگا تھا کہ جوزف نے اس کی دونوں

ٹانگوں پر پیر رکھ دیئے۔

"میرے صرف ایک جھٹکے سے تمہاری شہ رگ بند ہو جائے گی۔ بولو احاطے میں بلیک فورس کے کتنے آدمی ہیں۔" جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے انگوٹھے پر دباؤ بڑھا دیا۔ اس آدمی کا چہرہ تیزی سے مسخ ہو گیا۔

"بب ــــ بب۔ بیس ــــ بب ــــ بب بیس۔" اس آدمی نے خرخراہٹ بھری آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کہاں ہیں؟" جوانا نے پوچھا۔

"بب ــــ بب۔ بتاتا ہوں۔ خدا کے لئے میری گردن چھوڑ دو۔" اس آدمی کی حالت واقعی خراب تھی اور جوانا نے انگوٹھے کا دباؤ قدرے کم تو کر دیا لیکن انگوٹھا ہٹایا نہیں۔

"بتاؤ ورنہ....." جوانا نے بھیڑیئے کے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"وہ درمیان والے بڑے کمرے میں ہیں۔" اس آدمی نے جواب دیا۔

"اور باقی بلیک فورس کے آدمی کہاں ہیں؟" جوانا نے پوچھا۔

"وہ دوسرے کمروں میں ہیں۔ کرنل فریدی نے انہیں صبح تک آرام کرنے کے لئے کہا ہے۔" اس آدمی نے جواب دیا

"صبح کرنل فریدی کیا کرنا چاہتا ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ....." جوانا نے ایک بار پھر انگوٹھے پر دباؤ ڈال دیا۔

"بب ــــ بب بتاتا ہوں۔ چھوڑ دو۔ بتاتا ہوں۔" اس آدمی نے ایک بار پھر خرخراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا پورا جسم بری طرح لرز

رہا تھا۔ اور چہرہ ایک بار پھر تیزی سے مسخ ہوتا جا رہا تھا۔

" بتاؤ ۔۔۔" جوانا نے ایک بار پھر انگوٹھے کا دباؤ ہٹاتے ہوئے کہا۔

" صبح ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے ایک مخصوص مشین یہاں آئے گی اور پھر اس مشین کے ذریعے کرنل فریدی کیمپ کو ٹریس کر کے اس پر حملہ کرے گا" اس آدمی نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیمپ پر حملہ کرنے کا سامان کہاں ہے" اس بار ٹائیگر نے سوال کیا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ مجھے جتنا معلوم تھا میں نے بتا دیا۔ مجھے چھوڑ دو پلیز چھوڑ دو" اس آدمی نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور جوانا نے ٹائیگر کی طرف دیکھا تو ٹائیگر نے سر ہلا کر اسے اشارہ کیا اور جوانا نے انگوٹھے پر پورا دباؤ ڈال دیا۔

دوسرے لمحے اس آدمی کی ناک اور منہ سے خون کا فوارہ سا بہہ نکلا اور جوانا اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ آدمی اب اس بری طرح پھڑک رہا تھا جیسے بکری ذبح ہونے کے بعد پھڑکتی ہے۔ جوانا بھی ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ چند لمحوں تک پھڑکنے کے بعد وہ آدمی ساکت ہو گیا۔

" میرے خیال میں اگر اس مشین کو تباہ کر دیا جائے تو کرنل فریدی کو ناکام کیا جا سکتا ہے" ٹائیگر نے کہا۔

" وہ اور مشین منگوا لے گا۔ پھر....." جوانا نے کہا۔

" لیکن جوانا! کرنل فریدی کو اغوا کر کے ہم کریں گے کیا" ٹائیگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اسے ہلاک کر دیں گے اور کیا کریں گے" جوانا نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔۔۔ عمران صاحب شاید اس حد تک نہ مانیں اور کرنل فریدی کی ہلاکت اتنی آسان بھی نہیں ہے جتنی تم سمجھ رہے ہو" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تو پھر کیا کریں۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور کرنل فریدی کا مشن مکمل ہونے دیں" جوانا نے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہ ٹرانسمیٹر بھی تھیلے میں ہی رہ گیا۔ ورنہ میں باس کو کال کر کے پوچھ لیتا۔ عجیب الجھن آ پڑی ہے۔ کوئی حل بھی سمجھ میں نہیں آ رہا" ٹائیگر نے کہا۔

" آخر ماسٹر نے تمہیں کیا ہدایات دے کر بھیجا تھا" جوانا نے پوچھا۔

" ہدایات صرف اتنی تھیں کہ ہم کیمپ میں پہنچ جائیں اور کرنل فریدی یا اس کے ساتھی وہاں حملہ کریں تو ہم نے ٹرانسمیٹر پر عمران صاحب کو اطلاع دے دینی تھی۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں تھی" ٹائیگر نے جواب دیا۔

" لیکن باس آخر کہاں رہ گیا۔ جب کرنل فریدی یہاں پہنچ گیا ہے تو باس کو بھی اس کے پیچھے آنا چاہیے تھا۔" جوزف نے کہا۔

" وہ کرنل فریدی تو کہہ رہا تھا کہ اسے عمران صاحب کی طرف سے اب کوئی فکر نہیں۔ نجانے وہ کیا کر آیا ہے۔ اب ٹرانسمیٹر ہوتا تو پتہ چلتا" ٹائیگر نے جواب دیا۔

" بس اس الجھن کا اور کوئی حل نہیں ہے۔ ہمیں ہر صورت میں کرنل فریدی کو اغوا کرنا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ ہم ماسٹر سے رابطہ

کر کے اس سے مزید ہدایات لینے تک اسے ماریں گے نہیں۔" جوانا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" یہ ٹھیک ہے لیکن اب اس کے لئے ہمیں کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کرنی چاہیئے۔ یہ اکیلا آدمی تو ہاتھ آ گیا ہے لیکن اندر موجود افراد کو ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو ہم پر قیامت ٹوٹ سکتی ہے۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

" منصوبہ بندی کے چکر میں مت پڑو ٹائیگر۔ میں منصوبہ بندی وغیرہ کے خلاف ہوں۔ اب جب ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید درمیان والے بڑے کمرے میں ہیں تو ہم براہ راست وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" جوانا نے اپنی عادت کے مطابق کہا۔

" سنو —— اس طرح کا ڈائریکٹ ایکشن یہاں نہیں چل سکتا۔ ہم خواہ مخواہ مارے جائیں گے۔" میرا خیال ہے کہ جوزف احاطے میں موجود کسی جیپ میں بیٹھ جائے اور اس کی اگنیشن کی تاریں توڑ کر اسے سٹارٹ کرنے کے قابل بنا لے تو پھر ہم دونوں سیدھے اس کمرے میں جائیں اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کو بے ہوش کر کے جیپ میں لا دیں اور دونوں کو یہاں سے نکال کر کسی خفیہ جگہ لے جائیں اس طرح زیادہ آسانی رہے گی۔" ٹائیگر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں —— یہ ٹھیک رہے گا۔ میں جیپ تیار کر لوں گا۔ ہمیں گوریلا ایکشن لڑنا چاہیئے۔" جوزف نے ٹائیگر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

" او کے۔ پھر آؤ۔" جوانا نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے کھلے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر آف کیا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

" اب عمران مجھے وہیں دارالحکومت میں ہی تلاش کرتا رہے گا اور میں اطمینان سے مشن مکمل کر لوں گا۔" کرنل فریدی نے کہا۔

" لیکن آپ تو ابھی بتا رہے تھے کہ آپ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح بے بس کر دیا ہے کہ وہ سسک سسک کر مرنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے۔" کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ ٹرانسمیٹر پر کال آنے سے پہلے کرنل فریدی نے اسے تفصیل سے بتایا تھا کہ کس طرح اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور پھر ناسک تھری کے انجکشن دے کر ایسے کمرے میں قید کر دیا جس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور مخصوص مشین کے ذریعے کمرے کی آکسیجن بھی آہستہ آہستہ کھنچتی چلی جائے گی۔ اور کیپٹن حمید نے کہا تھا کہ اتنا لمبا چوڑا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ گولیوں سے انہیں اڑا دینا تھا۔ کہ کونے میں پڑے ہوئے تھیلے میں سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں

ابھریں اور کرنل فریدی اُچھل کر تھیلے کی طرف دوڑا۔ کیپٹن حمید نے اسے
بتایا کہ یہ تھیلا اس ٹائیگر کا ہے۔

کرنل فریدی نے اس میں سے مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال
لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اس میں سے آرہی تھیں اور پھر جب اس کا
بٹن دبایا گیا۔ تو اس میں سے عمران کی آواز برآمد ہوئی جو ٹائیگر کو کال
کر رہا تھا۔ کرنل فریدی کے چہرے پر عمران کی آواز سن کر ایک لمحے
کے لیے حیرت کے آثار اُبھرے لیکن پھر اس کے حلق سے ٹائیگر کی سی
آواز نکلی۔ اور اس نے ٹائیگر کے لہجے اور آواز میں عمران سے گفتگو
کرنی شروع کر دی۔

"تمہاری حیرت بجا ہے حمید۔ مجھے بھی عمران کی ٹھیک ٹھاک آواز
سُن کر ایسی ہی حیرت ہوئی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ عمران بے پناہ
صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اس نے اس کمرے سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی
طریقہ ڈھونڈ نکالا ہوگا۔" کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کو وہاں کوئی آدمی چھوڑ آنا چاہیئے تھا۔ جو ان کی نگرانی کرتا رہتا۔
اور اگر یہ باہر نکلتے تو انہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔" کیپٹن حمید نے بُرا
سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو شخص ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں آدمی کیا
کرتا۔ ویسے ایک آدمی وہاں موجود تھا۔ یہ کال لازماً تہہ خانے میں موجود
لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آدمی ختم کر
دیا گیا ہوگا۔" کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے اس تھیلے کی مزید تلاشی
لینی شروع کر دی جس میں سے ٹرانسمیٹر نکلا تھا۔

"میں دیکھ چکا ہوں سوائے اس ٹرانسمیٹر کے اور اس میں کوئی
خاص چیز نہیں ہے۔" کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے
شاید افسوس تھا کہ کرنل فریدی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے
اس طرح قابو میں آجانے کے باوجود انہیں زندہ کیوں چھوڑ دیا۔

"تمہاری شکل کیوں بگڑی ہوئی ہے فرزند۔" کرنل فریدی نے
تھیلا واپس کونے میں اُچھالتے ہوئے کیپٹن حمید کی طرف مڑتے ہوئے
کہا۔

"مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ آپ نے انہیں زندہ کیوں چھوڑ دیا۔
یہاں بھی آپ نے اس کے تین آدمیوں کو چھوڑ دیا۔ اور انہوں نے
ہمارے تین ایجنٹ ختم کر دیئے۔ اور اب وہ ہمارے خلاف کیا منصوبے
بناتے پھر رہے ہوں گے۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"دیکھو حمید میرے نقطہ نظر سے کسی کو گولی مار کر ہلاک کر دینا کوئی
بہادری نہیں ہے۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے
ایسی موت منتخب کی تھی جو ان کے شایانِ شان تھی لیکن اگر عمران نے
اس کا کوئی توڑ نکال لیا ہے تو یہ اس کی قسمت کی بات ہے، جہاں
تک ان تین آدمیوں کا تعلق ہے تو ان کے قتل کرنے سے ہمیں کچھ
نہیں مل سکتا تھا لیکن ان کے زندہ رہنے سے ہمارے مشن میں مدد
ملے گی۔ یہ تینوں لازماً جنگل میں گئے ہوں گے۔ کم از کم انہیں معلوم
ہے کہ کیمپ کہاں موجود ہے۔ ہمارے آدمی وہاں پہلے سے موجود ہیں
انہیں ان کی نگرانی کا کہہ دیا گیا ہے۔ صبح یہ آسانی سے ٹریس کر لئے
جائیں گے۔ اس طرح ہمیں اس کیمپ کا امکانی محل وقوع بھی معلوم ہو

جائے گا۔ اور پھر ہم ریز ڈیٹیکٹر کی مدد سے آسانی سے اس کیمپ کو ٹریس کر لیں گے ورنہ ہمیں سارا جنگل چھاننا پڑتا۔ اور تم جانتے ہو کہ جنگل خاصا وسیع و عریض ہے۔" کرنل فریدی نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— یہ بات تو ہے۔ واقعی اس بات کا مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔" کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ہریش نے بتایا ہے کہ ٹائیگر نے تمہیں بے بس کر دیا تھا۔ اگر وہ مداخلت نہ کرتا تو تم بیکار ہو چکے تھے۔" کرنل فریدی نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا۔

"کب بتایا ہے اس نے۔ خواہ مخواہ بکواس کرتا ہے۔ میں اس کے داؤ کا توڑ کر رہا تھا کہ اس نے مداخلت کر دی۔ احمق نانسنس۔" کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے تو ظاہر ہے مارشل آرٹ میں خاصا ٹرینڈ ہو گا۔ تمہیں اس سے لڑنا ہی نہ چاہیے تھا۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کا لحاظ کیا ہے کرنل صاحب۔ ورنہ میں چاہتا تو ایک لمحے میں اس کی گردن توڑ دیتا۔ میں دراصل اسے ذہنی طور پر دبانا چاہتا تھا تاکہ اس سے پوچھ گچھ کر سکوں۔" کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ جب عمران کو رپورٹ دے گا تو یہی کہے گا کہ میں نے کرنل فریدی کا لحاظ کیا ہے ورنہ کیپٹن حمید صاحب تو بس ایک جھٹکے کی مار تھے۔"

کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے روٹھی ہوئی بیوی کی طرح منہ پھیر لیا۔

"آپ کی بات درست ہے کرنل صاحب۔" کھلے دروازے سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں اچانک یہ آواز سنتے ہی بری طرح اچھل کر مڑے تو دروازے میں ٹائیگر اور اس کے پیچھے جوانا ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے۔

جوانا نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا تھا اور وہ دروازے کے سامنے کسی پہاڑی چٹان کی طرح اکڑا کھڑا تھا۔

"اوہ ——— تو تم جنگل میں جانے کی بجائے یہاں پہنچ گئے۔" کرنل فریدی نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"ہم خالی ہاتھ جنگل میں جا کر کیا کرتے۔ ہمارے تھیلے تو یہیں رہ گئے تھے۔" ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"تو تم تھیلے لینے آئے ہو ——— حمید تم نے باہر نگرانی کے لیے کسی کو متعین نہیں کیا تھا۔" کرنل فریدی کے لہجے میں ہلکا سا غصہ تھا۔

"سیون ون موجود تھا۔" کیپٹن حمید کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"آپ کا سیون ون سیون ہیون میں پہنچ چکا ہے اور آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف مڑ جائیں۔ ورنہ ہو سکتا ہے آپ بھی اس کے پیچھے پہنچ جائیں۔" ٹائیگر نے کہا۔

"تم کرنا کیا چاہتے ہو۔ تھیلے چاہتے ہو تو میری طرف سے اجازت ہے لے جاؤ اور سنو میں یہ گارنٹی بھی دیتا ہوں کہ اس احاطے سے باہر نکلنے تک تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔" کرنل فریدی نے کہا۔

" کرنل صاحب ——— میرے دل میں آپ کا بے حد احترام ہے
اور میں آپ کی عظمت کا بھی قائل ہوں لیکن یہ اصولوں کی جنگ ہے۔
اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کیجئے۔ مشین
گن کے چیمبر میں موجود گولیاں آپ کی عظمت سے واقف نہیں ہیں۔
ٹائیگر کے لہجے میں خاصا کھردرا پن تھا۔

" تو اس کا مطلب ہے کہ میں نے تمہیں رہا کر کے اصولوں کی
خلاف ورزی کی تھی۔ بہت خوب۔ اچھا ہوا تم نے مجھے اصول یاد دلا
دیئے۔ اور سن لو تم اب تک ہمارے چار آدمی ختم کر چکے ہو۔ اس لئے
اصول کے مطابق تم تین کا تو بہرحال ختم ہونا اصولاً ہونا ضروری ہو جاتا
ہے" کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

" بہت باتیں ہو چکی ہیں ٹائیگر ——— کرنل ہاتھ اٹھا کر منہ دیوار
کی طرف کر لو۔ میں باتوں سے زیادہ ٹریگر دبانے میں خوشی محسوس کرتا
ہوں"۔ اسی لمحے ٹائیگر کی سائیڈ میں کھڑے جوانا نے پھاڑ کھانے
والے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے کیپٹن حمید۔ سچویشن ہی ایسی ہے۔ آج ان کا پلہ بھاری
ہے۔ کل دیکھا جائے گا۔ اس لئے جو یہ کہتے ہیں وہی کرو۔" کرنل فریدی
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے
کیپٹن حمید کا چہرہ غصے کی شدت سے ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ ہو گیا
تھا لیکن اس نے بھی دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔

" اب دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ فکر نہ کرو اگر ہمیں
گولی چلانی ہوتی تو ہم اس وقت اطمینان سے گولی چلا دیتے۔ جب تم

دونوں دروازے کی پشت کیئے بیٹھے تھے۔" ٹائیگر نے کہا اور کرنل
فریدی پہلے دیوار کی طرف مڑ گیا اور ساتھ ہی اس نے ایک قدم بھی
آگے بڑھا دیا تاکہ دیوار کے قریب ہو جائے کیپٹن حمید بھی مجبوراً دیوار
کی طرف مڑا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

" گڈ ——— ٹائیگر میں یہیں کھڑا ہوں تم آگے بڑھ کر ان کی تلاشی
لو" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید
دونوں ہی واقعی بری طرح بے بس ہو چکے تھے۔

" ٹھیک ہے۔ خیال رکھنا۔ اگر یہ ذرا سی غلط حرکت کریں تو بیشک
گولی چلا دینا۔" ٹائیگر نے کہا اور آگے بڑھنے کے لئے اس نے قدم
بڑھایا ہی تھا کہ یکلخت کرنل فریدی کی پشت پر موجود لوہے کی کرسی جس
پر پہلے کرنل فریدی بیٹھا ہوا تھا۔ توپ کے گولے کی طرح اڑتی ہوئی ٹائیگر
کے منہ اور سینے سے ٹکرائی۔ اور ٹائیگر جو آگے بڑھنے کی وجہ سے ایک
لمحے کے لئے جوانا کے بالکل سامنے آگیا تھا، چیختا ہوا اچھل کر جوانا سے
جا ٹکرایا۔ اور وہ دونوں ہی پیچھے بند دروازے سے ٹکرا کر نیچے گرے
اسی لمحے ان دونوں کے ہاتھوں سے نکل جانے والی مشین گنیں
کرنل فریدی کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں۔ کرنل فریدی نے بجلی سے
بھی زیادہ تیزی سے اپنی لات کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیتے ہوئے کرسی
کو ان پر اچھال دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ نہ صرف مڑ گیا تھا بلکہ
اس نے اچھل کر ٹائیگر اور جوانا کے ہاتھوں سے نکل جانے والی مشین
گنیں بھی جھپٹ لی تھیں۔

" اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ تم دونوں۔ کرنل فریدی نے ایک

مشین گن کیپٹن حمید کی طرف اچھال کر دوسری کا رُخ ان دونوں کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر کے منہ پر شاید کرسی کی زوردار ضرب پڑی تھی۔ اس کی ناک اور منہ سے خون بہنے لگا تھا اور وہ ایک دو لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تھا لیکن جوانا اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا لیکن اب وہ خالی ہاتھ تھا۔

اس کے چہرے پر خوف کی بجائے حیرت کے تاثرات نمایاں تھے شاید اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ کرنل فریدی اس طرح بھی سچویشن کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے اور واقعی سچویشن حیرت انگیز طور پر تبدیل ہو چکی تھی۔ ٹائیگر فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا اور وہ خالی ہاتھ کھڑا احمقوں کی طرح پلکیں جھپکا رہا تھا۔

" تمہارا تیسرا ساتھی جوزف کہاں ہے جوانا " کرنل فریدی نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔

" وہ باہر موجود ہے " جوانا نے جواب دیا۔

" اوکے۔ اس احمق ٹائیگر کو کاندھے پہ لاد و اور مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکلو لیکن خیال رکھنا تم جس قدر بھی تیز دوڑو گے، گولی کی رفتار تم سے بہرحال زیادہ تیز ہی ہو گی۔" کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں سمجھتا ہوں فریدی صاحب " جوانا نے کہا اور پھر اس نے جھک کر اپنے سامنے پڑے ہوئے ٹائیگر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

" آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ گولی مار کر ڈھیر کر دیں " کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" خاموش رہو تم " کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو جھڑک دیا۔ اور کیپٹن حمید منہ بنا کر رہ گیا۔ جوانا ٹائیگر کو کاندھے پہ لادے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

" تم بالکل میرے عقب میں آنا حمید " کرنل فریدی نے جوانا کے پہاڑ جیسے جسم کے بالکل عقب میں چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکل کر کہا۔ اور کیپٹن حمید اس وقت ساری صورت حال سمجھ گیا کہ کرنل فریدی ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔ جوزف باہر موجود ہے اور اس کے پاس یقیناً مشین گن ہو گی اور اندھیرے میں وہ نجانے کہاں کھڑا ہو گا۔ اس لئے سب سے محفوظ جگہ جوانا کا عقب ہی ہو سکتا تھا۔

" جوزف کو آواز دو اور اسے کہو کہ وہ گن پھینک کر ہاتھ اٹھائے سامنے آ جائے " باہر نکلتے ہی کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ احاطے سے باہر ہے فریدی صاحب اس لئے آواز نہیں سنے گا اور ویسے بھی وہ احمق آدمی ہے۔ اس لئے اسے قریب جا کر سمجھانا پڑے گا " جوانا نے مڑے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ پھر چلو احاطے کے دروازے کی طرف " کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

باقی کمروں میں ابھی تک اندھیرا چھایا ہوا تھا اور وہاں سے کوئی آدمی باہر نہ نکلا تھا۔ شاید وہ سب گھوڑے بیچ کر سوئے ہوئے تھے۔

" یہ سب اس قدر گہری نیند کیوں سو گئے ہیں۔ میں انہیں جگاتا ہوں" کیپٹن حمید نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ شاید جوانا کی بات سن کر اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ جوزف چونکہ احاطے سے باہر ہے اس لئے وہ ان پر فائر

نہیں کر سکتا۔

" خاموشی سے چلے آؤ میرے بالکل عقب میں "۔ کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید کندھے جھٹکاتا ہوا اس کے پیچھے اسی طرح چلتا رہا۔

" آپ برائے مہربانی پہلے مجھے جوزف سے بات کرنے دیجئے ورنہ اس احمق کا تو کچھ نہیں جائے گا۔ میں اور ٹائیگر مارے جائیں گے۔"

جوانا نے آگے بڑھتے ہوئے مڑے بغیر کہا۔

" مجھے اس کی فطرت معلوم ہے۔ تم بس شرافت سے چلتے رہو اور سنو احاطے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا۔" کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا

" ٹھیک ہے جناب۔ آپ جیسے کہیں گے میں ویسے ہی کروں گا۔"

جوانا نے اس طرح جواب دیا جیسے وہ پوری طرح بھیڑ بن چکا ہو۔"

احاطے سے ذرا پہلے چار جیپیں ایک دوسری کے پیچھے کھڑی ہوئی تھیں وہ ان جیپوں کے ساتھ سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر اچانک کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے عقب میں ہلکی سی آہٹ ابھری اور اسی لمحے جوانا بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے کندھے پر لدا ہوا ٹائیگر پوری قوت سے کرنل فریدی کے جسم سے ٹکرایا اسی لمحے کیپٹن حمید کے حلق سے زوردار چیخ بلند ہوئی۔

کرنل فریدی اچانک ضرب کھا کر اچھل کر گیٹ کے ساتھ کھڑی ہوئی جیپ سے ٹکرایا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے واپس پلٹنا چاہا کہ اچانک اس کے سر پر جیسے کوئی بھاری چٹان آ ٹکرائی۔ کرنل فریدی کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے اٹھیں لیکن دوسرے لمحے وہ باوجود

زور لگانے کے وہ سیدھا نہ ہو سکا۔

اسی لمحے ایک بار پھر اس کے سر پر زوردار ضرب لگی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ آخری احساس اسے ہلکے سے شور کا ہوا تھا۔ جیسے کوئی دور سے چیخ رہا ہو۔

اور پھر اس کے بعد گہری تاریکی نے اس کے ذہن پر اپنا قبضہ پوری طرح جما لیا۔

عمران سر جھکائے تہہ خانے سے باہر نکل ہی رہا تھا کہ اس نے اوپر کسی کی ہلکی سی چیخ اور پھر کسی کے گرنے کا دھماکہ سُنا۔

"اوہ ——— کیا ہوا یہ؟" عمران نے چونک کر کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا باہر کی طرف لپکا۔ اس کے باقی ساتھی جو اس کے ساتھ ہی تہہ خانے میں موجود تھے اس کے پیچھے لپکے اور چند لمحوں بعد وہ اوپر راہداری میں پہنچ گئے۔ وہاں راہداری کے آخری سرے پر ایک آدمی فرش پر گرا ہوا تھا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ نعمانی اور چوہان بھی موجود تھے۔

"کون ہے یہ؟" عمران نے فرش پر گرے ہوئے آدمی کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ اچانک اس کمرے سے نکلا ہے اور میں نے اس کے سر پہ بٹ مار دیا ہے۔" چوہان نے کہا۔

"یہ لازماً کرنل فریدی کا ساتھی ہوگا۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور صفدر نے جھک کر اس کے منہ اور ناک پر دونوں ہاتھ جما دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلتی چلی گئیں۔

دوسرے لمحے اس کے حلق سے انتہائی ڈری ڈری سی چیخ نکلی، جیسے وہ شدید خوفزدہ ہو گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھٹی پڑ رہی تھیں

"تت ——— تت۔ تم تو روم نمبر فور میں تھے۔ چھپ پھپ پھر...." اس آدمی نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اور وہ لڑکھڑانے ہی لگا تھا کہ عمران کا بازو حرکت میں آیا۔ اور اس آدمی کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ پڑا۔ اور وہ آدمی چیخ کر سیدھا ہو گیا۔ حیرت کی شدت سے اس کے ذہن پر چھانے والی بے ہوشی اس تھپڑ سے ختم ہو گئی تھی۔ لیکن اب بھی اس کی پھٹی ہوئی آنکھوں میں خوف کے تاثرات موجود تھے۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ اپنے سامنے صحیح سالم انسانوں کو دیکھ رہا ہو۔ یا یہ کوئی بدروحیں ہوں۔

"اس تھپڑ نے تمہیں بتا دیا ہوگا کہ ہم نہ صرف اس سسکتی قبر سے نکل آئے ہیں بلکہ درست بھی ہو چکے ہیں۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ سارے ساتھی اس آدمی کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔

"مم —— مم ——— مگر کیسے۔ وہاں سے نکلنا تو ناممکن تھا۔ قطعی ناممکن" اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ممکن ناممکن کی بحث چھوڑو۔ یہ بتاؤ اور سن لو اگر تم نے ہمارے ساتھ مکمل تعاون نہ کیا تو پھر ہماری بجائے تم اس کمرے میں موجود ہو گے اور کم از کم وہاں سے نکل آنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔" عمران کے لہجے میں بے پناہ سختی موجود تھی۔

"مم ـــ مم ـــ میرا نمبر الیون ہنڈرڈ ہے۔" اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ عمران کی بات نے اسے اور بھی زیادہ خوفزدہ کر دیا تھا۔

"تو الیون ہنڈرڈ تم بہرحال مجھے اچھی طرح جانتے ہو گے۔ اور تمہیں معلوم ہو گا کہ میں تم جیسے چھوٹے ایجنٹوں پر ہاتھ ڈالنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ اس لئے اگر تم مجھ سے پورا پورا تعاون کرو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کرنل فریدی کہاں گیا ہے۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"مم ـــ مم ـــ میں بتاتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سے مقابلہ کرنا میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ کرنل صاحب نے یہاں سے نیدرلینڈ فون کیا تھا اور وہاں سے ریڈ ڈیٹکٹر فوری طور پر ہرانڈا جنگل کے پاس موجود قصبے ٹالو میں کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچانے کا حکم دیا اور اس کے بعد انہوں نے یہاں ایک زراعتی کمپنی کا ہیلی کاپٹر کرایہ پر حاصل کیا اور پھر وہ اپنے تین چار ساتھیوں کے ساتھ ہرانڈا جنگل گئے ہیں۔ باقی ساتھیوں کو انہوں نے کاروں کے ذریعے وہاں پہنچنے کا حکم دیا۔ مجھے انہوں نے یہاں چھوڑ دیا تھا۔" الیون ہنڈرڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس زراعتی کمپنی کا نام یاد ہے تمہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ـــ زولون کمپنی ہے۔" الیون ہنڈرڈ نے جواب دیا۔

"ٹیلیفون کہاں ہے۔ مجھے تو کہیں نظر نہیں آیا۔" عمران نے کہا۔

"وہ ادھر نیچے بنے ہوئے دفتر میں ہے۔ میں وہیں موجود تھا۔" الیون ہنڈرڈ نے کہا۔

"چلو میرے ساتھ۔" عمران نے اسے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو وہیں آنے کا اشارہ کر کے وہ الیون ہنڈرڈ کے ساتھ چلتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

الیون ہنڈرڈ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک طرف فرش پر پیر مارا تو فرش کا چھوٹا سا حصہ کھسک گیا اور اب سیڑھیاں نیچے جاتی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"کیا یہ کرنل فریدی کا مستقل اڈہ ہے۔" عمران نے الیون ہنڈرڈ کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں ـــ فلائپرس میں یہ ہمارا مستقل اڈہ ہے۔ میں مستقل یہاں رہتا ہوں۔" الیون ہنڈرڈ نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ بڑے سے کمرے میں پہنچے۔ یہ کمرہ واقعی کسی دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ میز پر ایک ٹیلیفون بھی موجود تھا۔

"یہ ہے فون۔" الیون ہنڈرڈ نے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا پہلے میز کی دوسری طرف پڑی کرسیوں سے ٹکرایا اور پھر ایک کرسی کو ساتھ لیتا ہوا وہ فرش پر جا گرا۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر خاصا زوردار مکہ جما دیا تھا۔ نیچے گر کر

ایک لمحے کے لئے تو الیون ہنڈرڈ کے جسم نے جھٹکے لئے اور پھر ساکت ہو گیا۔

عمران نے جھک کر اس کی نبض پکڑی اور پھر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتا ہوا اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ فون کی طرف مڑ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کا مخصوص نمبر گھما دیا۔

انکوائری آپریٹر سے اس نے زولون کمپنی کا نمبر پوچھا اور پھر وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس زولون ہیڈ آفس پلیز"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مینیجر سے بات کراؤ ——— میں ایئر مارشل پاکٹ بول رہا ہوں"۔ عمران نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر ——— ہولڈ آن کیجئے سر"۔ دوسری طرف سے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر ——— میں نائٹ مینیجر البرٹ بول رہا ہوں سر ——— حکم فرمائیے سر"۔ چند لمحوں بعد ایک اور لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ادھیڑ عمر ہے۔

"مسٹر البرٹ ——— تمہاری کمپنی کا ہیلی کاپٹر ہرانڈا جنگل کی طرف جاتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ وہ ادھر کیوں گیا ہے جبکہ سب کو معلوم ہے کہ وہ ممنوعہ علاقہ ہے"۔ عمران کا لہجہ اسی طرح پھاڑ کھانے والا تھا۔

"سس ——— سر وہ ہمارے مالک کے ایک دوست نے شکار کے لئے ادھر جانا تھا جناب۔ مالک نے انہیں وہاں پہنچانے کیلئے

ہیلی کاپٹر بھیج دیا تھا سر۔ وہ سر انہیں چھوڑ کر واپس بھی آ گیا ہے سر ہم تو جناب بیحد محتاط رہتے ہیں سر"۔ مینیجر کی آواز خوف سے اور زیادہ کانپنے لگی تھی۔

"ہونہہ ——— اپنے مالک سے بات کراؤ"۔ عمران نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ کل شام ملک سے باہر گئے ہیں سر ——— کاروباری دورے کے سلسلے میں سر ——— میرے لائق کوئی خدمت سر"۔ مینیجر نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم تمہارا ہیلی کاپٹر چیک کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ اس میں اسلحہ لے جایا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اسلحہ ——— اوہ۔ نہیں سر۔ ہم تو اس کا تصور ہی نہیں کر سکتے"۔ مینیجر اسلحے کی بات سن کر اور زیادہ بوکھلا گیا۔

"سنو ——— جو پائلٹ اس ہیلی کاپٹر کو لے گیا تھا۔ اسے اسی ہیلی کاپٹر سمیت صبح چھ بجے کرشن نگر کے بڑے گراؤنڈ میں بھجوا دو۔ ہمارے مخصوص نمائندے وہاں موجود ہوں گے۔ وہ اس پائلٹ سے بات چیت کر کے اور ہیلی کاپٹر کو چیک کر کے ہمیں رپورٹ بھیجیں گے۔ کہ کیا رپورٹ غلط ہے یا درست۔ اور سنو پائلٹ سے کہہ دو کہ وہ ہمارے نمائندوں کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کرے۔ ہو سکتا ہے ہمارے نمائندے اس ہیلی کاپٹر میں اس روٹ کو بھی چیک کریں جس پر وہ پہلے گیا تھا۔ مکمل رپورٹ چاہیئے ہمیں۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارا اور تمہاری کمپنی کا کیا حشر ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”یس سر —— یس سر —— آپ جس طرح چاہیں استعمال کر لیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہیں سر۔ ہم آپ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے جناب“۔ منیجر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہیلی کاپٹر بھیجو۔ ہمارے نمائندے سویلین ڈریس میں ہوں گے۔ رابطے کے لئے ایئر مارشل کا لفظ استعمال ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”یس سر —— ٹھیک ہے سر —— میں ہیلی کاپٹر بھجوانے کا انتظام کرتا ہوں۔ صبح چھ بجے ہیلی کاپٹر پہنچ جائے گا سر۔“

منیجر نے جواب دیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اس کے بعد اس نے رسیور کی تار کو سیٹ سے علیحدہ کر کے اس کا پن توڑ دیا اور پھر بیہوش الیون ہنڈرڈ کو اٹھائے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والے کمرے میں آگیا۔ اس نے فرش کو برابر کر دیا۔ اور کمرے سے باہر آگیا۔ جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

”کرنل فریدی ہرانڈا جنگل میں گیا ہے اور اب مجھے یقین آگیا ہے اور ٹائیگر وغیرہ اس کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ اور مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے والا ٹائیگر نہیں تھا بلکہ یقیناً یہ کرنل فریدی خود تھا۔ اسی میں یہ صلاحیت ہو سکتی ہے کہ وہ مجھے چکر دے جائے۔“ عمران نے باہر نکلتے ہی بیہوش الیون ہنڈرڈ کو فرش پہ لٹاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیا پروگرام ہے“۔ جولیا نے پوچھا۔

”ظاہر ہے اب ہمیں بھی ہرانڈا جنگل میں پہنچنا ہوگا۔ میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے۔ وہی زراعتی کمپنی اپنا ہیلی کاپٹر صبح چھ بجے بھیج رہی

ہے اور ہم ایئر مارشل پائلٹ کے مخصوص نمائندوں کے روپ میں اس ہیلی کاپٹر میں سفر کریں گے۔ ہیلی کاپٹر یہاں قریب ہی کھلے میدان میں آئے گا۔ اب صبح تک تو بہرحال ہمیں یہیں رہنا ہوگا۔“

”اس الیون ہنڈرڈ کا کیا ہوگا۔“ صفدر نے کہا۔

”اسے تب تک بے ہوش رکھنا ہوگا۔ میں نے ٹیلیفون کا تار توڑ دیا ہے۔ صبح جاتے وقت تہہ خانے والے ٹرانسمیٹر کو بھی تباہ کرنا ہوگا۔ ورنہ ہمارے بعد یہ الیون ہنڈرڈ ہوش میں آکر ٹرانسمیٹر سے کرنل فریدی کو اطلاع کر دے گا۔“

عمران نے کہا اور پھر وہ سب الیون ہنڈرڈ سمیت برآمدے سے ایک بڑے کمرے میں آگئے۔ تاکہ رات کا باقی وقت گزارا جا سکے۔

”مجھے ابتک اس مشن کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر اس کا انجام کیا ہوگا۔“ جولیا نے کمرے میں پہنچتے ہی کہا۔

”میں نے ٹائیگر کے ذریعے اس کو کسی خوبصورت انجام تک پہنچانے کی کوشش تو کی تھی۔ لیکن ٹائیگر وہاں ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس لئے اب دیکھو کیا انجام ہوتا ہے“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صاف صاف بات کیوں نہیں کرتے —— کیا سوچا تھا تم نے“۔

جولیا نے بھنا کر کہا۔

”ظاہر ہے جب شہر کے لوگ نہ مانیں تو پھر جنگل کا ہی رخ کرنا پڑتا ہے۔ دو آدمی نہ سہی، پچاس ساٹھ درخت ہی سہی۔ آجکل تو ویسے بھی درختوں کی قیمت انسانوں سے زیادہ ہی پڑ رہی ہے“۔ عمران نے

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ کیا تمہارا دماغ الٹ گیا ہے" جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ واقعی اسے عمران کی بات کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہ آیا تھا۔

"گواہوں کی بات کر رہا تھا۔ اس کے لئے دو آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے ناں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس شروع کر دی تم نے۔ آخر تم سنجیدہ کیوں نہیں رہ سکتے۔" جولیا واقعی بری طرح جھلا گئی تھی۔

"سنجیدگی کا دور اس کے بعد شروع ہوتا ہے اور پھر قبر میں جا کر ختم ہوتا ہے مس جولیا فٹزواٹر" عمران نے کہا۔

اور جولیا ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ عمران سے اس کی مرضی کے خلاف پوچھنا بیکار ہی ہے۔ پھر صبح ہونے تک کمرے میں خاموشی طاری رہی۔

"عمران صاحب ٹرانسمیٹر پر کال آ رہی ہے" اسی لمحے نعمانی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔ نعمانی کو اس تہہ خانے میں اس لئے رکھا گیا تھا تاکہ اگر کال آئے تو وہ اطلاع دے سکے۔

جوزف نے جیپ کی اگنیشن کی تاریں توڑ کر اسے سٹارٹ کرنے کے لئے تیار کر لیا تھا۔ لیکن اس نے جیپ سٹارٹ نہ کی تھی۔ کیونکہ جیپ کے سٹارٹ ہونے کی آواز بھی اس خاموشی میں دور تک پہنچ سکتی تھی البتہ وہ مشین گن سنبھالے جیپ اور دیوار کے درمیان چھپا ہوا کھڑا تھا۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں ایک کمرے میں داخل ہو چکے تھے۔ اور دروازہ بند ہو چکا تھا۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ باقی کمروں کی روشنیاں بجھ چکی تھیں۔

جوزف کی تیز نظریں اس کمرے کے بند دروازے پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے اعصاب بری طرح تنے ہوئے تھے۔ بہرحال وہ کرنل فریدی کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر اور جوانا دونوں بند کمرے کے اندر یقیناً انتہائی خطرناک صورتحال

سے گزر رہے ہوں گے۔

تھوڑی دیر بعد اسے دروازہ کھلتا دکھائی دیا۔ تو وہ چونک پڑا اور پھر جب اندھیرے میں دیکھ لینے کی صلاحیت رکھنے والی اس کی آنکھوں نے دروازہ کھلنے پر اندر سے آنے والی روشنی میں جوانا کو باہر نکلتے دیکھا تو اس نے ایک طویل سانس لیا۔

جوانا کے کاندھے پر ٹائیگر لدا ہوا تھا۔ اسے جس بات کا خدشہ تھا وہی ہوا۔ اور بازی اُلٹ دی گئی تھی۔ اس نے مشین گن سیدھی کی لیکن پھر ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید جوانا کے بالکل عقب میں چل رہے تھے۔ اس لئے ان پر فائر کرنے کا مطلب جوانا کی یقینی موت تھی۔

”جوزف کو آواز دو اور اسے کہو کہ وہ گن پھینک کر ہاتھ اٹھائے سامنے آجائے۔“ کرنل فریدی کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور جوانا نے جو جواب دیا اس سے جوزف چونک پڑا۔ اس نے کرنل فریدی کو بتایا تھا کہ جوزف احاطے سے باہر ہے۔ حالانکہ جوانا اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ احاطے کے اندر جیپ کے پاس موجود ہے۔ اور پھر جیسے بجلی کوندتی ہے اس طرح ساری صورت حال جوزف کے ذہن میں واضح ہو گئی۔

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید جوزف کی فائرنگ سے بچنے کے لئے جوانا کے عقب میں چل رہے تھے اور جوانا انہیں چکر دے کر احاطے کے گیٹ تک لے جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ جوزف سمجھ گیا کہ جوانا کا مقصد کیا ہے۔

وہ آہستہ سے جھکا اور پھر تیزی سے رینگتا ہوا آخری جیپ کے

کنارے تک پہنچ گیا۔ احاطے میں ابھی تک مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اسی لمحے اس نے دوسری بار —— جوانا کی بات سنی۔ اس نے اس میں لفظ قریب استعمال کیا تھا کہ جوزف احمق ہے اس کے قریب جا کر اسے سمجھانا پڑے گا اور جوزف کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

وہ اب جوانا کی چال سمجھ گیا تھا۔ جوانا چاہتا تھا کہ وہ اس طرح کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو ساتھ لئے ان جیپوں کے قریب سے گزر کر آگے بڑھے تو جوزف عقب میں ان پر حملہ کر دے۔ چنانچہ جوزف کے اعصاب تن گئے۔ اس نے مشین گن کو جلدی سے نال سے پکڑ لیا تھا۔ کیونکہ فائرنگ کا مطلب یہاں موجود سب افراد کو ہوشیار کرنا تھا۔

اور پھر جیسے ہی جوانا کے پیچھے چلتے ہوئے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید آخری جیپ کے پاس سے گزر کر آگے بڑھے۔ جوزف بلی کی طرح بے آواز چلتا ہوا جیپ کی عقبی سمت سے گھوم کر ان کے عقب میں آگیا۔ اس نے حتی الوسع کوشش کی تھی کہ کوئی آہٹ پیدا نہ ہو

لیکن ان کے قریب پہنچتے پہنچتے یہ لوگ اس جیپ تک پہنچ چکے تھے جسے جوزف سٹارٹ کرنے کے لئے تیار کر چکا تھا۔ اور پھر جوزف نے یکلخت ہاتھ کو حرکت دی اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہلکی مشین گن کا دستہ پوری قوت سے کیپٹن حمید کے عقبی حصے پر پڑا۔ اور کیپٹن حمید زوردار چیخ مار کر گھٹنوں کے بل نیچے جھکا اور پھر منہ کے بل نیچے گر پڑا۔ اسی لمحے جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر کاندھے پر لدے ہوئے ٹائیگر کا جسم پوری قوت سے پیچھے آنے والے کرنل فریدی پر مار

دیا۔ کرنل فریدی جو عقب میں آہٹ اور کیپٹن حمید کی چیخ سے بے اختیار مڑ گیا تھا۔ ٹائیگر کے جسم کی ضرب کھا کر سائیڈ میں موجود جیپ سے جا ٹکرایا۔ کرنل فریدی نے جیپ سے ٹکراتے ہی اچھل کر واپس حملہ کرنا چاہا اور شاید وہ ـــ جیپ سے ٹکرانے کا فائدہ اٹھا کر اپنی طرف آنے جوانا کے سینے پر فلائنگ کک مارنا چاہتا تھا کہ جوزف نے جو کیپٹن حمید کو گرا چکا تھا، کرنل فریدی کے سر پر مشین گن کے بٹ کی زوردار ضرب لگائی۔

اس زوردار ضرب کے نتیجے میں لاشعوری طور پر کرنل فریدی کا اوپر والا جسم نیچے کو دبا تو اس کی ٹانگیں فضا میں اٹھی ہی تھیں کہ جوانا نے اس کی دونوں ٹانگوں کو پکڑ کر اسے پوری قوت سے جیپ کے کھلے دروازے سے اندر سیٹوں کے درمیان دھکیل دیا۔

جوزف کرنل فریدی کا جسم اندر جاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے جیپ کے عقب سے گھوم کر دوسری طرف آیا۔ کرنل فریدی اٹھنے کی کوشش میں تھا، کیونکہ کرنل فریدی کو دھکیلنے کے بعد جوانا زمین پر پڑے ہوئے ٹائیگر کی طرف مڑ گیا تھا۔

کیپٹن حمید کی چیخ نے ماحول میں ارتعاش سا پیدا کر دیا تھا اور کمروں کے دروازے کھلنے اور بتیاں تیزی سے جلنے لگی تھیں۔ جوزف نے کرنل فریدی کے سر پر ایک زوردار ضرب لگائی اور پھر اچھل کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے کمروں سے آدمیوں کے چیخنے اور کون ہے، کون ہے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

جوانا نے بے ہوش ٹائیگر کو اٹھا کر کرنل فریدی کے جسم کے اوپر پھینکا اور پھر خود بھی اچھل کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ اس دوران جوزف جیپ سٹارٹ

کر چکا تھا۔ اور دوسرے لمحے جیپ ایک زوردار جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے احاطے کے کھلے دروازے میں گھوم کر باہر نکلی اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح اندھیرے میں سیدھی دوڑتی چلی گئی۔

احاطے میں موجود بلیک فورس کے ایجنٹوں کو شاید اصل صورت حال کا کافی دیر تک علم نہ ہو سکا تھا کیونکہ نہ ہی جیپ کا تعاقب کیا گیا تھا اور نہ ہی عقب سے کوئی فائر کیا گیا تھا۔

"ٹائیگر مر تو نہیں گیا۔" جوزف نے جیپ دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف بے ہوش ہے۔ تم جیپ کو اب جنگل کی بجائے سورتی کی طرف لے چلو۔ یہ لوگ ہمارے تعاقب میں سیدھے جنگل میں جائیں گے۔" جوانا نے کہا اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے جیپ کی رفتار اور بڑھا دی۔ جیپ بری طرح ہچکولے لیتی ہوئی تیزی سے کچے راستے پر دوڑتی جا رہی تھی۔ کیونکہ جوزف کو راستے کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ وہ بس اندھا دھند جیپ دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ ٹابو قصبے کی حدود اب کافی پیچھے رہ گئی تھی۔

"جوزف جیپ کو یہیں روک دو۔ ان دھچکوں کی وجہ سے کرنل فریدی یقیناً ہوش میں آ جائے گا۔ اس لئے اس کا بندوبست ہمیں پہلے ہی کر لینا چاہیے۔" اچانک جوانا نے کہا اور جوزف نے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیپ کی رفتار آہستہ کرنا شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد اس نے جیپ کو ایک بڑی سی جھاڑی کی اوٹ میں روک دیا۔ اور پھر وہ دونوں ہی اچھل کر نیچے اتر آئے۔ جوانا نے نیچے اترتے ہی پہلے ٹائیگر کو باہر نکالا اور پھر کرنل فریدی کو بھی اس نے سیٹوں کے درمیان سے کھینچ کر باہر نکالا۔ کرنل فریدی کا جسم کچھ اس طرح آگے

پیچھے بنی ہوئی سیٹوں کے درمیان پھنس گیا تھا کہ اسے نکالنے کے لئے
جوانا کو خاصی کوشش کرنا پڑی۔

"میں ٹائیگر کو ہوش میں لاتا ہوں تم جیپ کی تلاشی لو۔ شاید اس میں
کوئی رسی وغیرہ موجود ہو۔" جوانا نے کرنل فریدی کے سینے پر ہاتھ رکھتے
ہوئے کہا۔ اسے اطمینان ہو چکا تھا کہ کرنل فریدی ابھی جلدی ہوش میں
نہیں آسکتا۔ اس نے مڑ کر ٹائیگر کی ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے
مکمل طور پر بند کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کے جسم میں حرکت پیدا
ہونے لگی۔ جب یہ حرکت تیز ہو گئی تو جوانا نے ہاتھ ہٹا دیئے۔

"اوہ۔ جوانا عقبی سیٹ کے نیچے تو خاصا سامان موجود ہے۔ اسلحہ
بھی ہے اور رسی کا بنڈل اور دوسری قسم کا سامان بھی ہے۔" اچانک
جوزف کی آواز جیپ کے اندر سے سنائی دی۔

"رسی کا بنڈل تو باہر پھینکو۔" جوانا نے کہا اور جوزف نے رسی کا
بنڈل باہر اچھال دیا۔

اسی لمحے ٹائیگر کی کراہ سنائی دی۔ وہ مکمل طور پر ہوش میں آرہا تھا۔

"ٹائیگر! جلدی ہوش میں آؤ۔ ہم نازک پوزیشن میں ہیں۔" جوانا
نے تیزی سے رسی کا بنڈل کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اوہ۔ ہم کہاں ہیں۔ اوہ۔ اس قدر اندھیرا۔ کیا میں
اندھا ہو گیا ہوں۔" ٹائیگر کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

"ویسے اندھیرا ہے ٹائیگر —— جلدی کرو۔ ہم کرنل فریدی کو اغوا
کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔" جوانا نے رسی کھول کر زمین پر بیہوش
پڑے ہوئے کرنل فریدی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— کرنل فریدی کو اغوا کر لیا گیا۔ اوہ۔ کمال کر دیا تم
نے۔" ٹائیگر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اب مکمل طور پر
ہوش میں آچکا تھا۔

اس دوران جوزف بھی جیپ سے نیچے اتر آیا تھا اور پھر جوزف اور
جوانا نے مل کر بیہوش کرنل فریدی کو رسی سے اس طرح باندھ دیا کہ کرنل فریدی
لاکھ کوشش کے باوجود آزاد ہونا تو درکنار ایک طرف بل بھی نہ سکتا تھا۔

"یہ کیسے ہو گیا جوانا۔" ٹائیگر کے لہجے میں ابھی تک حیرت تھی جیسے اسے
یقین نہ آرہا ہو۔ اور پھر جوانا نے اسے مختصر طور پر سارے حالات بتا دیئے۔

"ویری گڈ —— ویری گڈ —— تم دونوں نے واقعی حیرت انگیز
ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ ورنہ جس طرح کرنل فریدی نے کرسی اچھال کر
سچویشن بدل دی تھی اس کا وہاں سے اس طرح اغوا قطعاً ناممکن تھا۔" ٹائیگر
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے، یہ بتاؤ۔ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ صبح اب قریب
ہے اور ان کو تو ہم اس طرح کھلے عام کہیں نہیں لے جا سکیں گے۔ اسکے
علاوہ بلیک فورس اب پاگل کتوں کی طرح ہمیں تلاش کرتی پھر رہی ہوگی۔"
جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں؟ یہ جنگل تو نہیں ہے۔" ٹائیگر نے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم جنگل کی طرف جانے کی بجائے سورتی قصبے کی طرف نکل آئے ہیں کیونکہ
لامحالہ بلیک فورس نے سب سے پہلے ہمیں جنگل میں تلاش کرنا ہے۔"
جوانا نے کہا۔

"اوہ ——— سورتی میں بھی تو بلیک فورس موجود ہے۔ کاش کہیں سے ٹرانسمیٹر مل جاتا تو عمران صاحب سے بات ہو سکتی۔ وہی اس مسئلے کا کوئی حل نکال سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کرنل فریدی کو اغوا کر لینے کے باوجود انہیں آئندہ کوئی اقدام سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"یہ مشن ہی انتہائی عجیب و غریب ہے۔ اس کا کوئی مقصد کوئی ٹارگٹ ہی سمجھ میں نہیں آتا۔" جوانا نے کہا۔

"اگر لائٹ کا بندوبست ہو سکے تو شاید جیپ میں موجود سامان میں ٹرانسمیٹر بھی موجود ہو۔" جوزف نے کہا۔

"اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے ہمیں صبح ہونے سے پہلے کسی محفوظ پناہ گاہ تک پہنچ جانا چاہیئے۔ اس کے بعد کچھ سوچا جا سکتا ہے۔" ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے ——— آؤ پھر کوئی نہ کوئی پناہ گاہ مل ہی جائے گی۔ اب کھیتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ یقیناً کہیں نہ کہیں کوئی زرعی فارم موجود ہو گا۔" جوانا نے جھک کر کرنل فریدی کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر کرنل فریدی کو پچھلی سیٹ پر ڈال کر جوانا بھی اس کے ساتھ ہی عقبی سیٹ پر سوار ہو گیا۔ جوزف نے دوبارہ سٹیئرنگ سنبھالا اور ٹائیگر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور جیپ ایک بار پھر ناہموار راستے پر دوڑنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے اندھیرے میں کھیتوں کے درمیان ایک عمارت چیک کر لی اور ٹائیگر کے کہنے پر جوزف نے جیپ کا رخ ادھر موڑ دیا۔

یہ واقعی ایک پرانا سا زرعی فارم تھا۔ اس کی عمارت بے پناہ خستہ اور ٹوٹی پھوٹی سی تھی۔ صرف ایک دو کمرے کچھ اچھی حالت میں تھے۔ فارم

بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔

جوزف نے جیپ کو ایک ٹوٹے ہوئے کمرے کے اندر دیوار کے ساتھ روک دیا۔ اور پھر وہ نیچے اتر کر ایک قدرے صاف کمرے میں پہنچ گئے۔ جوانا نے کرنل فریدی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"جوزف ——— ! تم باہر کا خیال رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ بلیک فورس والے اچانک ہمارے سروں پہ پہنچ جائیں۔" ٹائیگر نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا مشین گن سنبھالے کمرے سے باہر نکل گیا۔

کرنل فریدی کو کمرے کے فرش پر لٹا دیا گیا۔ اور وہ دونوں بھی وہیں دیواروں کا سہارا لے کر فرش پر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد صبح کا اجالا تیزی سے پھیلنے لگ گیا تھا اور پھر آہستہ آہستہ ہر طرف روشنی پھیلتی چلی گئی۔

اسی لمحے کرنل فریدی کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور وہ دونوں چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ گو کرنل فریدی بندھا ہوا تھا لیکن پھر بھی وہ بہرحال کرنل فریدی تھا۔ کوئی عام مجرم نہ تھا اور وہ دونوں کرنل فریدی کی صلاحیتوں سے نہ صرف پہلے سے واقف تھے بلکہ تازہ ترین تجربے نے انہیں ذہنی طور پر کرنل فریدی سے مرعوب بھی کر دیا تھا۔

"تو تم مجھے اغوا کر کے لانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔" کرنل فریدی نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ہوش میں آنے کے بعد نہ ہی کراہا تھا اور نہ ہی اس نے کسی حیرت کا اظہار کیا تھا۔

"ہمارا مقصد ہی صرف آپ کو اغوا کرنا تھا۔

"جوانا نے جس ذہانت سے پلاننگ کر کے مجھے ڈاج دیا ہے اس

پر واقعی مجھے بے حد حیرت ہو رہی ہے۔ میں اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ جوانا ذہانت کی بجائے صرف طاقت سے کام لینا جانتا ہے لیکن شاید عمران کے ساتھ رہتے ہوئے اس میں بھی ذہانت کے جراثیم پیدا ہو گئے ہیں۔" کرنل فریدی نے اس طرح مطمئن لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے اس طرح اغوا ہونے اور باندھے جانے کا ذرا برابر فکر نہ ہو۔

"یہ کمال جوزف نے دکھایا ہے۔ مجھے امید نہ تھی کہ جوزف میرا اشارہ سمجھ جائے گا۔" جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خیر جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اب تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"فریدی صاحب فی الحال ہمارا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ جب تک عمران صاحب سے رابطہ قائم نہیں ہو جاتا اور وہ ہمیں مزید ہدایات نہیں دے دیتے۔ ہم آپ کو اسی طرح یرغمال بنائے رکھیں گے۔" ٹائیگر نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی ہنکارا بھر کر خاموش ہو گیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر کئی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

"یہ ٹرانسمیٹر مل گیا ہے اور جیپ میں جدید ترین اسلحہ بھی موجود ہے" اسی لمحے جوزف نے ایک ٹرانسمیٹر اٹھائے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر کرنل فریدی کو ہوش میں دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔

"مجھے دکھاؤ، میں کوشش کرتا ہوں۔" ٹائیگر نے کہا اور جوزف نے ٹرانسمیٹر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"سنو ـــــ عمران سے رابطہ قائم ہو جاؤ تو میری اس سے بات کراؤ۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کرا دیں گے۔" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران کی بتائی ہوئی سپیشل فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کر دیا ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ اوور۔" ٹائیگر بار بار فقرہ دوہرا رہا تھا، لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی تھی۔ لیکن وہ مسلسل کوشش میں لگا رہا۔ لیکن جب کافی دیر تک کال اٹنڈ نہ کی گئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یکلخت اس کا رابطے والا بلب تیزی سے جل اٹھا اور ٹائیگر چونک پڑا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور۔" ٹائیگر نے چیخ کر کہا۔

"یس ـــــ عمران اٹنڈنگ یو ـــــ اوور۔" دوسرے لمحے عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب! میں تو مایوس ہو کر ٹرانسمیٹر آف کرنے لگا تھا کافی دیر سے کال کر رہا ہوں۔ اوور۔" ٹائیگر نے کہا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو ٹائیگر۔ اوور۔" عمران نے دوسری طرف سے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہم سورتی اور ٹابو قصبے کے درمیان ایک پرانے سے زرعی فارم میں موجود ہیں۔ ہم نے کرنل فریدی کو اغوا کر لیا ہے اور اس وقت کرنل فریدی ہمارے سامنے رسیوں سے بندھے ہوئے پڑے ہیں۔ اوور۔" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اپنا سپیشل کوڈ نمبر بتاؤ۔ اوور۔" عمران کا لہجہ اسی طرح سنجیدہ تھا۔

"سپیشل کوڈ نمبر ـــــ اوہ۔ مگر اس کی کیا ضرورت آپڑی۔ اوور۔" ٹائیگر

کے لہجے میں حیرت تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی عمران نے سپیشل کوڈ نمبر نہ پوچھا تھا۔

" جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔ اوور" عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" سپیشل کوڈ نمبر زیرو تھری زیرو ون۔ ون زیرو تھری زیرو۔ اوور" ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب تفصیل بتاؤ۔ کرنل فریدی کو تم کیسے لے آئے۔ اوور" عمران کے لہجے میں اب اطمینان تھا اور ٹائیگر نے جواب میں مائیکل اور ڈورا والے واقعے سے لے کر جنگل سے اپنے اغوا ہونے، پھر کیپٹن حمید سے مقابلے سے لے کر آخر میں کرنل فریدی کے اغوا اور یہاں زرعی فارم تک پہنچنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

" ہوں ـــــ کرنل فریدی ہوش میں ہیں۔ اوور" عمران نے پوچھا۔

" یس سر ـــــ انہوں نے کہا ہے کہ آپ سے ان کی بات کرائیں۔ اوور" ٹائیگر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بات کراؤ۔ اوور" عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر نے اٹھ کر ٹرانسمیٹر کرنل فریدی کے منہ کے ساتھ لگا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو عمران ـــــ تمہارے آدمی ماشاء اللہ اب خاصے عقلمند ہو گئے ہیں۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ اوور" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عقلمندی تو میرے نزدیک خامی میں شمار ہوتی ہے کرنل صاحب۔ اس لئے مبارکباد کی بجائے یہ تو افسوس کا مقام ہے۔ اوور" عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" اپنا اپنا خیال ہے۔ بہرحال میں نے تو خلوص سے مبارکباد دی تھی اوور" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خلوص کا بے حد شکریہ۔ لیکن اس خلوص میں آکسیجن کی کمی خاصی محسوس ہو رہی ہے اوور" عمران نے کہا اور اس بار کرنل فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اس کمرے کے متعلق حوالہ دے رہا ہے جس میں کرنل فریدی نے انہیں بند کر دیا تھا۔

" لیکن آکسیجن کی کمی کا ایک فائدہ تو ہوا کم از کم تمہارے گریبان کو ہوا تو لگی۔ مجھے دراصل گلے تک بند بٹن دیکھ کر بڑی الجھن ہوتی ہے۔ اوور" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" یعنی آپ کا مطلب ہے یہ مجنوں فرہاد سب آکسیجن کی کمی کا شکار ہو کر گریبان پھاڑتے رہے ہیں۔ اوور" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

" میں نے تمہاری قمیض میں لگے ہوئے سیپ کے بٹن دیکھ لئے تھے۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر اس مشین اور کمرے کے کھولنے والا نظام ایک کر دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تمہیں مشین کی کارکردگی سے اس کی ماہیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ اور پھر ظاہر ہے تمہارا گریبان کھلنا ہی تھا۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" خدایا تیرا شکر ہے ـــــ آپ نے میری زندگی بچا دی کرنل صاحب ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ اب میرے دماغ میں عقلمندی کے جراثیموں کی مقدار خاصی بڑھ گئی ہے اور زیادہ عقلمندی کا انجام بہرحال خودکشی ہی ہوتا ہے۔ اب آپ کی بات سن کر مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اب یہ کام آپ ہی کریں گے یعنی خودکشی والا۔ اوور" عمران نے کہا اور کرنل

فریدی مسکرا دیا۔

" لیکن تم میری توقع سے پہلے باہر آ گئے۔ ورنہ میرا خیال تھا کہ دو تین روز کے لئے تو بہرحال میں تمہیں روکنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اسی لئے میں نے آکسیجن ـــــ مشین کو انتہائی کم درجے پر رکھا تھا اوور" کرنل فریدی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں تو واقعی دو تین روز آرام کرنا چاہتا تھا لیکن دراصل وہ میرے ساتھی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی جلد باز واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے کمرے میں ریننگ کر کے کچھ زیادہ ہی آکسیجن خرچ کر ڈالی تھی۔ بہرحال آپ کی پہلے کی نسبت دوسری کوشش زیادہ کامیاب رہی ہے۔ میں واقعی نہیں پہچان سکا تھا کہ ٹائیگر بول رہا ہے یا آپ۔ لیکن آپ کا ایلون ہنڈرڈ کچھ زیادہ ہی نازک مزاج ثابت ہوا۔ وہ ہماری شکلیں دیکھ کر اتنا حیرت زدہ ہوا کہ اس نے آپ کی روانگی کی تفصیل اطمینان سے بتا دی۔ اوور۔" عمران نے کہا۔

" میں کہہ تو رہا ہوں میری توقع سے تم پہلے باہر آ گئے۔ اس لئے سارا کھیل خراب ہو گیا۔ بہرحال اب میں نے تم سے بات اس لئے کی ہے کہ تمہارے ٹائیگر اور باڈی گارڈوں نے میرے چار پانچ ایجنٹ مار دیئے ہیں۔ میں نے طرح دینے کی تو بہت کوشش کی ہے لیکن انہوں نے مزید عقلمندی کا مظاہرہ کر کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی ہے۔ اس لئے اب جو کچھ ہو گا تم اس کا گلہ مجھ سے نہیں کرو گے۔ اوور" کرنل فریدی یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

" اوہ ـــــ تو تابوت میں آخری کیل بھی لگ گئی۔ پھر تو تابوت تیار ہو گیا۔ اب آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے آپ کے ایجنٹ مارے ہیں

تو تابوت بھی تو تیار کر دیئے ہیں۔ اتنا احترام تو بہرحال انہوں نے کیا ہے اور انہیں کرنا بھی چاہیئے تھا۔ اوور۔"

" ٹھیک ہے ـــــ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ اوور" کرنل فریدی نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹائیگر۔ اوور" عمران کی آواز سنائی دی۔

" یس سر۔ اوور" ٹائیگر نے اس بار خود جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کرنل فریدی صاحب کو مکمل عزت و احترام اور مکمل آکسیجن کے ساتھ واپس بھجوا دو اور تم خود دارالحکومت واپس آ جاؤ۔ کرنل صاحب کو کیمپ ٹریس کر کے تباہ کر لینے دو۔ شاید خالی کیمپ تباہ کر کے کرنل صاحب کی انا کو تسکین مل جائے گی۔ لیکن یہ کام دو گھنٹے بعد کرنا۔ تاکہ اس دوران میں تمہاری واپسی کا بندوبست کر لوں۔ ان کی جیپ بھی انہیں واپس دے دینا۔ میں تمہارے لئے ہیلی کاپٹر بھجوا رہا ہوں۔ کرنل صاحب اگر زراعتی کمپنی کے ہیلی کاپٹر کی سیر کر سکتے ہیں تو تمہیں بھی اس میں سیر کرنے کا پورا پورا حق ہے۔ اوور اینڈ آل" عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" اب کم از کم میرے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھول دو۔ تاکہ میں بیٹھ سکوں۔" کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جوانا ـــــ کرنل صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ صرف ہاتھ اور پیروں کی رسیاں رہنے دو۔ باقی کھول دو" ٹائیگر نے کہا اور ٹرانسمیٹر اٹھائے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ جوزف باہر مشین گن لئے موجود تھا وہ ٹائیگر کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"جوزف! جیب میں کوئی ایسی چیز ہے جس سے ہم عمران صاحب کو اشارہ دے سکیں۔" ٹائیگر نے جوزف کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ ماسٹر آ رہے ہیں" جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ـــــ میری ان سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اشارہ دیا ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے کرنل فریدی کو چھوڑنے کا اشارہ بھی دیا ہے۔ اس لیے میں نے جوانا کو کہہ دیا ہے کہ وہ ان کے ہاتھوں اور پیروں کے علاوہ باقی رسیاں کھول دے۔ باقی کام ظاہر ہے کرنل فریدی خود آسانی سے کر سکتے ہیں" ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن پھر اتنی جدوجہد کا ہمیں کیا فائدہ ملا" جوزف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کے ذہن میں یقیناً کوئی پلان ہوگا۔ ہمیں تو بہرحال وہی کرنا ہے جیسے انہوں نے کہا ہے" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹریخ فائر ریوالور موجود ہے۔ میں نے دیکھا تھا" جوزف نے کہا۔

"او کے۔ تو آؤ پھر اسے لے لیں" ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے جوانا بھی باہر آ گیا۔

"یہ ماسٹر آخر چاہتے کیا ہیں؟ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آیا" جوانا نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میں جہاں تک سمجھا ہوں۔ باس کرنل فریدی کو ڈاج دے کر پہلے ہرانڈا جنگل میں پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ ہیلی کاپٹر پر آ رہے ہیں اور ہمیں انہیں کاشن دینا ہے۔ جیپ سے سامان بھی نکال لیتے ہیں اور اسے اس حد تک خراب بھی کر دیتے ہیں کہ کرنل فریدی کم از کم دو گھنٹوں تک

ہرانڈا جنگل میں واپس نہ پہنچ سکے۔ آؤ میرے ساتھ" ٹائیگر نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گئے۔

کیپٹن حمید کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور وہ اس وقت ہرانڈا جنگل میں موجود کھنڈر میں ٹہل رہا تھا۔ صبح تقریباً ہو چکی تھی لیکن کرنل فریدی کا کوئی پتہ نہ چل رہا تھا۔ بلیک فورس کے ارکان واقعی پاگل کتوں کی طرح ہرانڈا جنگل اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں کرنل فریدی کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ لیکن ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کرنل فریدی بھی اس طرح غائب ہو چکا تھا جیسے ان سب کو زمین کھا گئی ہو یا آسمان نگل گیا ہو۔

اچانک اس کی جیب سے ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

"نمبر تھرٹین بول رہا ہوں جناب۔ اوور" بٹن دبتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"یس ـــ حمید اٹنڈنگ یو۔ اوور" کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے

جواب دیا۔

" کیپٹن صاحب! میں نے کیمپ کو ٹریس کر لیا ہے۔ اوور"۔

دوسری طرف سے نمبر تھرٹین کی پُرجوش آواز سنائی دی۔

" کیمپ کو ٹریس کر لیا ہے —— وہ کیسے۔ اوور"۔ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

" جناب میں بڑی پہاڑی کے پاس موجود تھا کہ اچانک میں نے ایک بہت موٹے درخت کے تنے کو کسی دروازے کی طرح کھلتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی مشین تھی۔ اس نے یہ مشین ایک جھاڑی کی جڑ میں چھپا دی اور پھر واپس اس دروازے سے اندر چلا گیا۔ تنے میں نظر نہ آنے والا دروازہ دوبارہ بند ہو گیا ہے۔ اوور"۔ نمبر تھرٹین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— ویری گڈ —— تم ایسا کرو کہ فوراً پوائنٹ تھری پر پہنچ کر ہریش کو پوری تفصیلی رپورٹ دو۔ میں باقی سب کو لے کر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ہم نے فوری طور پر اس کیمپ پر چھاپہ مارنا ہے۔ اوور"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ اوور"۔ نمبر تھرٹین نے جواب دیا اور کیپٹن حمید نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر اس نے جنرل فریکوئنسی سیٹ کر کے ارد گرد موجود بلیک فورس کے تمام ارکان کو پوائنٹ تھری پہنچنے کا کہہ دیا۔ اور خود تیزی سے ایک طرف کھڑی ہوئی جیپ کی طرف بھاگا۔ کیمپ ٹریس ہو جانے کی خوشخبری سن کر وہ کرنل فریدی کو بھی بھول گیا

۔ اس کی جیپ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی پوائنٹ تھری کی طرف ی چلی جا رہی تھی۔

پوائنٹ تھری ہرانڈا کے شمال مغربی کونے میں بنایا گیا تھا۔ یہاں بھی ی طرح کا ایک پرانا کھنڈر موجود تھا جس کے تہہ خانوں میں باقاعدہ مشینری ب کی گئی تھی۔ کرنل فریدی نے کیپٹن حمید اور اس کے ساتھیوں کو پوری ری کے ساتھ بھیجا تھا۔ لیکن وہ چونکہ اب تک کیمپ کو ٹریس نہ کر سکے تھے لیے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے۔

پھر کیپٹن حمید نے ریز ڈیٹیکٹر مشین منگوائی تو وہ راستے ہی میں تباہ ہو ئی۔ دوسری مشین کرنل فریدی نے منگوائی تھی لیکن پھر رات کو کرنل فریدی و انتہائی دیدہ دلیری سے اغوا کر لیا گیا تھا۔ اور باوجود شدید تلاش کے ہ کرنل فریدی کو اب تک ٹریس نہ کر سکے تھے۔ لیکن کیپٹن حمید جانتا تھا کہ کرنل فریدی ان تینوں کے بس کا نہیں ہے۔ اس لیے وہ اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور اب اگر اتفاقاً کیمپ ٹریس ہو گیا ہے تو وہ پوری قوت سے اس کیمپ پر حملہ کر دینا چاہتا تھا۔ تاکہ کرنل فریدی پر ثابت کر سکے کہ وہ کرنل فریدی کے بغیر بھی اس قدر اہم مشن مکمل کر سکتا ہے۔

پوائنٹ تھری پر پہنچ کر اس نے جیپ ایک سائیڈ پر روکی اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔

" میں نے آدمی بھیج دیئے ہیں اور آپ کے انتظار میں تھا۔ تہہ خانے یں موجود ہریش نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

" کیا مزید تفصیلات کا علم ہو گیا ہے"۔ کیپٹن حمید نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں —— پورا کیمپ ہی ٹریس ہو گیا ہے۔ یہ تو خاصا جدید قسم کا کیمپ ہے۔ لیکن میں نے اس کا مکمل توڑ کر لیا ہے۔ پچاس آدمی اس کے گرد پہنچ چکے ہیں جو ہر قسم کی دفاعی مشینری سے پوری طرح لیس ہیں" ہریش نے کہا۔

"او۔ کے۔ پھر آؤ۔ وہ کہاں ہے مخصوص یونیفارم" کیپٹن حمید نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ہریش نے جلدی سے ایک کونے میں موجود باکس کا ڈھکن کھولا اور سیاہ رنگ کی کسی مخصوص کپڑے کی بنی ہوئی یونیفارم باہر نکال لی۔ ساتھ ہی ایک کنٹوپ اور دو عجیب ساخت کے سلنڈر تھے۔

کیپٹن حمید نے اس یونیفارم کو پہنا اور اس پر وہ کنٹوپ پہن کر جس کی آنکھوں کے سامنے والے حصے پر ہلکے نیلے رنگ کا شیشہ لگا ہوا تھا اس نے دونوں سلنڈر اپنی پشت پر ایڈجسٹ کر کے ان کا رابطہ اس کنٹوپ سے ملا دیا۔ اور اس دوران ہریش بھی اسی ساخت کی دوسری یونیفارم پہن چکا تھا۔

ہریش نے باکس میں سے دو چپٹے قسم کے پستول نکالے اور ایک پستول حمید کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور اس کے بعد دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کھنڈر سے باہر نکلے اور تیزی سے جنگل کے اندر بڑھتے چلے گئے۔ وہ دونوں چھپ چھپ کر چلنے کی بجائے کھلے عام آگے بڑھے چلے جا رہے تھے جیسے انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ ہی نہ ہو۔

تقریباً آدھا گھنٹہ چلنے کے بعد ایک جھاڑی کے پیچھے سے نکل کر ایک اسی قسم کی یونیفارم پہنے آدمی ان کے سامنے آ گیا۔

"کیا پوزیشن ہے نمبر تھرٹین" کیپٹن حمید نے کنٹوپ کے اندر بولتے

ہوئے کہا۔

"کیمپ کو گھیرے میں لے لیا گیا ہے جناب۔ نائٹرام مشینری نے اندر بیس افراد کی موجودگی کا پتہ دیا ہے" کیپٹن حمید کے کانوں میں نمبر تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

"او۔ کے۔ کہاں ہے دروازہ" کیپٹن حمید نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سامنے شاہ بلوط کا پرانا درخت نظر آ رہا ہے۔ اس کے تنے سے راستہ اندر جاتا ہے" نمبر تھرٹین نے ایک پرانے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر ایکشن شروع کریں" کیپٹن حمید نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"کیپٹن صاحب —— آپ یہیں رکیں۔ ہمارے پاس مکمل مشینری موجود ہے۔ ہم زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے کے اندر پورا کیمپ اڑا دیں گے۔ اس کے بعد آپ معائنے کے لئے اندر جا سکتے ہیں" ہریش نے کہا۔

"نہیں —— میں ساتھ جاؤں گا" کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن صاحب —— اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کیمپ انتہائی جدید ترین دفاعی نظام کا حامل ہے۔ اس لئے اس میں آدمیوں کی بجائے مشینری ہی کام آئے گی" ہریش نے کہا۔

"اچھا —— ٹھیک ہے میں یہاں رک جاتا ہوں۔ تم ایکشن شروع کرو۔ اور سنو کیمپ کو ہر صورت میں مکمل طور پر تباہ ہونا چاہیے۔ اس طرح

کہ دوبارہ یہ کیمپ کم از کم چار پانچ سال تک تیار نہ ہو سکے۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— کرنل فریدی نے ہمیں پوری طرح ہدایات دے رکھی ہیں۔" ہریش نے کہا اور ممبر تھرٹین کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

کیپٹن حمید ایک تنے کی اوٹ میں رُک کر انہیں جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ ہر طرف گھنی اونچی جھاڑیاں موجود تھیں۔ اس لئے وہ دونوں جلد ہی جھاڑیوں کے پیچھے غائب ہو گئے۔ کیپٹن حمید ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دور شاہ بلوط کے درخت کے پاس تیز سرخ رنگ کی روشنی کا فوارا سا نکل کر آسمان کی طرف بڑھا۔ اور پھر انتہائی خوفناک دھماکوں کے ساتھ ساتھ مشین گنوں کی فائرنگ اور انسانی چیخوں سے پورا جنگل گونج اٹھا۔

دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھیں اور پھر ان آگ کے شعلوں میں تبدیل ہونے والی جھاڑیوں میں سے مخصوص یونیفارم پہنے افراد تیزی سے نکل کر اس طرف آتے گئے جدھر کیپٹن حمید موجود تھا۔ کئی زخمی حالت میں دوڑ رہے تھے اور کئی افراد نے اپنے کاندھوں پر دوسرے افراد کو اٹھایا ہوا تھا۔

"جناب۔ کیمپ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے لیکن ہمارے چار آدمیوں کے ٹکڑے اڑ گئے ہیں۔ دس زخمی ہیں۔ جلدی نکل چلئے۔ یہ آگ ابھی پورے جنگل میں پھیل جائے گی۔" ہریش کی آواز کیپٹن حمید کے کانوں میں پڑی۔

"کوئی زخمی پیچھے تو نہیں رہ گیا۔" کیپٹن حمید نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب ——— صرف لاشیں رہ گئی ہیں اور اب انہیں اٹھانے کا موقع نہیں ہے۔" ہریش نے کہا اور کیپٹن حمید واپس مڑ گیا۔ اور پھر وہ سب تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے اس کھنڈر میں واپس پہنچ گئے جسے انہوں نے پوائنٹ تھری کا نام دے رکھا تھا۔

خوفناک آگ واقعی تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے یونیفارمز اتار دیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی میں مصروف ہو گئے۔

"جناب آگ ہمارے قریب پہنچنے والی ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔" باہر سے ایک رکن نے دوڑ کر اندرونی تہہ خانے میں آتے ہوئے کہا۔

"مشینری یہیں چھوڑ دو۔ اس میں دیر لگے گی۔ بس جیپیں لے کر فوراً نکلو پوائنٹ ون پر ——— جلدی کرو۔"

ہریش نے چیخ کر کہا۔

اور پھر وہ سب تیزی سے اس احاطے کی طرف دوڑ پڑے جدھر ان کی جیپیں اوٹ میں کھڑی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد چار جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کھنڈروں سے نکلیں اور پوائنٹ ون کی طرف دوڑنے لگیں۔ پوائنٹ ون وہ کھنڈر تھا جو قصبہ ٹالو کی طرف سے جنگل کے اندر آتا تھا اور جہاں سے کیپٹن حمید جیپ کے ذریعے پوائنٹ تھری پر پہنچا تھا۔

"اب پوری تفصیل بتاؤ۔" کیپٹن حمید نے ساتھ بیٹھے ہوئے ہریش

سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور بریش نے تفصیل بیان کرنی شروع کر دی۔ جیسے جیسے وہ تفصیل بتاتا جا رہا تھا، کیپٹن حمید کے چہرے پر کامیابی اور کامرانی کی چمک بڑھتی جا رہی تھی۔

واقعی وہ کرنل فریدی کی مدد کے بغیر عمران اور اس کی تمام ٹیم کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

جوانا نے کرنل فریدی کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں اور خود وہ باہر نکل گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی کرنل فریدی تیزی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ پہلے ہی ایک الماری کو نظروں میں رکھ چکا تھا۔ اس الماری کے پٹ ٹوٹے ہوئے تھے اور صرف سائیڈوں میں زنگ آلود لوہے کی پٹیاں اُٹھے ہوئے انداز میں موجود تھیں۔ وہ اس الماری کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی پشت اس الماری کی طرف تھی اور دوسرے لمحے اس نے اپنے بندھے ہوئے بازو اٹھا کر لوہے کی پٹی پر کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کو رگڑنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ رسی اس حد تک کاٹنے میں کامیاب ہو گیا کہ دونوں ہاتھوں کو مخالف سمت میں زوردار جھٹکا دیتے ہی رسیاں تڑخ کر ٹوٹ گئیں اور اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس نے جلدی سے

جھک کر اپنے پیروں میں بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔

اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ان تینوں کو وہ اپنے اغوا کی پوری سزا دے گا۔ لیکن باہر خاموشی طاری تھی۔ وہ اِدھر اُدھر گھومتا ہوا جب جیپ کے پاس پہنچا تو جیپ تو وہاں موجود تھی۔ لیکن اس کے چاروں پہیے فلیٹ ہو چکے تھے۔ ان کی ہوا نکال دی گئی تھی۔ اب جیپ بھی بیکار ہو چکی تھی۔

صبح کی روشنی اب خاصی پھیل چکی تھی۔ اس لئے وہ دوڑتا ہوا پھاٹک کے قریب پہنچ گیا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اسے پھاٹک میں سے گزر کر آگے جاتے ہوئے تین آدمیوں کے قدموں کے نشانات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ لیکن آگے جھاڑیوں کی وجہ سے یہ نشانات غائب ہو گئے تھے۔ کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر کال خود سنی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ عمران نے ٹائیگر کو اشارہ دیا ہے کہ وہ خود دو گھنٹوں کے اندر ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں پہنچنے والا ہے۔ اور کرنل فریدی اس کی آمد سے پہلے ان کو قابو کر لینا چاہتا تھا۔

لیکن اب مسئلہ تھا ان کی تلاش کا۔ وہ پھاٹک کی اوٹ میں کھڑا اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظریں فارم کے دائیں طرف ایک درخت پر پڑیں جو خاصا بلند تھا۔

کرنل فریدی جلدی سے پھاٹک سے نکلا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس درخت کی طرف بڑھ گیا۔ قدموں کے نشانات دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ نشانات بالکل واضح ہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ

زیادہ دور نہیں گئے اور ہو سکتا ہے وہ ابھی کھیتوں میں چل رہے ہوں۔

چنانچہ وہ دوڑتا ہوا اس درخت کے قریب پہنچا اور پھر کسی پھرتیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ خاصی بلندی پر پہنچ کر وہ رُک گیا اور درخت کی شاخوں میں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

ہر طرف اونچی نیچی جھاڑیوں اور کھیتوں میں موجود قدِ آدم فصلیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ غور سے دیکھتا رہا لیکن ان تینوں کی جھلک اُسے کہیں بھی نظر نہ آئی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

وہ جلدی سے درخت سے نیچے اترا اور پھر بھاگتا ہوا فارم کے سامنے کے رخ پر آ گیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ فصلوں کے درمیان بچے راستے پر دوڑ رہا تھا۔ دوڑتے دوڑتے وہ ایک جگہ اس طرح لڑکھڑا کر نیچے بیٹھ گیا جیسے ٹھوکر لگنے سے نیچے گر گیا ہو اور پھر بیٹھے بیٹھے وہ جلدی سے مڑا اور آہستہ آہستہ سر کو اوپر اٹھانے لگا۔

چند لمحوں بعد اس کی نظریں اسی درخت پر مرکوز ہو گئیں جس پر چڑھ کر اس نے خود ارد گرد کا جائزہ لیا تھا۔ اور اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ کیونکہ اس نے درخت پر چڑھتے ہوئے ایک آدمی کو چیک کر لیا تھا۔ وہ واقعی کسی بندر کی سی تیزی سے اوپر چڑھ رہا تھا دور سے اس کی جسامت کا اندازہ لگا کر وہ سمجھ گیا کہ وہ ٹائیگر ہے۔

"خاصا عقلمند ہے یہ ٹائیگر لیکن ابھی اسے مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے آگے

بڑھنے لگا۔ اس کا خیال درست نکلا تھا کہ وہ تینوں کرنل فریدی کو ڈاج
دینے کے لئے فارم سے نکل کر اس کی عقبی سمت میں چھپ گئے تھے۔
کیونکہ یہی ایک ایسی جگہ تھی جو اس درخت سے نظر نہ آسکتی تھی، اور اب
کرنل فریدی کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ اسے چیک کر رہے تھے
کہ وہ کس طرف جاتا ہے۔

کرنل فریدی اب اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے اس
درخت پر بیٹھ کر انسانی حدِ نظر کا اندازہ ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے
آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اب اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ رُک گیا اور
پھر تیزی سے دائیں ہاتھ کی طرف دوڑنے لگا۔ کافی دور جا کر اس نے ایک
بار پھر اپنے آپ کو موڑا اور اب اس کا رُخ دوبارہ اس طرف تھا جدھر وہ
دیہی فارم موجود تھا لیکن اب وہ فارم سے خاصا دور آگیا تھا۔ مسلسل چلنے
کی وجہ سے اس کے چہرے پر ہلکا سا پسینہ آگیا تھا۔ لیکن اس نے قدم نہ
روکے تھے۔ اور مسلسل ایک ہی رفتار سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فارم کی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھ گیا لیکن اب
وہ خاصا محتاط ہو چکا تھا۔ کچھ دور آگے نکل کر وہ ایک بار پھر مڑا اور اب
وہ اس زرعی فارم کے بالکل عقب میں آچکا تھا۔ اس طرف کھیت کی بجائے
اونچی جھاڑیاں فارم کی دیوار تک پھیلی ہوئی تھیں۔

کرنل فریدی اب بڑے محتاط انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔
وہ بیحد چوکنا نظر آرہا تھا۔ لیکن دیوار تک پہنچ جانے کے باوجود وہ تینوں
اسے نظر نہ آئے تو وہ دیوار کے قریب جا کر رُک گیا۔ اب اس کے ذہن

کے مطابق دو ہی صورتیں باقی رہ گئی تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ انہیں ڈاج
دیتے دیتے خود ہی ڈاج کھا چکا تھا اور وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے
آسانی سے وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ یا پھر دوسری
صورت یہ ہو سکتی تھی کہ کرنل فریدی کی طرف سے اطمینان ہو جانے کے
بعد وہ دوبارہ اس کے اندر پہنچ گئے تھے۔

ویسے اسے دوسری صورت زیادہ قرینِ قیاس لگ رہی تھی کیونکہ
ہیلی کاپٹر کو نشانہ ہی کے لئے کھلی جگہ کی بجائے یہ فارم زیادہ بہترین جگہ ہو
سکتی تھی۔ وہ کچھ دیر تک دیوار کے ساتھ کھڑا اپنا سانس درست کرتا رہا
پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دائیں طرف کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف
بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اس
ٹوٹی ہوئی دیوار والی جگہ سے اندر جاتے ہوئے قدموں کے نشانات واضح
نظر آرہے تھے۔ اس کا صریحاً مطلب یہی تھا کہ وہ تینوں دوبارہ فارم کے
اندر چلے گئے تھے۔ اور اب وہ پوری طرح مطمئن ہوں گے کہ وہ کرنل فریدی
کو ڈاج دے چکے ہیں۔

کرنل فریدی اس ٹوٹی ہوئی دیوار سے ہوتا ہوا آہستہ سے اس
برآمدے کی سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بے حد محتاط نظر آرہا تھا۔ کسی ایسے
چیتے کی طرح جو اپنے شکار کی طرف بڑھ رہا ہو۔ برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ
آہستہ سے برآمدے میں داخل ہوا اور دیوار کے ساتھ لگ کر آگے درمیانی
راہداری کی طرف جا رہا تھا کہ یکلخت اسے اپنے پیچھے ہلکی سی آہٹ محسوس ہوئی۔
اور وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر نہ صرف
ایک طرف ہٹا بلکہ اس کی گھومتی ہوئی لات تیزی سے اپنے اوپر حملہ کرتے

ہوئے جوزف کی پسلیوں پر پڑی اور جوزف ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے ہاتھ میں مشین گن کی نال پکڑی ہوئی تھی اور وہ شاید کرنل فریدی کے سر پر مشین گن کا بٹ مارنا چاہتا تھا۔ لیکن زوردار ضرب لگنے سے مشین گن اچھل کر ایک طرف جا گری۔ جوزف دیوار سے ٹکرا کر کسی گیند کی طرح اچھل کر دوبارہ کرنل فریدی پر آیا۔ اس نے کرنل فریدی کے سینے میں زوردار فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی لیکن کرنل فریدی کے دونوں ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے حرکت میں آئے اور گرانڈیل جوزف اس کے ہاتھوں پر اٹھتا ہوا ایک دھماکے سے عین درمیانی راہداری کے سرے پر اس وقت گرا جب شاید دھماکے کی آواز سن کر جوانا اور ٹائیگر دونوں دوڑتے ہوئے راہداری کے سرے سے باہر نکل رہے تھے۔

جوزف کے اچانک ٹکرانے سے وہ دونوں برآمدے کے فرش پر جا گرے۔ اور ان کے ہاتھوں میں موجود اسلحہ ان کے ہاتھوں سے نکل کر برآمدے سے باہر فارم کے صحن میں جا گرا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ تم تینوں تاکہ کل کو عمران یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے تمہیں لڑنے کا موقع نہیں دیا۔ تم شیر کے منہ میں ہاتھ دینے کے بعد یہ سمجھے تھے کہ تمہارا ہاتھ بچ جائے گا۔" کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور وہ تینوں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ لڑنا چاہتے ہیں کرنل صاحب تو میں حاضر ہوں۔" جوانا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری کیا حیثیت ہے جوانا۔ پچھلی دفعہ میں اس لئے تمہارا لحاظ کر گیا تھا کہ میں نے جو کچھ معلوم کرنا تھا معلوم کر لیا تھا ورنہ تمہاری ایک ہڈی بھی جسم میں سلامت

نہ رہتی۔ میرا نام فریدی ہے فریدی۔" کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہٹ جاؤ جوزف اور ٹائیگر۔ اگر کرنل فریدی مقابلے پر اتر ہی آیا ہے تو اسے آج معلوم ہو ہی جانا چاہیئے کہ جوانا صرف ماسٹر عمران سے شکست کھا سکتا ہے کرنل فریدی سے نہیں۔ پہلی بار میں صرف ماسٹر عمران کا لحاظ کر گیا تھا۔" جوانا نے دونوں ہاتھوں سے جوزف اور ٹائیگر کو ایک طرف کرتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے یکلخت اچھل کر کرنل فریدی پر حملہ کر دیا۔

کرنل فریدی کا اوپر والا جسم اس طرح بائیں سائیڈ پر جھکا جیسے اس کی کمر میں ہڈیوں کی بجائے ربڑ لگا ہوا ہو جبکہ اس کا نچلا جسم ویسے ہی اپنی جگہ پر رکا ہوا تھا۔ جبکہ جوانا ذرا دائیں طرف ہٹ کر اس پر حملہ کر چکا تھا۔ جیسے ہی اس کے دائیں حصے پر آیا۔ کرنل فریدی کا جسم بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے گرانڈیل جوانا کا جسم اس کے دونوں ہاتھوں کی تھپکی کھا کر قلابازی کھاتا ہوا اس کے عقب کی طرف گیا۔ اور کرنل فریدی اسے تھپکی دے کر تیزی سے مڑ ہی رہا تھا کہ جوانا کے سر کی ضرب پوری قوت سے کرنل فریدی کے سینے پر پڑی۔ اور کرنل فریدی بے اختیار لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

جوانا نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکا دے کر کرنل فریدی کے مڑنے کی وجہ سے اس کے سینے پر زوردار ٹکر ماری تھی۔ اور یہ کرنل فریدی ہی تھا جو اس خوفناک ٹکر کھانے کے باوجود صرف دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ ورنہ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو

کرنل فریدی اور جوانا کے پہلے خوفناک مقابلے کے لئے پڑھئے "ری بائیٹ"۔ مصنف مظہر کلیم ایم اے۔

یقیناً اس کے سینے کی ہڈیاں ٹوٹ کر اندر گھس چکی ہوتیں۔

کرنل فریدی کے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتے ہی جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے اُلٹی قلابازی کھائی اور اس نے دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اٹھا کر کرنل فریدی کے سینے پر مارنے کی کوشش کی۔ لیکن اسی لمحے کرنل فریدی کا جسم یکلخت کسی کمان کی طرح پیچھے کو جھکا اور جوانا کے نچلے جسم پر اس کے دونوں پیروں کی زوردار ضرب لگی اور جوانا کا جسم اس طرح برآمدے کی نچلی چھت کی طرف اٹھتا چلا گیا جیسے کسی بچے نے گیند کو چھت پر مارا ہو۔

چھت کے قریب پہنچ کر جوانا کے دونوں ہاتھ چھت سے لگے اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم تیزی سے نیچے کی طرف آیا۔

کرنل فریدی اس دوران سیدھا ہو چکا تھا اور پھر کسی شہتیر کی طرح نیچے آتے ہوئے جسم کو کرنل فریدی نے خوفناک ضرب لگا کر اٹھانے کی کوشش کی لیکن یہیں وہ مار کھا گیا۔ کیونکہ جیسے ہی ضرب لگانے کے لئے اس کا جسم آگے کو جھکا۔ جوانا کا جسم ہوا میں تیزی سے گھوم گیا اور کرنل فریدی کی گردن کے عقبی حصے میں جوانا کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے پڑیں اور اس کے ساتھ ہی جوانا اُچھل کر قلابازی کھاتا ہوا کرنل فریدی کے عقب میں جا کھڑا ہوا۔ جبکہ کرنل فریدی کو اپنی گردن کے عقبی حصے میں زوردار ضرب کھا کر بے اختیار نیچے کی طرف جھکنا پڑا۔ لیکن وہ کرنل فریدی تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو پوری قوت سے منہ کے بل فرش سے جا ٹکراتا۔

لیکن کرنل فریدی فرش سے ٹکرانے سے پہلے ہی گھوما اور مڑ کر اس طرح جوانا کے سامنے کھڑا ہو گیا جیسے اسے اس قدر خوفناک

ضرب لگی ہی نہ ہو۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"تم اچھے لڑاکے ہو جوانا لیکن فریدی کو شکست دینے کے لئے ابھی تمہیں دس بار مر کر زندہ ہونا پڑے گا۔" کرنل فریدی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"میرا نام جوانا ہے۔ کرنل فریدی۔ اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا" جوانا نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔ جوزف اور ٹائیگر ایک طرف خاموش کھڑے تھے۔

اور پھر اچانک جوانا نے حرکت کی۔ اس کا جسم تیزی سے حرکت میں آیا اور کرنل فریدی نے اس کے بھرپور وار سے بچنے کے لئے تیزی سے سائیڈ بدلی لیکن جوانا کا جسم قریب آتے ہی کسی لٹو کی طرح گھوم گیا اور اس کا بازو پوری قوت سے کرنل فریدی کی پسلیوں سے انتہائی خوفناک انداز میں ٹکرایا۔ لیکن صرف پلک جھپکنے کے وقفے میں بالکل ویسی ہی ضرب جوانا کی پسلیوں پر پڑی۔

کرنل فریدی نے بھی بالکل جوانا جیسا داؤ استعمال کیا تھا۔ دونوں ہی ضربیں اپنی اپنی جگہ خوفناک تھیں۔ اور وہ دونوں ہی لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے جا ٹکرائے۔ جوانا دیوار سے جا ٹکرایا تھا جبکہ کرنل فریدی برآمدے کے ستون سے۔

لیکن کرنل فریدی کی پھرتی جوانا سے کہیں زیادہ رفتار سے سامنے آئی ستون سے ٹکراتے ہی کرنل فریدی کا جسم یکلخت چھلاوے کی طرح اُچھلا اور اس بار جوانا کے لئے اس کی خوفناک فلائنگ کک سے بچنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہا تھا۔ کرنل فریدی کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے جوانا کے ڈھول نما

سینے پر پڑیں . اور جوانا کا جسم دیوار کے ساتھ لگے ہونے کی وجہ سے پوری طرح اس خوفناک ضرب کی زد میں آ گیا.

اس بار جوانا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور کرنل فریدی نے فلائنگ کک مار کر یکلخت قلابازی کھائی اور جوانا کو اپنے سینے پر پلک جھپکنے کے وقفے میں دوسری خوفناک فلائنگ کک کھانی پڑی ۔ جوانا نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ بری طرح پھنس چکا تھا۔

کرنل فریدی کا جسم اس محدود وسعت کے برآمدے میں کسی لوٹن کبوتر کی طرح قلابازیاں کھاتا چلا جا رہا تھا اور جوانا کے سینے پر اس کی دونوں ٹانگوں کی خوفناک ضربیں مسلسل لگ رہی تھیں ، جیسے کوئی تیز رفتار مشین حرکت میں آ گئی ہو اور پھر جوانا کا جسم نیچے کی طرف ڈھیر ہونے لگ گیا۔ اس کے منہ کے دونوں کونوں سے خون کی لکیریں بہنے لگیں تھیں۔

اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں اور چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا جا رہا تھا ـــــ اور پھر کرنل فریدی کا جسم یکلخت فضا میں تیزی سے گھوما اور اس بار اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے ٹائیگر کے سینے پر پڑی جو حیرت سے بت بنا کھڑا کرنل فریدی کو مشین کی سی تیزی سے قلابازیاں کھاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی انسان اس قدر تیز رفتاری سے قلابازیاں بھی کھا سکتا ہے اور ہر بار صحیح جگہ پر ضربیں بھی لگا سکتا ہے اور اسی حیرت کے چکر میں وہ مار کھا گیا۔

کرنل فریدی کی زوردار ضرب سینے پر کھا کر وہ بری طرح چیختا ہوا اچھلا اور پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ جوزف نے اچھل کر کرنل فریدی کی سائیڈ

پر وار کرنا چاہا لیکن کرنل فریدی نے سیدھے ہوتے ہوئے اپنے پیروں پر کسی لٹو کی طرح گھوما اور اس کا لیفٹ ہک پوری قوت سے جوزف کے جبڑے پر پڑا ۔ اور جوزف بھی اچھل کر ستون سے جا ٹکرایا ۔ اور پھر فرش پر جا گرا۔

جوانا اور ٹائیگر دونوں ہی بے ہوش ہو چکے تھے ۔ جوزف نے ستون سے ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرنل فریدی تو چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ وہ یکلخت ہائی جمپ کے سے انداز میں اچھلا اور پھر اس کے دونوں پیر جوزف کے سینے پر پڑے اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا جوزف ایک بار پھر دھماکے سے پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ کرنل فریدی کی گھومتی ہوئی لات پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑی اور جوزف کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں ۔ اس کا جسم بھی ڈھیلا پڑ چکا تھا ۔

کرنل فریدی کا چہرہ خون کبوتر کی طرح سرخ پڑ چکا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیئے رکا اور پھر دوڑتا ہوا برآمدے سے باہر پڑی مشین گن کی طرف لپکا۔ اس نے مشین گن اٹھائی اور گھوم کر فرش پر پڑے ہوئے ان تینوں کی طرف اس کا رخ کر کے ٹریگر دبانے ہی لگا تھا کہ یکلخت جھرجھری لیکر سیدھا ہو گیا ۔ اس کا غصے سے تپا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہوتا چلا گیا ۔

" نہیں ـــــ یہ اچھے لڑاکے ہیں اور اچھے لڑاکوں کو ضائع نہیں ہونا چاہیئے ۔ " کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر مشین گن ہاتھ میں پکڑے وہ برآمدے سے ہوتا ہوا راہداری میں گیا اور دوسرے لمحے وہ اس کمرے میں پہنچ گیا ۔ جہاں جیپ سے نکلا ہوا سامان موجود تھا ۔ وہیں وہ رسی بھی موجود تھی جس کی مدد سے اسے باندھا گیا تھا ۔ اس نے رسی اٹھائی

اور پھر واپس برآمدے میں آگیا۔ اس نے رسی کی مدد سے ان تینوں کو اکٹھا کر کے اچھی طرح باندھ دیا۔

اس کے بعد اس نے انہیں ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کی کوششوں کے بعد وہ تیزی سے ہوش میں آگئے۔ اور ان تینوں نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوششیں کیں لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ تینوں ہی حرکت نہ کر سکے۔

"تم نے دیکھ لیا کرنل فریدی کو اغوار کرنے کا انجام اور سنو ابھی میں تم تینوں کا لحاظ کر گیا ہوں ورنہ ایک اور ضرب جوانا کے سینے پر لگتی تو اس کا دل پھٹنے کے قریب ہو چکا ہوتا۔ لیکن میں نے اسے جان بوجھ کر چھوڑ دیا۔ اگر میں چاہتا تو مشین گن کی گولیوں سے تم تینوں کے جسموں کو شہد کی مکھیوں کے چھتوں میں تبدیل کر دیتا۔ اور مجھے کرنا ایسا ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے میری بلیک فورس کے کئی کارکن مارے گئے ہیں لیکن میں نے تمہیں صرف اس لئے بخش دیا ہے کہ بہر حال تم تینوں میرے کارکنوں سے کہیں اچھے لڑاکے ہو۔ اور خاص طور پر جوانا کی قوت طاقت اور مارشل آرٹ میں بے پناہ مہارت کا میں دل سے قائل ہو گیا ہوں۔ اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں"۔

کرنل فریدی نے ان کے ہوش میں آتے ہی کہا۔ اور پھر مشین گن پکڑے وہ مڑا ہی تھا کہ بری طرح چونک پڑا۔

"ہیر۔ ہیر۔۔۔ کرنل فریدی کے یہ الفاظ جوانا کے لئے بہترین سرٹیفکیٹ ہیں۔" عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی ہاتھ میں مشین گن پکڑے حیرت سے برآمدے کے باہر کھڑے عمران کو دیکھنے لگا۔ جو اس طرح اطمینان سے کھڑا تھا جیسے شروع سے کھڑا یہ لڑائی دیکھ رہا ہو۔

"اوہ۔۔۔ تم کب آئے۔ مجھے تمہارے آنے کا تو احساس تک نہیں ہوا"۔ کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے ڈر کے مارے آواز نہیں نکلنے دی کہ کہیں مجھے بھی جوانا، جوزف اور ٹائیگر کی طرح رسیوں سے نہ بندھنا پڑے۔ ویسے کرنل صاحب جوانا نے آپ کے لاشعور پر اپنا خوف بٹھا ہی دیا ہے۔ حالانکہ میں جوانا کو اتنا اچھا لڑاکا نہیں سمجھتا تھا کہ آپ پر بھی اس کا خوف طاری ہو جائے گا۔ ویل ڈن جوانا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔ خوف اور میرے ذہن پر"۔ کرنل فریدی نے حیرت بھرے انداز میں ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب! بے ہوش جوانا کو رسیوں سے باندھنے اور پھر اسے ہوش میں لانے کا مطلب یہی ہے کہ آپ کا لاشعور جوانا کے خوف کو تسلیم کر چکا ہے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جوانا ہوش میں آتے ہی ایک بار پھر آپ کے سامنے کھڑا ہونے کی قوت رکھتا ہے۔ بہر حال یہ جوانا کی حماقت تھی کہ اس نے آپ سے مقابلے کی بات سوچی۔ ویسے یہ رسیاں جوانا کو روک نہیں سکتی تھیں۔ اگر میں اسے اشارہ نہ کر دیتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور عمران کی بات ختم ہوتے ہی کڑکڑاہٹ کی آواز ابھری اور دوسرے لمحے جوانا اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ کڑکڑاہٹ کی آواز سنتے ہی کرنل فریدی بے اختیار اس کی طرف مڑا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل گئی۔

"کرنل صاحب۔۔۔ نہتوں کے سامنے اسلحہ لے کر کھڑا ہونا اچھی

شان کے خلاف ہے۔" عمران کی آواز دائیں طرف سنائی دی۔ اس نے
واقعی حیرت انگیز پھرتی سے قلابازی کھاتے ہوئے نہ صرف کرنل فریدی کے
ہاتھ سے مشین گن چھین لی تھی بلکہ اب وہ برآمدے میں کرنل فریدی کے
دائیں ہاتھ پر کھڑا بڑے معصوم سے انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔
اسی لمحے برآمدے کی سائیڈ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم
نمودار ہوئی اور اس طرح برآمدے کے سامنے رک گئی جیسے انہوں نے
کرنل فریدی کو گھیرے میں لے لیا ہو۔ اور کرنل فریدی واقعی بری طرح گھر چکا
تھا۔ ایک طرف جوانا کسی پہاڑ کی طرح دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا نظر آرہا
تھا۔ جبکہ دوسری طرف عمران ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا تھا۔ اور باہر سیکرٹ
سروس کی پوری ٹیم کھڑی تھی۔ جوزف اور ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے
کیونکہ جوانا نے ایک ہی زوردار جھٹکے سے رسیاں توڑ ڈالی تھیں۔
کرنل فریدی کے اعصاب یکلخت تن گئے اور اس کے انداز سے
ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ ان سب سے بیک وقت لڑنے کا فیصلہ کر چکا
ہو۔

" دھیرج ـــــ کرنل فریدی۔ اس طرح کی لڑائیوں کا کسی کو کوئی فائدہ
نہیں۔ میں نے تو صرف اسلئے آپ کے ہاتھوں سے مشین گن لی ہے تاکہ
کہیں سیکرٹ سروس کو آتا دیکھ کر آپ لاشعوری طور پر فائر نہ کھول دیں۔"
عمران نے مشین گن صفدر کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔
" تو اب تم کیا چاہتے ہو؟" کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے
پوچھا۔
" صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ کیپٹن حمید اور بلیک فورس کو لے کر واپس

نیدر لینڈ چلے جائیں۔ کیمپ کی تباہی آپ کے بس کا روگ نہیں ہے کیونکہ
آپ کی دوسری ریز ڈیٹکٹر مشین جس ہیلی کاپٹر پر آرہی تھی۔ اس ہیلی کاپٹر کو
نیدر لینڈ کی سرحد کے اندر ہی سبوتاژ کر دیا گیا ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ
فی الحال نیدر لینڈ کے پاس اور ریز ڈیٹکٹر مشینیں نہیں ہیں اور بغیر ریز ڈیٹکٹر
کے آپ ساری عمر سر پٹختے رہیں آپ کیمپ کو ٹریس نہیں کر سکتے۔"
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" یہ ناممکن ہے عمران۔ کرنل فریدی قدم آگے بڑھانے کے بعد پیچھے
نہیں ہٹ سکتا۔ اب یا تو کیمپ تباہ ہوگا یا پھر کرنل فریدی ختم ہو جائے گا تیسری
کوئی صورت نہیں ہے۔" کرنل فریدی نے انتہائی پُراعتماد لہجے میں کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک دور سے خوفناک
دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اور ان دھماکوں کی آوازوں کو سن کر
کرنل فریدی کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بری طرح اچھل پڑے۔
دھماکے لمحہ بہ لمحہ بڑھتے جا رہے تھے اور پھر ایک خوفناک بلاسٹ
کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔
" آوازوں کی گونج بتا رہی ہے کہ یہ آوازیں ہرانڈا جنگل سے آرہی
ہیں۔ کرنل فریدی نے سب سے پہلے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔
" میں نے دو صورتیں بتائی ہیں ناں۔ یہ شاید تیسری صورت ہے کہ
آپ کا کیپٹن حمید مع بلیک فورس کے ان دھماکوں میں غائب ہو چکا ہے۔"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" اگر ایسا ہوا ہے عمران تو پھر اس کا انجام جانتے ہو۔ فلاپیرس کے
ساتھ ساتھ پاکیشیا کے ایک ایک فرد کو کیپٹن حمید کے ساتھ قبر میں اترنا

پڑے گا۔"

کرنل فریدی نے کہا۔

اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح کرنل فریدی یکلخت اچھلا اور وہ سیکرٹ سروس کے ارکان کے اوپر سے ہوتا ہوا ان کے عقب میں ایک لمحے کے لئے نظر آیا اور دوسرے لمحے وہ سائیڈ میں غائب ہو گیا۔ اور اس کو گھیرنے والے حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

ہرانڈا جنگل کی خوفناک آگ بجھ چکی تھی۔ آسمان پر جنگی ہیلی کاپٹر ابھی تک چکراتے پھر رہے تھے۔ یہ ہیلی کاپٹر فلاپیرس کی ایئر فورس سے متعلق تھے۔ فلاپیرس کا ایئر مارشل پاکٹ جنگل سے ذرا ہٹ کر ایک ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی فلاپیرس کے اعلیٰ حکام بھی کھڑے تھے۔ ان سب کے چہرے بری طرح اترے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہو۔

چند لمحوں بعد ایک جیپ خاصی تیز رفتاری سے بھاگتی ہوئی جنگل کی طرف سے ادھر آتی دکھائی دی اور وہ سب چونک کر جیپ کو دیکھنے لگے۔ جیپ ہیلی کاپٹر کے قریب آ کر رک گئی اور پھر اس میں سے دو افراد جن کے چہروں پر گیس ماسک موجود تھے۔ اچھل کر نیچے اترے۔ اور انہوں نے اپنے چہروں سے گیس ماسک ہٹا دیئے۔ ان کے جسموں پر فائر پروف لباس تھے گیس ماسک ہٹا کر انہوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ کئے۔

"کیا رپورٹ ہے ڈاکٹر برمن ؟" ایک لمبے قد والے ادھیڑ عمر آدمی نے پوچھا۔ اس کے سر کے تمام بال برف کی طرح سفید تھے۔ اور وہ فلاپیرس کا فرسٹ سیکرٹری تھا۔

"سر! کیمپ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اسے زیرو ون ریز میگنا بیٹ بموں سے تباہ کیا گیا ہے۔ کیمپ میں موجود تمام مشینری تباہ ہو چکی ہے اور وہاں موجود تمام ماہرین بھی ختم ہو چکے ہیں۔ ان کی لاشیں کوئلوں میں تبدیل ہو چکی ہیں" ادھیڑ عمر ڈاکٹر برمن نے افسردہ لہجے میں جواب دیا۔

"اسے تباہ کس نے کیا ہے ؟" فرسٹ سیکرٹری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جس نے بھی کیا ہے سر! وہ پوری طرح جدید مشینری سے لیس تھے۔ ان کے اپنے آدمی بھی کافی مارے گئے ہیں۔ لیکن ان کی لاشیں بھی کوئلہ بن چکی ہیں۔ اس لئے ان لاشوں سے ان کی قومیت پہچانی نہیں جا سکتی" ڈاکٹر برمن نے جواب دیا۔

"سر! آپ کی کال" اچانک ہیلی کاپٹر میں سے ایک آدمی نکل کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر جس میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکل رہی تھی، فرسٹ سیکرٹری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس ـــــ راجہ اٹنڈنگ۔ اوور" فرسٹ سیکرٹری نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر راجہ! میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا خصوصی نمائندہ علی عمران بول رہا ہوں۔ آپ کے ماہرین نے کیمپ کا معائنہ کر لیا

ہو گا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کا یہ کیمپ تباہ ہو گیا۔ آپ پاکیشیا حکومت کی طرف سے اپنی حکومت کے نام افسوس کا پیغام قبول کریں۔ ہمارے صدر مملکت سرکاری طور پر بھی پیغام بھجیں گے۔ میں نے یہ کال اس لیے کی ہے کہ میں آپ کو بتا سکوں کہ ہم نے اپنی طرف سے بیحد کوشش کی کہ آپ کا یہ کیمپ تباہی سے بچ سکے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس کیمپ کو بچا نہیں سکے۔ اوور" دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آپ کی کال کے لئے میں شکر گزار ہوں لیکن آپ کو اس کیمپ کی تباہی کا علم کیسے ہو گیا۔ اور پھر آپ کی حکومت کا اس کیمپ سے براہ راست کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ اوور" راجہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تعلق آپ کی حکومت بہتر طور پر جانتی ہے۔ البتہ اتنا بتا دوں کہ آپ کا یہ کیمپ نیدر لینڈ کے کرنل فریدی اور اس کی بلیک فورس کے ہاتھوں تباہ ہوا ہے۔ اب اگر آپ چاہیں تو سرکاری طور پر نیدر لینڈ کی حکومت سے احتجاج کر سکتے ہیں۔ گڈ بائی۔ اوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"نیدر لینڈ کے کرنل فریدی اور اس کی بلیک فورس نے کیمپ تباہ کیا ہے۔ اوہ۔ لیکن انہیں اس کیمپ کی موجودگی کا علم کیسے ہو گیا۔ بہرحال ٹھیک ہے، نیدر لینڈ سے اس کا پورا بدلہ لیا جائے گا۔" فرسٹ سیکرٹری راجہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ایئر مارشل کی طرف مڑ گیا۔

"او کے ایئر مارشل ـــــ یہاں تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ لیکن اب مجھے حکومت کو اس کی فوری رپورٹ کرنی ہے" فرسٹ سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— آئیے" ایئر مارشل نے ہیلی کاپٹر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر برمن! آپ یہیں رہیں گے اور اس کی مکمل رپورٹ تیار کریں گے۔ تاکہ اسے حکومت ایکریمیا کو بھی بھیجا جا سکے۔" فرسٹ سیکرٹری نے ڈاکٹر برمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ——— !" ڈاکٹر برمن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر ایئر مارشل کے پیچھے فرسٹ سیکرٹری بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔

اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر تیزی سے دارالحکومت کی طرف مڑ گیا۔

اب تو آپ کو یقین آ گیا کہ کیپٹن حمید بھی کام کر سکتا ہے"۔ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے تو پہلے سے یقین تھا ورنہ ظاہر ہے میں کسی بیکار آدمی کو تو مستقل اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا"۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہ دونوں ابھی ابھی اپنی حکومت کو اس کیمپ کی تباہی کی سرکاری طور پر رپورٹ دے کر لوٹے تھے۔

"چلو شکر ہے آپ نے تسلیم تو کیا کہ میں بھی کام کا آدمی ہوں۔ ویسے ایک بات ہے وہ عمران اور اس کے ساتھی تو بیٹھے اپنی شکست کا ماتم کر رہے ہوں گے۔ کاش میں اس وقت ان کی شکلیں دیکھ سکتا"۔ کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کسی کی شکست پر اتنا ہنسا نہیں کرتے۔ شکست و فتح تو بہرحال ایک

ہی سکے کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ آج اگر وہ شکست کھا گئے ہیں تو کل یہی صورت حال ہمارے ساتھ بھی پیش آسکتی ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"خواہ مخواہ کو پیش آسکتی ہے۔ آپ نے کبھی مجھے ان کے مقابلے میں کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ ورنہ میں دیکھوں کہ وہ کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں۔" کیپٹن حمید نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"فرزند ——! یہ اتفاق تھا کہ کیمپ سے نکلنے والا آدمی بلیک فورس کی نظروں میں آگیا اور عمران اور اس کے ساتھی دوسری طرف اُلجھے ہوئے تھے ورنہ عمران نے دوسری ریز ڈیٹیکٹر مشین تباہ کر کے ہمیں واقعی بے دست وپا کر دیا تھا۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"اب آپ جان بوجھ کر میری اس کامیابی کو اتفاق کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ آبھی جاتے تب بھی وہ کیا کر سکتے تھے۔" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی اس کی بات کا جواب دیا، میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔

"ہارڈ سٹون" کرنل فریدی نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ وہ ہارڈ سٹون کا کیڑا کہاں ہے۔ میری طرف سے اسے مبارکباد دے دیجئے۔ اس نے اس بار واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب نیدرلینڈ کی حسینائیں اس پر پروانہ دار نچھاور ہوں گی۔ اور نیدرلینڈ کے شاعر اس کی شان میں شاندار قصیدے لکھیں گے۔" عمران کی آواز سنائی دی۔

"خفت مٹانے کا یہ اچھا انداز نہیں ہے عمران۔ انسان کو دل کھلا رکھنا چاہیئے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم مجھے کیڑا کہہ رہے ہو۔ احمق آدمی اگر کرنل فریدی فوری طور پر واپسی کا حکم نہ دیتے تو میں دیکھتا کہ تم اور تمہارے ساتھی کس طرح زندہ واپس جاتے۔" کیپٹن حمید نے جھپٹ کر کرنل فریدی کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چچ۔ چچ۔ کیپٹن حمید۔ ایسی باتیں اچھی نہیں ہوتیں۔ وہ ایک محاورہ ہے کہ اندھے کے پیر کے نیچے بٹیرا آگیا اور اس نے اپنے آپ کو شکاری سمجھنا شروع کر دیا۔ بہرحال یہ تو محاورے کی بات تھی۔ ویسے میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کرو۔ اب غصہ تھوک کر یہ بتاؤ کہ اس شاندار کارنامے کی خوشی میں تم دعوت کب کر رہے ہو۔" عمران کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایک شرط پر دعوت کھلا سکتا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی اپنی لبسورتی ہوئی شکلوں کے ساتھ دعوت میں شریک ہوں جن شکلوں کے ساتھ تم پاکیشیا واپس گئے تھے اور یہ بھی بتا دوں کہ میں جلد ہی تم پر ثابت کر دوں گا کہ شکاری دراصل کون ہے۔"

کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کرنل فریدی کی گود میں پھینک کر وہ تیز تیز قدموں سے باہر نکل گیا۔

"تمہارے محاورے نے کیپٹن حمید کو ناراض کر دیا ہے عمران۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ تم اس زرعی فارم سے واپس دارالحکومت کیوں لوٹ گئے تھے۔ تمہیں کم از کم موقع پر آ کر دیکھنا تو چاہیئے تھا کہ ہوا کیا ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر آپ لے گئے تھے۔ اس لئے مجبوراً مجھے زرعی فارم کی چھت پر چڑھ کر جلتے ہوئے جنگل کا نظارہ کرنا پڑا۔ اور یہ نظارہ اس قدر ہولناک تھا کہ اس کی طرف مزید پیش قدمی کا حوصلہ ہی نہیں پڑا۔ اور پھر آپ نے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سے کیپٹن حمید کو جو کال کی تھی وہ زراعتی فارم میں موجود آپ کی جیب سے نکلے ہوئے ٹرانسمیٹر نے بھی کیچ کر لی تھی اور اس کے بعد ظاہر ہے چراغوں میں روشنی نہ رہی تھی۔"

عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی سر ہلا کر رہ گیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر تم آگے آنے کی بجائے وہیں سے واپس کیوں لوٹ گئے کیونکہ یہ تمہاری فطرت کے خلاف بات تھی۔ اس لئے میں اس پر سوچ رہا تھا۔" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"آپ کی اسی سوچنے کی عادت نے تو مجھے آپ کا دیوانہ بنا رکھا ہے۔ کیونکہ جو سوچتا ہے وہ بولتا نہیں اور جو بولتا نہیں وہ سننے کا ماہر ہوتا ہے اور سننے والا آدمی اس دنیا میں اب نایاب ہو چکا ہے۔ اچھا خدا حافظ ویسے میری طرف سے آپ کیپٹن حمید کی دعوت میں شریک ہو جائیے گا۔ کم از کم اس کی یہ خواہش تو پوری ہو جائے گی کہ دعوت میں کوئی بسورتی ہوئی شکل شریک نہیں ہوئی۔ کیونکہ آپ کو بھی اصل واقعات کا علم تو ہو گیا ہو گا۔ خیر چھوڑیئے۔ خدا حافظ۔"

عمران نے میرٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے عمران۔ مسلسل فتح حاصل کرنے والے کو جب شکست کا منہ دیکھنا پڑتا ہے تو اس کی ذہنی کیفیت بالکل ایسی ہی ہو

جاتی ہے۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا ضرورت تھی کرنل فریدی کو فون کرنے کی۔" عمران کے رسیور رکھتے ہی پاس بیٹھی ہوئی جولیا نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اس بار عمران نے جان بوجھ کر شکست کھائی ہے۔ ان کی نیت شروع سے ہی خراب تھی۔" صفدر نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"چیف باس کو اسے اس مشن پر بھیجنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ خواہ مخواہ ہمیں دوسری طرف الجھا کر اس نے انہیں موقع دیا کہ وہ آسانی سے کیمپ تباہ کر سکیں۔" تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ویسے اس بار عمران کی حکمت عملی قطعی طور پر تبدیل ہو گئی تھی۔ اگر انہیں معلوم تھا کہ کیمپ برانڈا جنگل میں ہے تو ہمیں سیدھا وہیں جانا چاہیئے تھا۔" کیپٹن شکیل جیسا سنجیدہ آدمی بھی بولنے سے نہ رہ سکا۔

"تو اب سارا قصور میرا نکل آیا۔ ٹھیک ہے۔ غصہ کمزور پر ہی نکلتا ہے نکال لو غصہ۔ ویسے اب میں نے سلیمان کو کہہ دیا ہے کہ آج سے وہ

میرے لئے بھی حریرہ بنایا کرے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ سب اس وقت دانش منزل کے میٹنگ روم میں موجود تھے۔ اور عمران نے وہیں سے کرنل فریدی کو فون کیا تھا۔

پوری ٹیم کے چہرے بُری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ اور ماحول پر خاصی افسردگی طاری تھی۔ انہیں فلاپیرس سے آئے ہوئے دوسرا روز تھا اور اس دوران وہ سب اپنے اپنے فلیٹوں پر پڑے سوگ مناتے رہے تھے۔

اب ایکسٹو کی کال پر وہ دانش منزل میں آئے ہوئے تھے۔ ان سب کو یقین تھا کہ ایکسٹو اس ناکامی پر نہ صرف انہیں بُری طرح جھاڑ پلائے گا بلکہ ہو سکتا ہے وہ انہیں کوئی سزا بھی دے دے۔

"لیکن ایک بات ہے صفدر ـــــ یہ ٹیلیفون سیٹ پہلے تو میٹنگ روم میں کبھی نظر نہیں آیا۔" اچانک خاور نے کہا۔

اور وہ سب خاور کی بات سُن کر چونک پڑے۔

"ارے ہاں ـــــ اس بات کا تو ہمیں خیال ہی نہ آیا تھا اور عمران کے آخری الفاظ بھی قابلِ غور تھے کہ جب اصل واقعات کا علم ہوگا تو کرنل فریدی کی شکل بسورتی ہوئی بن جائے گی۔" صفدر نے چونکتے ہوئے کہا اور باقی سب ممبرز بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"ارے۔ ارے ـــــ مجھے اس طرح نہ دیکھو۔ ابھی میں نے حریرہ کھانا شروع نہیں کیا اور بغیر حریرہ کھائے میرا تو خوف کے مارے دم نکل جائے گا۔" عمران نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"اصل بات بتاؤ ـــــ مجھے یقین ہے کہ تم اصل بات چھپا رہے ہو۔" جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ـــــ ابھی سے اصل بات پوچھنی شروع کر دی تم نے۔ یہ کام تو شادی کے بعد بیویاں کرتی ہیں۔ جب بیچارے شوہر دیر سے گھر آنے پر بہانے بناتے رہ جاتے ہیں۔ لیکن بیگم صاحبہ اصل بات پوچھے بغیر نہیں ٹلتی۔ اور اصل بات بتانے کے بعد بیچارے شوہر کو باقی رات گھر کے باہر برآمدے میں سردی سے ٹھٹھرتے ہوئے اور معافیاں مانگتے گزارنی پڑتی ہے۔"

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب کے لٹکے ہوئے چہرے عمران کی بات سن کر یکلخت کھل گئے۔ کیونکہ اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ عمران واقعی کچھ چھپا رہا ہے۔ اور اصل بات وہ نہیں ہے جو وہ سمجھے بیٹھے ہیں۔

اسی لمحے میٹنگ روم کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ اور وہ سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔ جولیا نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"کرنل فریدی کو مطمئن کر دیا تم نے عمران۔" ایکسٹو کی مخصوص آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"وہ چھوہارے کھائے بغیر مطمئن ہونے والا نہیں ہے جناب۔ اس لئے مجبوری ہے۔ چھوہارے تو بھیجنے ہی پڑیں گے۔" عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اگر کبھی ایسا موقع آیا تو وہ بھی بھجوا دیں گے۔" ایکسٹو نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"باس ـــــ! کیا اصل واقعات کچھ اور ہیں۔" اچانک جولیا بول پڑی۔

"ہاں جولیا ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ اس شکست پر بے حد ملول ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں یہاں اصل واقعات بتانے کے لئے

بلایا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کرنل فریدی کو مطمئن کرنا ضروری تھا اس
لئے میں نے عمران کو ہدایت کی تھی کہ وہ تم سب کے سامنے کرنل فریدی
کو کال کر کے اسے اس کی فتح پر مبارکباد دے۔ اور مجھے یقین
ہے کہ عمران کی کال کے بعد وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے گا۔ بہرحال اصل
واقعات اس طرح ہیں کہ وہ کیمپ جس میں نیدرلینڈ میں ٹی لینڈ کے سلسلے
میں شورشیں برپا کرنے کے لئے ایجنٹوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے وہ کیمپ
ہرانڈا جنگل میں واقع نہیں ہے۔ بلکہ وہ کیمپ ہرانڈا جنگل کے شمالی طرف
واقع بنلگرام پہاڑیوں کے اندر واقع ہے۔ پہلے ہمیں بھی یہی بتایا گیا تھا کہ
یہ کیمپ ہرانڈا جنگل میں واقع ہے۔ لیکن جب اس کیمپ کا نقشہ ہم نے
حاصل کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہ کیمپ دراصل ٹریننگ کیمپ نہیں ہے بلکہ
ایکریمیا اور فلاپیرس کے درمیان ایک خفیہ معاہدے کے تحت قائم ہونے والی
جدید ترین لیبارٹری کو کیمپ کا نام دے دیا گیا ہے۔

اس لیبارٹری میں ایسی مخصوص ریز تیار کی جا رہی تھیں جن کے ذریعے
نیدرلینڈ، پاکیشیا اور دوسرے ہمسایہ ملکوں کے دفاعی نظام کو کنٹرول کیا
جا سکتا تھا۔ ایکریمیا کو معلوم تھا کہ اگر اس لیبارٹری کا علم نیدرلینڈ اور
پاکیشیا کو ہو گیا تو پھر دونوں ملک اس کے خاتمے کے لئے جدوجہد کریں
گے۔ نیدرلینڈ کے کرنل فریدی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کی
صلاحیتوں سے ایکریمیا اچھی طرح واقف ہے۔ چنانچہ اس نے اس
لیبارٹری کی حفاظت کے لئے ایک نیا کھیل کھیلا۔

اس نے حکومت پاکیشیا کو بھی بتایا کہ یہ دراصل ٹریننگ کیمپ ہے
وہ چاہتے یہ تھے کہ اس کی اصل حیثیت کا نیدرلینڈ اور پاکیشیا دونوں کو

علم نہ ہو سکے اور ٹریننگ کیمپ وغیرہ چونکہ سرکاری معاملات ہوتے ہیں
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایسے کیمپوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس
لئے کسی کو اصل واقعات کا علم نہ ہو سکا۔

اس دوران نیدرلینڈ کو بہرحال یہ علم ہو گیا تھا کہ کوئی ایسا ٹریننگ کیمپ
موجود ہے جہاں نیدرلینڈ کے خلاف ایجنٹوں کو تربیت دی جاتی ہے۔
کرنل فریدی کے ذمہ اس کیمپ کے خاتمے کا مشن لگایا گیا۔ چونکہ یہ بات
سامنے کی تھی کہ ایسا کیمپ لامحالہ پاکیشیا میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے کرنل
فریدی یہاں آ گیا۔ لیکن عمران نے اپنی ذہانت سے اس پر ثابت کر دیا کہ یہ
اگر ہے تو پاکیشیا میں نہیں ہے بلکہ فلاپیرس میں ہے۔ ویسے اس وقت
تک عمران کو بھی اس کیمپ کا علم نہ تھا چنانچہ کرنل فریدی واپس چلا گیا۔
لیکن چونکہ وہ سر رحمن سے مل چکا تھا اور اس نے کیمپ کی بات
کی تھی۔ اس لئے سر رحمن کے ذریعے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو کرنل فریدی
کے اس مشن کا علم ہو گیا۔

چنانچہ اعلیٰ حکام نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور بین الاقوامی خارجہ
تعلقات کی بنا پر اس کیمپ کو کرنل فریدی کے ہاتھوں تباہی سے بچانے کا
مشن ہمیں سونپ دیا گیا۔

ہم نے اس کیمپ کی حفاظت کے لئے اس کا نقشہ طلب کیا تو ہمیں
نقشہ مہیا کر دیا گیا لیکن یہ نقشہ دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ نقشہ کسی ٹریننگ
کیمپ کی بجائے کسی جدید ترین لیبارٹری کا ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ہم نے اپنے طور پر مزید تحقیقات کی تو ہمیں اصل صورتحال کا
علم ہو گیا۔ ادھر کرنل فریدی کے ایجنٹوں نے بھی تحقیقات کی اور وہ بھی اس

نقشے کی تفصیلات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح کرنل فریدی کو یہ علم ہو گیا کہ یہ کیمپ ہرانڈا جنگل میں ہے اور اس میں جدید ترین آلات نصب ہیں لیکن اس نے یہی سمجھا کہ یہ آلات کیمپ کی حفاظت کے لئے نصب کئے گئے ہیں۔

ادھر عمران نے اسے فون کر کے بتا دیا کہ وہ کیمپ کو بچانے کے لئے کرنل فریدی سے ٹکرانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ چنانچہ کرنل فریدی اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ اور اس کے ذہن میں یہ بات کنفرم ہو گئی کہ ہرانڈا جنگل میں واقع یہی کیمپ ہی وہی ٹریننگ کیمپ ہے جسے اس نے تباہ کرنا ہے۔

عمران نے میرے مشورے سے ایک پالیسی ترتیب دی۔ ہم کرنل فریدی کو مکمل طور پر اندھیرے میں رکھنا چاہتے تھے۔

چنانچہ ہم نے اسے ہرانڈا جنگل سے دور فلاپیرس کے دارالحکومت میں الجھانے کا پروگرام بنایا۔ ادھر ہم کرنل فریدی کو پورا پورا موقع دینا چاہتے تھے کہ وہ ہرانڈا جنگل میں موجود اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دے۔ اس طرح وہ لیبارٹری بھی تباہ ہو جاتی اور اصل کیمپ بھی بچ جاتا اور کرنل فریدی بھی مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا کہ اس نے ٹریننگ کیمپ تباہ کر دیا ہے، اور لیبارٹری کی تباہی کا سارا زور بھی نیدرلینڈ پر شفٹ ہو جاتا اور ہم بین الاقوامی خارجہ تعلقات کی پیچیدگیوں سے بھی محفوظ ہو سکتے تھے۔

چنانچہ عمران ٹیم لے کر دارالحکومت چلا گیا اور اس نے ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو ہرانڈا جنگل میں بھجوا دیا تاکہ کرنل فریدی مزید کنفرم ہو جاتا۔

ادھر کرنل فریدی نے ہمارے مطلب کا پروگرام ترتیب دیا۔ اس نے

کیپٹن حمید اور بلیک فورس کے ایک مخصوص ٹرینڈ گروپ کو ہرانڈا جنگل میں اس کیمپ کی تباہی کے لئے بھیج دیا۔ اور خود وہ ہمیں کیمپ کی تباہی تک الجھائے رکھنے کے لئے دارالحکومت آ گیا۔

اس کے بعد کے واقعات تمہارے سامنے ہیں۔ وہ لیبارٹری تباہ ہو گئی۔ کرنل فریدی مطمئن ہو گیا کہ اس نے ٹریننگ کیمپ تباہ کرنے کا مشن کامیابی سے مکمل کر لیا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے مقابلے میں شکست کھا گئی ہے حالانکہ اصل حالات کا اسے علم ہی نہیں ہے کہ اس نے جو کچھ کیا ہے۔ پاکیشیا وہی کچھ چاہتا تھا اور یہ شکست پاکیشیا کی نہیں بلکہ نیدرلینڈ کی ہوئی ہے۔"

ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور وہ سب حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ تفصیلات سن رہے تھے۔

"اوہ ___ اس قدر گہرا منصوبہ بنایا گیا تھا۔" جولیا نے بے اختیار حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی کو آپ جانتے ہیں وہ آسانی سے مطمئن ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ اُسے مطمئن کرنا ضروری تھا۔" ایکسٹو نے جواب دیا۔

"لیکن باس ___ اصل کیمپ تو موجود ہے۔ اس لئے ٹرینڈ آدمی تو اب بھی نیدرلینڈ میں جا کر شورشیں برپا کرتے رہیں گے۔ ایسی صورت میں کیا کرنل فریدی یہ نہ سمجھے گا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ جلد ہی نیدرلینڈ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ٹرینڈ آدمی اسی طرح آ رہے ہیں لیکن اب کم از کم وہ یہ نہیں سمجھ

سکیں گے کہ اصل کیمپ بچ گیا ہے بلکہ وہ یہی سوچتے رہیں گے کہ کہیں اور کیمپ بنایا گیا ہے اور اس کے بعد کرنل فریدی بے شک اس کیمپ کی تلاش میں ٹکریں مارتا پھرے، ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔

ایکسٹو نے جواب دیا اور سب ممبرز نے سر ہلا دیئے۔

" لیکن سر —— کیا عمران کو اصل صورت حال کا علم تھا " جولیا نے پوچھا۔

" ہاں —— عمران کو پوری طرح علم تھا لیکن اس نے مشورہ دیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران سے اسے خفیہ رکھا جائے ورنہ آپ لوگوں کی کارکردگی وہ نہ رہتی جو اب سامنے آئی ہے اور میں نے یہ مشورہ قبول کر لیا۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ کو پوری طرح یہ علم ہو گیا ہے کہ ہم نے شکست کھانے کے باوجود شکست نہیں کھائی اور اس میٹنگ کال کرنے سے میرا مقصد یہی تھا۔ خدا حافظ "

ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

" تو یہ ساری تمہاری سازش ہے —— تم ہمارے خلاف ایکسٹو کو مشورے دیتے رہتے ہو " جولیا نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہی غصے سے پھنکارتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اور چیف باس بھی اس کے مشورے مانتا ہے " تنویر نے جل کر کہا۔

" ارے کہاں مانتا ہے میرے مشورے۔ حالانکہ میں نے کئی بار بڑے خلوص سے اسے مشورہ دیا ہے کہ جولیا کی عمر بڑھتی جا رہی ہے اس کی عمر روکنے کا بندوبست ہونا چاہیئے کیونکہ شادی کے بعد عورتوں کی عمر بڑھنا بند ہو جاتی ہے اور صرف بیچارے شوہر کی عمر میں اضافہ ہونا شروع

ہو جاتا ہے کیونکہ اسے سال میں دو بار سالگرہ منانی پڑتی ہے۔ ایک بار اپنی عمر کی اور دوسری شادی کی۔ جولیا کی خاطر میں یہ قربانی —— دینے کے لئے تیار ہوں کہ دو سالگرہوں کا خرچہ اٹھاتا رہوں لیکن وہ میرا مشورہ مانتا ہی نہیں۔" عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑا اور جولیا کا گھوما ہوا پرس ٹھیک اس کی کرسی کی پشت پر جا پڑا۔

" ارے۔ مجھے یقین ہے کہ تم میرا مشورہ ماننے کے لئے ہر وقت تیار ہو۔ اس لئے پہلے سے ایسی ریہرسل کرتی رہتی ہو۔ اب اسے بھی تو منواؤ"

عمران نے دروازے کے قریب رکتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار منہ پھیر لیا۔ جبکہ ڈرائنگ روم بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں فور سٹارز کے سلسلے کا ایک دلچسپ اور منفرد ناول

سفاک مجرم ــــ جو پاکیشیا سے معصوم بچوں کو اغوا کر کے غیر ملکی ادویہ ساز لیبارٹریوں کو فروخت کر دیتے تھے۔ جہاں ان پر انتہائی زہریلی ادویات کے تجربات کیے جاتے۔

سفاک مجرم ــــ جنہوں نے پاکیشیا کے سینکڑوں ہزاروں خاندانوں کو انتہائی سفاکانہ انداز میں موت کی دلدل میں دھکیل دیا۔

سفاک مجرم ــــ جن کا طریقہ کار اس قدر پراسرار تھا کہ عمران اور فور سٹارز باوجود انتہائی کوشش کے ان کا معمولی سا سراغ بھی نہ لگا سکے۔

سفاک مجرم ــــ جن کے خلاف فور سٹارز نے اپنی مکمل ناکامی کا برملا اعتراف کر لیا۔

سفاک مجرم ــــ جو اپنے خلاف ہر ثبوت انتہائی سفاکی سے مٹا دیا کرتے تھے۔

سفاک مجرم ــــ جن کے سفاکانہ جرم سے واقف ہو جانے کے باوجود عمران ان کے خلاف بے بس ہو کر رہ گیا۔ کیوں؟

سفاک مجرم ــــ جن کے ساتھ عمران کے باورچی سلیمان کو جان لیوا مقابلہ کرنا پڑا۔

کیا سلیمان مجرموں کے ہاتھ ہلاک ہو گیا۔ یا؟

کیا عمران اور فور سٹارز ان سفاک مجرموں کو پکڑنے اور پاکیشیا کے ہزاروں معصوم بچوں کی زندگیاں بچانے میں کامیاب ہو سکے یا ناکامی ان کا مقدر ٹھہری؟
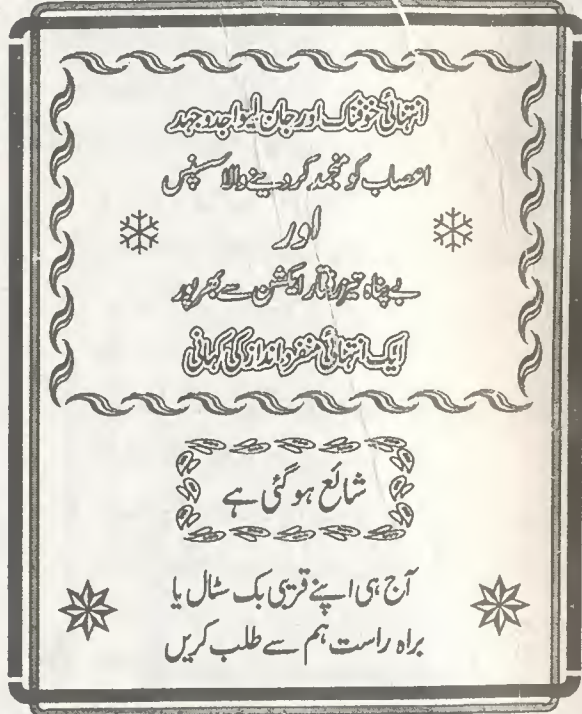
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں بلیک تھنڈر کے سلسلے کا ایک دلچسپ اور منفرد ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ہائی وکٹری

سی موز بلیک تھنڈر کا سیکشن جس نے پاکیشیا کے سائنسدان کو ہلاک کر کے قیمتی فارمولا حاصل کر لیا۔

بامین سی موز سیکشن کا سپر ایجنٹ۔ جس نے پاکیشیا میں اپنا مشن اس انداز میں مکمل کیا کہ کسی کو بھی اس کا علم نہ ہو سکا۔

عمران جسے پہلی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے بلیک تھنڈر کے خلاف مشن میں اپنا لیڈر ماننے سے انکار کر دیا اور بلیک زیرو نے بھی ان کی بات مان لی۔
کیوں ——؟

عمران جسے بلیک تھنڈر مشن کے دوران لیڈر کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا صرف ساتھی بن کر کام کرنا پڑا۔ کیوں ——؟

◇ جب جولیا بطور لیڈر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ میدان میں نکلی لیکن عمران نے بلیک تھنڈر سے صرف سودے بازی کر کے فارمولا واپس حاصل کر لیا اور جولیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی۔ کیسے اور کیوں ——؟

◇ وہ لمحہ جب جولیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک بار پھر مجبوراً عمران کو اپنا لیڈر تسلیم کرنا پڑا۔

سی موز جس کے خلاف عمران باوجود مصالحت کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم لے کر میدان میں اتر آیا۔ کیا عمران نے وعدہ خلافی کی۔ یا ——؟

کارٹن اور ڈینی ایک تھنڈر کے دو سپر ایجنٹ۔ جنہوں نے عمران کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چھ ممبران سمیت حقیقتاً گولیوں سے چھلنی کر دیا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں سے خون فواروں کی صورت میں ابلنے لگا۔

◇ وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چھ ممبران کی موت کی تصدیق ہو گئی اور کارٹن اور ڈینی مسرت کی شدت سے رقص کرنے پر مجبور ہو گئے۔

ہائی وکٹری وہ نعرہ جو کارٹن اور ڈینی نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت کی تصدیق ہونے پر بے اختیار لگایا اور یہ نعرہ ان کے لئے باعث افتخار بن گیا۔

◇ ایک ایسا نعرہ جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی حقیقی موت پر لگایا جا سکتا تھا اور یہ نعرہ فضا میں گونج اٹھا۔

ماسٹر کلرز کا جوانا عمران کا ساتھی۔ ایک ایسے مجرم کی بو سونگھتا ہے جو اس کی لائن کا جرم ہے۔

جوڈش جوانا کا ہم پلہ اور شیطان کی طرح مشہور بین الاقوامی پیشہ ور قاتل جو آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہ ہوا تھا۔

وائٹ پینتھرز ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پاکیشیا سمیت تمام اسلامی ممالک کے دفاع کو تہس نہس کرنے کا مشن لے کر میدان میں اتری اور جس نے پاکیشیا کے معروف سائنسدان سرداور کے قتل کے لئے جوڈش کو تعینات کر دیا۔

- بغداد میں ہونے والی ایک ایسی خفیہ میٹنگ جس میں پاکیشیا کی طرف سے سرداور نے شریک ہونا تھا اور ان کے فارمولے پر پاکیشیا سمیت پوری اسلامی دنیا کے دفاع کا انحصار تھا۔

- سرداور کی حفاظت کے لئے پاکیشیا کی طرف سے جوانا کو سرکاری طور پر تعینات کر دیا گیا۔ جوانا جب اپنے مخصوص ایکشن میں آیا تو جوڈش اور وائٹ پینتھرز دونوں کو کہیں بھی جائے پناہ نہ مل سکی۔

روح کو منجمد کر دینے والے سسپنس سے بھرپور یادگار کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم۔اے

یکے از مطبوعات

یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز

پاک گیٹ ○ ملتان